U48867. Date. 18-1-18

Title - SABEEL AL JANAAN

Creator - Sultan Jahan Begum.

Publisher - Matba Sultani

Date - 1917

Pages - 460

Subjects -



هٰذا بیان للناس و هدی و موعظة للمتقین

سبیل الجنان

یعنی

علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند، جی سی

ایس، آئی، و جی، سی، آئی، ای، فرمان روائے بھوپال

ادام اللہ بالعز والاقبال کی اون تقریرون کا

مجموعہ

جو حضور ممدوحہ نے افادۂ خواتین کیلئے پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب مین وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائین

اور

۱۳۳۵ھ

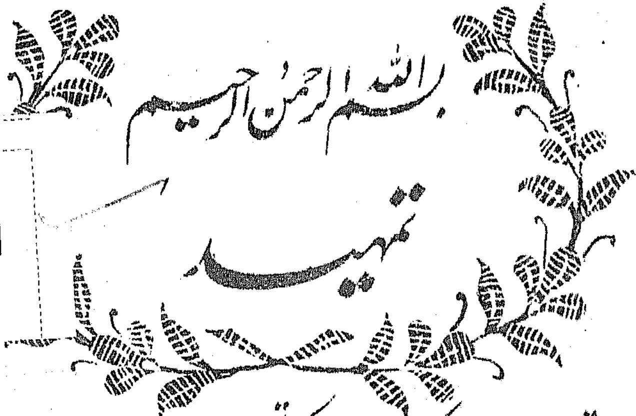
۱۹۱۷ء

کو

مطبع سلطانی مین باہتمام مولوی حمید اللہ صاحب مہتمم مطبع کی چھپی

فہرست مضامین سبیل الجنان





بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

خواتینِ اسلام کو زمانہ حال کی تعلیم اور بہترین تمدن و معاشرت بہرہ یاب دیکھنے کا یقیناً مجھ سے زیادہ کوئی شخص آرزومند نہ ہوگا اور اس مقصد کے لئے مین اپنی ہر امکانی کوشش خواہ اس مین مجکو تکلیف بھی برداشت کرنی پڑے عمل مین لاتی رہتی ہون لیکن اس مقصد سے ایک اور بھی اعلیٰ مقصد میرے پیش نظر ہے اور وہ یہ ہے کہ اُن مین مذہبی روح، مذہبی پابندی اور مذہبی حمیت بھی بدرجۂ اولیٰ ہو کیونکہ تمام شائستہ اور اعلیٰ اوصاف کی بنیاد مذہب کی ہی زمین پر قائم ہوتی ہے اور مذہب ہی نجات اُخروی کا باعث ہے مسلمانانِ ہند اگر تعلیم و تمدن مین ترقی کرکے یورپ کے ہم پلہ ہوجائین مگر مذہب کے اعتبار سے وہ افریقہ کے ایک وحشی کی بھی برابری نہ کرسکین تو وہ ترقی کچھ بھی مسرت کے قابل نہین۔

اسلام کے معنی ہی فرمان برداری کے ہین اور مسلم وہی ہے

جو احکام اسلام کا فرمان بردار ہو ایک شخص جو زبان سے اپنے آپ کو مسلم کہے لیکن نہ تو اوس کا سر خالق ذو الجلال اور معبود مطلق کی عبادت و اطاعت کے لئے جھکے، نہ وہ سال بھر مین ایک ماہ رمضان مین اوس کی خاطر بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کر سکے، نہ اپنی دولت مین سے ایک بہت تھوڑا سا حصہ (زکوۃ) مستحقین کو دے سکے، اور نہ باوجود استطاعت رکھنے کے اُس کے مقدس گھر کے طواف کے لئے سفر کرے، یا دیگر صغیرہ اور کبیرہ گناہون مین مبتلا رہے اور اپنے مالک حقیقی کے روبرو کسی وقت بھی نادم نہ ہو اور اس کے حضور مین استغفار نہ کرے تو وہ کیونکر اپنے کو مسلم کہے جانے کا مستحق تصور کر سکتا ہے، کیونکہ مسلم کے معنی فرمان بردار کے ہین اور وہ اپنے اعمال سے خود نا فرمانی کا ثبوت دے رہا ہے۔

احکام اسلام سے اس طرح انحراف کرنا گویا اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ خدائے قہّار کے جو وعید ہین وہ کوئی حقیقت نہین رکھتے یا عاقبت کا یقینی عذاب محض ایک تخیل ہے اور اگرچہ دلی یقین نہین تو بلاشبہہ عدم پابندی اسلام گویا اس بات پر جُراَت ہے کہ ان مین ایسی طاقت موجود ہے کہ وہ اس عذاب کو

برداشت کرلین گے حالانکہ ہم دنیاوی آگ کی خفیف سے حرارت کو بھی برداشت نہین کرسکتے اگر یہ یقین وجرأت نہین ہے تو پھر وہ کون سی چیز ہے جس کے بھروسہ پر غفلت کی جاسکتی ہے۔

غرض جو شخص اپنے کو مسلم کہے اوس کو اسلام کے صحیح معنے سمجھ لینے چاہئین اور اون پر عمل کرنا چاہئے اور اس مین مرد و عورت کی کوئی تفریق نہین ہے دونون صنفین برابر کی ذمہ دار ہین لیکن حفاظت اسلام کی ذمہ داری بمقابلہ مردون کے عورتون پر زیادہ عائد ہوتی ہے کیونکہ پابندی اسلام مین تربیت کو بڑا دخل ہے اور تربیت صرف عورتون کے طبعی اور فطری فرائض مین داخل ہے وہ خود عمل کی بہت بڑی مثال ہین اور مثال ہی دوسرون مین اور خصوصاً بچون مین اثر پیدا کرتی ہے اور اس طرح وہ خاموش اور غیر محسوس طریقہ سے مذہبی تربیت کرسکتی ہین۔

اگرچہ مردون نے اسلام کی بڑی بڑی خدمتین کی ہین لیکن عورتون کی خدمتین بھی کچھ کم نہین ہین اور یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ حقیقت اسلام کی خدمت سب سے پہلے جس نے کی وہ ایک مقدس خاتون حضرت خدیجۃ الکبرے رضی اللہ عنہا ہی تھین جو سب سے پہلے ایمان لائین اپنا مال فدا کردیا اپنی ذات پر تکلیف اٹھائی، اور

روحنا فداہ رسول مقبول رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین دی اور یون اپنی صنف کو ایک دائمی فخر وشرف حاصل ہونے کا ذریعہ ہوئین، اسلام کے علاوہ بھی دیگر مذاہب کی ترقی واستقلال اور حمایت مین عورتون نے بڑا حصہ لیا ہے آج دنیا مین عیسوی مذہب کی اشاعت مین عورتون کی محنت و دولت کا بڑا جزو ہے، ہندؤن مین عورتین ہی زیادہ مذہبی امور مین حصہ لیتی ہین پھر یہ بات بھی ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام نے عورت کو جو مرتبہ عطا کیا جس طرح اُس کے حقوق معین کئے اور اُس کو اصلی عزت مرحمت کی اس کی مثال کسی اور مذہب مین نہین پس اس کی خدمت بھی اس کے پیرو ون پر بہت زیادہ لازم آتی ہے اور خدمت کا مؤثر طریقہ ذاتی عمل ہے اور تربیت اولاد مین اس عمل ہی کو بڑا دخل ہے ایک مان جو خود نماز روزہ کی پابند ہو لیکن بچون کی تربیت مین اوس پر نظر نہ رکھے تو اوس کے فرض کا حصہ اہم باقی رہیگا، اگر عورتین اپنے ان فرائض سے غافل ہو جائین گی جس کے آثار نمایان ہو چلے ہین تو یقیناً اسلام محض نام ہی کے لئے رہ جاے گا اور اس کا کوئی مفہوم و مدعا نہ رہے گا۔

مین نے اکثر موقعون پر اور اکثر مجمعون مین اس بے پروائی کو دیکھا ہے

اور اس حالت پر غور کرکے صدمہ اُٹھایا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مجھے جب موقع ملا تو مین نے بھوپال کے پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب مین مذہبی اور اخلاقی تقریرون کے سلسلہ کو جاری کردیا اور انشاء اللہ آیندہ بھی جاری رکھنے کا ارادہ ہے۔ اخلاق کی درستی بغیر مذہبی پابندی کے نہین ہوسکتی جو مذہب کے پابند ہوتے ہین ان کے اخلاق بھی درست ہوتے ہین اور ہمارا مذہب ایسا کامل و اکمل ہے جس مین دین و دنیا دونون کی فلاح کا سامان موجود ہے اور جس طرح وہ ہماری روحانی تربیت کرتا ہے اسی طرح وہ ہم کو اعلیٰ اخلاق پر پہونچاتا ہے اس لئے مین نے اس کو اپنا فرض اولین قرار دے لیا اور مین دیکھ رہی ہون کہ ہر جگہہ مسلمانون کے لئے ایسی تقریرون کی بہت ضرورت ہے۔ اگر میری ان تقریرون سے ایک شخص پر بھی اثر ہوا تو مین اپنی محنت کا صلہ پالون گی اور اسی تمنا کے ساتھ اس وقت تک جتنی تقریرین ہوچکی ہین نظر ثانی کرکے اُن کو شائع کرتی ہون۔ مین کوئی فاضلہ اور تفسیر و حدیث کی عالم نہین ہون لیکن خدا میری جدہ معظمہ اور والدہ مکرمہ پر اپنی رحمت نازل کرے کہ اُنھون نے میری تعلیم و تربیت مین مذہبی تعلیم و تربیت مقدم رکھی اور خصوصیت کے ساتھ قرآن مجید بامعنی پڑھوایا، مسائل دین کی ضروری کتابین پڑھوائین مین نے خود اپنے بزرگون کو نماز

وروزہ کا پابند دیکھا، اسی کا یہ اثر ہے کہ مین اپنے مذہبی مسائل
وفرائض کو سمجھتی ہون اور یہ احساس رکھتی ہون اور ان تقریرون کو مرتب کرسکی ہون۔
مین نے ان تقریرون مین اکثر مختلف کتابون سے بھی مدد
لی ہے اور ان کتابون مین زیادہ تر میرے پیش نظر مولوی
نذیر احمد صاحب مرحوم کی کتاب "الحقوق والفرائض" رہی ہے اس
کتاب مین عبادات معاملات اور اخلاق کے متعلق تمام
احکام وفرائض اور احادیث کو دلچسپ طریقے سے جمع کردیا ہے
اور اس قابل ہے کہ ہر مسلمان کے گھر مین رہے خصوصاً وہ مسلمان
جو تمام وقت اور عمر کا بڑا حصہ جدید تعلیم مین صرف کرتے ہین،
اس کو سبقاً سبقاً پڑھین۔

مین نے ان تقریرون مین حتی الامکان صرف اسلامی اصول کو
لیا ہے فروعات سے بحث نہین کی تاکہ بلالحاظ اختلاف عقائد
سب کو فائدہ پہونچا سکین +

سلطان جہان بیگم

۱۶ / صفر ۱۳۳۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شعائر اسلام سے بے پروائی

احکام و شعائر مذہب سے غفلت

خواتین! اس زمانہ مین احکام مذہب اور شعائر اسلام سے جو غفلت عام طور پر برتی جاتی ہی مین نے اُسکو اکثر عام مجمعون اور گھرون مین دیکھا اور محسوس کیا ہی اور مین نہین کہہ سکتی کہ اس بات سے مجھے کیسا صدمہ ہوتا ہی اور کس قدر مایوس ہو جاتی ہون خصوصاً جب عورتون مین یہ حالت پاتی ہون تو میرے صدمے اور مایوسی کی حد نہین رہتی مین نے کئی مرتبہ اور خاص کر پچھلے دنون مین خود اس مکان کے اندر اوقات نماز مین نماز سے جو تساہل اور بے پروائی دیکھی اس نے مجھے مجبور کر دیا کہ مین آج اسی جگہہ اپنے اس ملال و افسوس کو ظاہر کرون اور تم سب کو کچھہ نصیحت کرون اور دعا کرون کہ خدا ہم مسلمانون کو اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے ۔

عورتون کی بے پروائی کو مرد ذمہ دار ہین

عورتون کی اس بے پروائی کی ذمہ دار اگرچہ مردون ہی کو سمجھتی ہون ۔ لیکن عورتین اگر خود اس کا التزام رکھین تو غالباً مردون کو پابند بنا سکین اور دونون کی کوشش اگر جاری رہے تو اولاد پر بھی اس کے

نیک اثرات ہون۔ افسوس ہے کہ ہماری بے پروائی کے اثرات ہماری آئندہ نسلون کو بھی فرائض مذہبی سے بے پروا کر رہے ہین۔

سب سے پہلا شعار نماز ہو

مذہبی اعمال مین قرآن کریم و حدیث شریف کی رو سے توحید کے بعد سب سے مؤکد اور محبوب چیز نماز ہے قرآن شریف مین آیا ہے۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	کہدو ہمارے بندون سے جو ایمان لائے ہین نماز پڑہا کرین

حدیث شریف مین ہے۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ	جس نے قصداً نماز ترک کی اُس نے کفر کیا

لیکن باینہمہ ہم مسلمان نماز سے کوسون دور بھاگتے ہین۔ اور جو خواتین اس وقت جمع ہین وہ اپنے دل مین تھوڑی دیر غور کرین کہ اُنکے گہرون مین کتنے عزیز اس فرض کو ادا کرتے ہین۔

نماز اسلام کا ستون ہی

مین نہین سمجھتی کہ نماز جب اسلام کا ستون اور دین کی بنیاد ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے۔

اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ فَمَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّيْنَ وَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّيْنَ ۞	یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا (یعنی نماز پڑہی) اُس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز کو ترک کیا اُس نے دین کو منہدم کیا

تو اس کا ترک کرنیوالا کس دعوی سے اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہے اور کیونکر خدا کی حرمت اور

مغفرت کا امیدوار بن سکتا ہے اور اگر امید ہو تو اس کی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے کہ کوئی کاشتکار بغیر بوئے اور جوتے ہوئے فصل کاٹنے کی امید رکھے۔ سورۂ روم مین حکم ہے۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ | نماز پڑھو اور مشرکین کے زمرہ مین سے مت ہو۔

گویا خداوند کریم نے صاف اشارہ فرمایا ہے کہ نماز کا ادا نہ کرنا مشرک کی شان ہے۔ ایک دوسری جگہہ تاکید ہے کہ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا | بلاشبہ نماز مسلمانون پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے

سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا | کس قدر شرم کی بات ہے کہ ہم مسلمان جو قیامت حساب وکتاب اور جزا وسزا پر ایمان رکھتے ہین اور جانتے ہین کہ اُس روز اعمال نیک ہی نجات کا باعث ہونگے اور سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا وہ نماز ہوگی جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے

اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ اَعْمَالِهِ الصَّلٰوۃُ۔ | سب سے پہلے عملون مین سے قیامت کے دن نماز کا محاسبہ ہوگا۔

پھر بھی ہم نماز کی طرف سے غافل رہتے اور خدا کی عبادت سے جی چراتے ہین

دوسرے مذاہب مین پابندی | اور اون مذاہب کے پیرو جن کے یہان نہ توحید کی کوئی اصل نہ جزا وسزا کی کوئی حقیقت نہ نجات اعمال پر منحصر وہ طریقہ معینہ کے ساتھ اپنے مذہبی اعمال کو وقت معینہ پر انجام دیتے ہین

اور پھر عمل بھی کیسے کیسے سخت جن پر دائمی پابندی کرنے سے انسان
دنیا کے کام کا نہین رہتا کوئی ہاتھہ پیر سکھا لیتا ہے، کوئی دنیا کی تمام
لذتون سے دست کش ہوجاتا ہے اور رہبانیت مین اپنی زندگی
بسر کرتا ہے۔

ان مذاہب کے لوگون کا اپنے مذہب کی تکلیف دہ عبادتون کا
پابند ہونا اور مسلمانون کا آسان آسان عبادتون سے جی چرانا نہایت
ھی افسوس اور شرم کی بات ہے اسلام تو تمہارے لیے ہر قسم کی سہولتین
عطا کرتا ہے اور صرف اسی قدر تکلیف دیتا ہے جس کو آسانی کے ساتھ
برداشت کیا جا سکتا ہے جیسا کہ خداوند کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا | اللہ کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا

اس موقع پر مین ایک نہایت دلچسپ واقعہ سُناتا ہون جس سے
ہمارے اعمال مذہب کی جن کو ہم بآسانی ادا کرسکتے ہین وضاحت ہوتی ہے۔

ایک اعرابی کا واقعہ | ایک مرتبہ کوئی اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مین حاضر ہوا اور اُسنے اعمال مذہب کے ادا کرنے کے متعلق
سوال کیا کہ کیا کیا فرائض مین ادا کرون تو آپ نے نماز، روزہ، زکوٰۃ
مفروضہ کی ہدایت کی اُس اعرابی نے سنکر نہایت خوشی کے ساتھہ کہا
کہ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ وَلَا اَنْقُصُ یعنی خدا کی قسم نہ مین زیادہ کرون گا نہ کم آنحضرت نے

اس پُر جوش جملہ کو سماعت کر کے فرمایا کہ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ یعنی اگر اس نے یہ سچا وعدہ کیا ہے تو بڑا کامیاب شخص ہے

ایک روایت میں ہے کہ جب وہ اعرابی جا رہا تھا تو یہ بھی فرمایا کہ "کسی جنتی کو دیکھنا ہو تو دیکھ لو" تو اے خواتین کیا ہم اس اعرابی کی طرح بھی ان فرائض کو ادا نہیں کر سکتے۔

خدا کی نافرمانی موجب عتاب ہے

غور کرنا چاہیے کہ وہ رزّاق مطلق اور حکیم برحق ایک کام کا حکم دیتا ہے اور ہم بندے اس سے سرتابی کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس کا عتاب نازل نہ ہو یہ سچ ہے کہ وہ رحیم ہے اور ہمارے گناہوں سے اسکی رحمت افزوں ہے اور ہمکو اسکی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے لیکن خواتین اس نے رحمت کے ساتھ سزا کا بھی تو اعلان کر دیا ہے۔ پس جس طرح اسکو رحیم و رحمٰن سمجھتی ہو اس کی صفات قہاری کو کبھی تو یاد کر لیا کرو کیونکہ جہاں اس نے اپنے کو رحمٰن اور رحیم فرمایا ہے وہاں قہار ہونا بھی اپنی صفت قرار دیا ہے رحمت کی امید پر اس کے احکام سے غفلت کرنا اور بھی خطرناک ہے گویا اُسکے عہد اور سزا کا کوئی خوف نہیں رہتا حالانکہ ایمان خوف اور رجا دونوں کے درمیان ہے۔

حضرت امام غزالی جو ایک بڑے عالم اور بزرگ تھے انھوں نے اپنی

ایک کتاب مین لکھا ہے کہ رجا اسی وقت ٹھیک ہے جبکہ پہلے اس کے لیے عمل کیا جائے اور اگر بغیر عمل رجا رکھی جائے تو وہ دھوکا ہی۔

امہات المومنین اور آنحضرت کی صاحبزادیون کے حالات کا مطالعہ

خواتین! ہمکو اپنی مقدس ماؤن یعنی ازواج مطہرات اور معصوم بہنون یعنی پیغمبرزادیون کے حالات کا مطالعہ کرنا چاہیے کون اُن سے تقدس، بزرگی اور تقرب الٰہی مین مقابلہ کرسکتا ہے وہ باوجود ایسی عبادت کے جسکی مثال نہین مل سکتی ہر وقت خدا کے خوف سے ڈرا کرتی تھین۔

کیا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل تمکو معلوم نہین کیا تم نہین جانتی ہو کہ وہ کسکی جگر گوشہ تھین کہ خود باپ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ہماری اور ہمارے ماں باپ کی روحین ان پر فدا ہون) اُن کی تعظیم کرتے تھے لیکن ایسی بیٹی سے ایسے باپ نے کیا کہا تھا کہ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا (۱) بس نہین معلوم کہ ہمارے دلون سے کیون خدا کا خوف اُٹھ گیا ہے۔ اعمال نیک سے کس طرح غافل ہوگئے ہین کیا ہم نے یہی سمجھ لیا ہے کہ ہم دنیا مین جو چاہین کرین۔ آخرت مین ہم سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

نماز مین کاہلی دلیل منافقت ہے

ترک نماز تو بہت بڑی چیز ہے نماز مین تساہل پر بھی سخت وعید ہے۔ ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

(۱) مین کسی شے مین تجھ کو اللہ کی جانب سے بے نیاز نہین کرسکتا۔

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ	پس خرابی ہو اُن نماز پڑھنے والوں کی جو نماز کو الکسا کر ادا کرتے ہین

اسی طرح نماز مین کاہلی کرنا منافقین کی صفت بتائی گئی ہے

وَاِذَا قَامُوۡا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوۡا كُسَالٰى	اور جب وہ (منافق) نماز کیلیے کھڑے ہوتے ہین تو کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہین

اس سے اندازہ کرنا چاہیے کہ نماز کے تساہل پر وعید ہے اور نماز مین کاہلی کو منافقون کا نشان بتایا گیا ہے تو ترک نماز خدائے پاک کے کس قدر غصہ کا باعث ہوگی۔

خواتین! آخر یہ کیا حالت ہے نماز مین کتنا وقت صرف ہوتا ہے اور کیا تکلیف پہونچتی ہے اور کیونکر وہ گردنین جو ادنے ادنے حاجتون کے لیے اپنے ہی جیسے انسانون کے سامنے جھکتی ہین اس قادرمطلق اور منعم حقیقی کے لیے نہین جھکتین۔ اور کیونکر وہ زبانین جو انسانون کی تھوڑی سی مہربانیون کے شکریہ مین تر ہوتی ہین اس منعم حقیقی کے ایسے الطاف کے شکریہ مین جو روزمرہ ہم پر مبذول رہتے ہین کلمہ شکر ادا نہین کرتین۔ حالانکہ یہ انسانی عنایت و مہربانیان بھی محض اُسی کے حکم سے ہوتی ہین۔

اعمال مذہب کی کم وقعتی اس غفلت کا سبب ہے	تاہم یہ تو ممکن نہین ہے کہ جو شخص مسلمان ہو وہ نماز کا قائل اور معتقد نہ ہو اور اسکو ضروری نہ سمجھتا ہو۔

لیکن اس غفلت کا بظاہر زیادہ تر تو یہ سبب ہے کہ مذہب کا چرچا ہی گھر دن میں نہیں ہے اور افسوس ہے کہ روز بروز مذہبی تعلیم کی جانب توجہ کم ہوتی جاتی ہے۔ کم ہی نہیں بلکہ مفقود ہوتی جاتی ہے۔ اس لیے مذہبی اعمال کی کوئی وقعت نہیں رہی۔

فیشن ایبل لباس مانع نماز ہوتا ہے

اور کچھ لباس کا جدید فیشن اور طرز معاشرت بھی نماز کے لیے خارج ہے مردوں کا تو لباس اس قسم کا ہوتا ہے کہ رکوع وسجدہ سے مجبور ہو جاتے ہیں اور اگر مجبور نہ ہوں تو رکوع اور سجود سے جو شکنیں پڑ جاتی ہیں وہ مانع رہتی ہیں۔ لیکن عورتوں کے لباس میں ابھی اتنی ترقی نہیں ہوئی کہ وہ نماز سے مجبور کر سکے پھر بھی اسکی خوشنمائی میں فرق آنے کا اندیشہ رہتا ہے البتہ موزہ اور باریک لباس باعث تساہل ہو جاتا ہے جس سے عمداً نماز ترک کرنی پڑتی ہے۔

مجھے ڈر ہے کہ کہیں نافرمانی کی بدولت یہ ہی لباس وہ لباس نہ ہو جائے جسکی نسبت ارشاد ہے۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ[له]

خواتین! اگر ان کی بدولت ہماری نمازیں قضا ہوں تو کس قدر حیف ہے کہ صرف آرائش جسمی کے سبب لباس آتشین پہننے کے مستحق ہوں۔ یہ چیزیں تو ہماری ضروریات زندگی میں داخل نہیں

له اور کافروں کے لیے آگ کا لباس بیونتا گیا ہے۔

اور بغیر ان کے بھی شایستہ اور مہذب طریقہ سے زندگی بسر ہو سکتی ہے
اور اُس گناہ سے بھی نجات حاصل ہو سکتی ہے جو ترک عبادت کے
باعث مسلسل جاری رہتا ہے۔

اپنی اولاد کو پابند نماز بنانا چاہیے

اگر مسلمان اس حکم کی پابندی کریں کہ اپنی اولاد کو ۷ سال کی عمر سے پابندی نماز کا حکم دیں اور دس سال کی عمر میں اگر نماز نہ پڑھیں تو مار کر پڑھائیں اور ساتھ ہی خود بھی نماز کے پابند ہوں تو ممکن نہیں کہ اُن کے بچے نماز کے عادی نہ ہوں اور تمام عمر اس فرض کو ترک کریں لیکن یہ پابندی اور تنبیہ و تشدد کہاں اب تو نماز کو ایک معمولی کام سے بھی کمتر سمجھ رکھا ہے۔
مربی خاندان کے علاوہ بیویاں شوہروں پر اور شوہر بیویوں پر اخلاقی تاکید کریں یاد رکھو کہ تم میں سے ہر ایک جواب دہ ہے۔

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

یاد رکھو تم میں سے ہر شخص راعی اور اپنی رعیت کے متعلق جوابدہ ہے۔

مگر سب سے مقدم وہی مذہبی تربیت ہے اور وہ بھی اس طرح کہ بچوں کو اپنا نمونہ دکھایا جائے۔

نماز ترک کرنیکی سزا

خواتین! یہ یقینی بات ہے کہ نماز کے ترک کرنے کی سزا ہے اور سزا بھی جہنم کی آگ ہے پس جب ہم یہ

دیکھتے ہین کہ ایک آدمی اپنی ذات اور اپنی اولاد کی گرمی اور سردی سے حفاظت کرتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آتش جہنم سے اپنی اور اپنی اولاد کی حفاظت نہ کیجائے خود خداوند کریم نے بھی اس محافظت کی تاکید کی ہے اور فرمایا ہے کہ

قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا | اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ

بے پروائی کا ایک افسوسناک منظر عموماً مجمعون اور جلسون مین یہ منظر کس قدر دلخراش ہے کہ جب اذان ہوتی ہے یا چند خدا کے بندے نماز مین مصروف نظر آتے ہین تو تارک الصلوٰۃ مسلمان کترا کر چلے جاتے ہین۔ اور گوشے ڈھونڈھتے ہین۔ حالانکہ اذان کا مقصد یہی ہے کہ جب وہ الفاظ سُنے جائین تو سب مسلمان تمام کامون کو چھوڑ کر نماز کی تیاری مین مشغول ہوجائین لیکن اب اذان کو گویا ایک معمولی بات یا بے معنی آواز سمجھ لیا ہے حالانکہ وہ صدائے رحمت وفلاح ہے اور یہ مدعا خود اذان کے الفاظ سے ظاہر ہے اگر تم اذان کے معنی پر غور کرو اور انکو سمجھو تو معلوم ہوجائیگا کہ اسمین کیا فلاح اور کیا ندا ہی اور کس بات کی تمکو تعمیل کرنی چاہیے اور کس قدر جلد اپنے مالک حقیقی کی عبادت کے واسطے تیار ہو کر سربسجود ہوجانا چاہیے۔ موذن پہلے الفاظ اللہ اکبر سے خدا کی عظمت کی صدا ہمارے کانون کے

ذریعہ سے دلون تک پہونچاتا ہے پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے وہ سمجھاتا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہین اس کے بعد اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے رسول کریم کی شہادت رسالت کی طرف توجہ دلاتا ہے اسکے بعد دو مرتبہ وہ کہتا ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ یعنی نماز کو آؤ۔ یہ جملہ ختم کرکے وہ بشارت دیتا ہے کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ یعنی کامیابی اور خوش حالی کی طرف آؤ۔ گویا یہ کامیابی اور خوشحالی نماز کا نتیجہ ہے اسکے بعد پھر خدا کی عظمت اور اس کے معبود ہونے کا خیال دلاتا ہے۔ یہ باتین پانچون وقت ہمارے کانون مین پڑتی ہین لیکن افسوس کانون سے دل تک کا راستہ کیسا تنگ ہوگیا ہے اور کیسی آہنی دیوار قائم ہوگئی ہے کہ وہان تک یہ آواز نہین پہونچتی

اذان کا مقصد

خواتین! اذان کا طریقہ اسی مقصد سے قائم کیا گیا تھا کہ اسکی عبارت سنتے ہی انسان خدا کی عبادت کی طرف متوجہ ہوجائین وہ بھی کیا زمانہ تھا کہ پیشہ ور مسلمانون تک کی یہ حالت تھی کہ اگر کوئی لوہار ہتوڑا ہاتھ مین لیے ہوتا تو اذان سُنکر وہ نہان تک ہاتھ نہ لیجاتا بلکہ مسجد کی طرف روانہ ہوجاتا۔

حدیث شریف مین آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک گروہ ایسا ہوگا جن کے چہرے ستارون کی طرح چمکتے ہون گے ملائکہ ان سے

پوچھینگے کہ تم نے کیا عمل کیے ہین جن سے تمہارے چہرے اس طرح چمکنے لگے وہ کہین گے کہ جب ہم نے اذان سُنی تو ہم فوراً طہارت وضو وغیرہ مین مشغول ہو گئے اور سب کام چھوڑ دئے قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ یَحْشُرُ اللّٰہُ تَعَالیٰ قَوْمًا وُّجُوْھُھُمْ کَالْکَوَاکِبِ فَیَقُوْلُ لَھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ مَا اَعْمَالُکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ کُنَّا اِذَا سَمِعْنَا الْاَذَانَ قُمْنَا اِلَی الطَّھَارَۃِ وَالْوُضُوْءِ وَلَا نَشْتَغِلُ بِغَیْرِہٖ +

یہ منظر صرف میرے لیے ہی دلخراش نہین بلکہ ہر مسلمان جس کے دل مین مذہب کی عظمت اور خدا کا خوف ہوگا اس کا افسوس کریگا کہ تمہارے جلسون مین نماز کا چرچا نہین دیکھا جاتا بلکہ یہان تک نوبت پہنچ گئی ہی کہ کسی کو نماز پڑھتے دیکھکر بھی تمکو شرم نہین آتی- اور نہ اذان کو سُن کر تمہارے دلون پر کچھ اثر ہوتا ہی اور اس بےخبری اور بےاثری نے یہ کیفیت پیدا کردی ہی کہ منتظمین جلسہ اگرچہ ہر طرح کے اہتمام و انتظام کرتے ہین مگر نماز کے انتظام سے بےپروا رہتے ہین-

نماز بُری باتون سے روکتی ہی

اگرچہ نماز ادا کرنا ایک فرض ہے لیکن اسمین بڑی بڑی برکتین بھی ہین- چنانچہ ایک بڑی برکت یہ بھی ہے کہ وہ بُری باتون سے روکتی ہے جسکی نسبت کلام مجید مین صاف مذکور ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ[1] اس کے باعث طہارت کا خیال بھی رہتا ہے اور طہارت سے صحت مین ترقی ہوتی ہے اوقات کی پابندی

[1] نماز بےحیائی اور بُری باتون سے روکتی ہے-

بھی آجاتی ہے اور اس پابندی اوقات سے ہر کام سہل ہو جاتا ہی
کیونکہ وقت پر نماز پڑھنا فرض قرار دیا گیا ہے پس ایسی برکتون
سے روگردانی کرنا کیونکر دل کو گوارا ہوتا ہے اور سچ تو یہ ہی
کہ نماز پڑھنے کے بعد قلب و روح کو جو تازگی اور فرحت و تسکین
حاصل ہوتی ہے اس کا اندازہ ہر آدمی نماز ہی ادا کرنے سے
حاصل کر سکتا ہے اور لطف یہ کہ نماز پڑھنے مین چند منٹ سے زیادہ
دیر نہین لگتی پس چوبیس۲۴ گھنٹے مین ایک گھنٹہ اُس مالک حقیقی کی عبادت
و اطاعت مین بندے صرف نہ کرین تو وہ دراصل فرمان بردار
بندے نہین ہین بلکہ نافرمان اور سرکش بندے ہین۔

عورتون مین قبول نصیحت کی صلاحیت ہے

خواتین! مین نے اس وقت تم کو نہایت صاف صاف نصیحت کی ہے اور یہ نصیحت بحیثیت ایک
مسلمان کے میرا فرض تھا جسکو مین نے ادا کیا ہے مین جانتی ہون
کہ تم مین اطاعت اور نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت ہے کیونکہ
یہ تمھاری جنس کا مادہ ہے۔ تم نرم دل پیدا ہوئی ہو اور بہت جلد
تم پر ہدایتون کا اثر ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی ہدایت کرے اور سمجھائے

عاقبت مین پشیمانی کام نہ دے گی

یاد رکھو کہ تمھاری نمازین صرف تمہین کو فائدہ دینگی
اور تمھاری بے پروائیان صرف تم ہی کو قیامت کے

دن اُس خدائے ذوالجلال کے سامنے پشیمان کرین گی۔ مگر اُس وقت کی پشیمانی کچھ کارآمد نہوگی۔ اور پھر تم اُسکی تلافی کرنے کے لیے اس دنیا مین نہین آؤ گی۔ تم کو اس دن سے ڈرنا چاہیے جب کہ خدا تم کو فراموش کر دے جیسا کہ کلام پاک مین صاف طور سے ارشاد فرمایا گیا ہے

وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝	یعنی ان سے کہہ دیا جائے گا کہ جس طرح تم نے اپنے اُس دن کے آنے کو بھلا رکھا آج ہم بھی تم کو (دیدہ و دانستہ) بھلا وینگے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہین

پس اے خواتینِ اسلام یہ کیا شامت اعمال ہے کہ تم دنیا مین اپنے خالق، اپنے معبود اور اپنے مالک سے ایسی بے خبر ہو جاؤ کہ بالآخر وہ بھی تم کو بھول جائے۔ دوزخ ٹھکانا ہو اور کوئی مددگار نہ ہو۔

روز قیامت سے ڈرنا چاہیے

خدا نے اپنے نبی کریم کو مخاطب کر کے خاص طور پر قیامت اور قیامت کی حالت کا جس طرح تذکرہ کیا ہے تم اُس کو سورۂ غاشیہ مین غور کے ساتھ پڑھو اور اس خوفناک دن کا خیال حافظہ مین رکھو کہ جب لوگون کے منھ اُترے ہوئے ہونگے اور مشقتون کے مارے تھک کر چور ہو رہے ہونگے۔ یہ لوگ دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ مین داخل ہون گے اور ان کو کھولتے ہوئے چشمے کا

پانی پلایا جائیگا کانٹون کے سوا اور کوئی کھانا ان کو نصیب نہوگا جسکے کھانے سے نہ تو بدن موٹا ہو اور نہ بھوک ہی بند ہو۔

خاتمہ

اے خواتین! اب مین اپنی تقریر ختم کرتے ہوے تمکو پھر ان باتون کی طرف توجہ دلاتی ہون۔ تمہاری صلاحیت اور تمہارے دل کی اس کیفیت سے جو خدا کے خوف سے جلد متاثر ہوجاتا ہے اور تمہاری فطری سعادت مندی سے امید رکھتی ہون کہ تم ان باتون پر اطمینان کے ساتھ غور کروگی اور خدا کے خوف سے ڈروگی اور اُس کے احکام کی پابندی مین کوشش کروگی اور آیندہ تم نماز سے بے پروائی کرکے مجھے ایسی تقریر کا موقع نہ دوگی۔



مذہبی تعلیم کی ضرورت

مذہبی تعلیم سے روز افزون بے پروائی

خواتین! مین دیکھتی ہون کہ عام طور سے مسلمانون مین اسلامی احکام اور مذہبی تعلیم سے روز بروز بے پروائی اور غفلت بڑہتی جا رہی ہے اور یہ بالکل بجا اندیشہ ہے کہ اگر کچھہ اور مدت یہی حالت رہی تو مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ جائین گے۔ یہ حالت نہ صرف مردون کی ہے بلکہ عورتون کی بھی ہو رہی ہے اور اسی حالت سے متاثر ہو کر مین نے گزشتہ مہینے مین تم سب کے سامنے ایک تقریر نماز پر کی تھی اور اب مین نے ارادہ کیا ہے کہ اس کلب مین مذہبی ارکان و اخلاق کے متعلق ہمیشہ کچھہ نہ کچھہ کہتی رہون گی

عورتون کو تعلیم مذہبی ضروری ہے

خواتین! بات یہ ہے کہ اول تو صدیون سے عورتون مین تعلیم ہی نہ تھی اور جب کچھہ تعلیم شروع ہوئی تو بمقابلہ مذہبی تعلیم کے دنیوی تعلیم کی طرف اُن کا بھی رجحان زیادہ ہو گیا۔ حالانکہ عورتون پر نہ صرف اپنے ہی لئے مذہبی تعلیم لازمی ہے بلکہ اپنے بچون کی مذہبی تربیت

کے لیے بھی انکو مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے۔ اس سے تو کوئی بھی انکار
نہین کرسکتا کہ دنیا مین باعزت زندگی بسر کرنے کے لئے دنیوی تعلیم بہت
ضروری ہے اور مسلمانون کو سرکار انگریزی کی اُن تعلیمی نہرون یعنی ہر
قسم کے مدارس سے سیراب ہونا چاہیے جو ہندوستان مین جاری
ہین مگر مذہبی تعلیم سے بے پروا ہوجانا کسی طرح زیبا نہین ہے کیونکہ
جب تک مذہبی تعلیم و تربیت نہ ہوگی اور مسلمان عقائد و احکام اسلام
سے واقف نہ ہونگے مسلمان کہلانے کے ہرگز مستحق نہ ہو سکینگے

یہ امر غور کرنے کے قابل ہے کہ مذہب دراصل ایک ایسے حکیم مطلق کے
مجموعۂ احکام کا نام ہے جو اس دنیا کا خالق ہے جس نے جو کچھ ہم
دیکھتے اور سنتے ہین سب کو ایجاد کیا ہے اور ہر صورت جو ہمارے
سامنے ہے یا جس کو ہم نے سنا ہے یا جو ہمارے ذہن مین آتی ہے
اُس کو بنایا ہے هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ دنیوی تعلیم
انسان کی ایجاد کی ہوئی ہے اور مذہبی تعلیم کی معلم وہ ذات باری ہے
جو سب سے زیادہ عالم، قوی اور دانا ہے اور جس نے اپنے علم سے
انسان کو بہت ہی تھوڑا حصہ عطا کیا ہے جس کے مقابلہ مین اگر
انسان کو جاہل کہا جاوے تو بالکل صحیح ہوگا باوجود اسکے خدائے علیم
و بصیر کی ہدایات و احکام کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کرنا اور دنیوی

علوم و فنون کی تعلیم مین جس کا علم ہی خدا کے علم کے آگے جہل کے ہم معنی ہے بالکل منہمک ہو جانا کہان تک عقل کے موافق ہو سکتا ہو۔ پھر دنیوی تعلیم سے مقصود دنیوی ترقی ہے اور ترقی خواہ کسی قسم کی ہو اسی پر موقوف ہے کہ دنیا مین امن و سکون اور عدل و انصاف قائم رہے اور اپنی حد سے کوئی متجاوز نہ ہو۔

مذہب ایک قانون ہے

اس مقصد کا لحاظ کر کے ہر زمانہ کے حکما اور عقلا نے مختلف قانون مرتب کیے لیکن کوئی شخص خواہ کتنا ہی علم و فضل والا ہو اور اُس کے معلومات کتنے ہی بڑے اور وسیع کیون نہ ہون تاہم تمام دنیا کی ضرورتون پر حاوی نہین ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بنائے ہوے قانون و قواعد مین آئے دن ترمیمین ہوتی رہتی ہین اس لیے سب سے بہتر وہی قانون ہے جو اُس علیم و خبیر نے اپنے بندون کے لیے تجویز فرمایا ہے اور جس کا جاننا ہر انسان کے لیے ضروری و لازمی ہے کیونکہ اس کے بغیر انسان اُن فرائض کو ادا ہی نہین کر سکتا جو خالق نے اُس کے ذمہ عائد کیے ہین۔

عالم ارواح مین ہمارا عہد

خواتین! جب خالق اکبر نے انسان کو پیدا کیا تو اُس عالم ارواح مین ہی اپنی ربوبیت یعنی پروردگار ہونے کا انسان سے اقرار لیا تھا جیسا کہ سورۂ اعراف

مین اس اقرار کو یاد دلایا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ
مِنْ بَنِيٓ آدَمَ مِنْ
ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ
أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ
بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ
شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّا كُنَّا
عَنْ هٰذَا غٰفِلِينَ
أَوْ تَقُولُوٓا إِنَّمَآ
أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ
قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً
مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا
بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ

اور (اے پیغمبر ان لوگون کو وہ وقت بھی یاد
دلاؤ) جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے
یعنی اُن کی پیٹھون سے اُن کی نسلون کو
باہر نکالا اور اُن کے مقابلہ مین خود اُن ہی
کو گواہ بنایا (اس طرح پر کہ اُن سے پوچھا)
کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون سب
بولے ہان ہم (اس بات کے) گواہ ہین)
(اور یہ اس غرض سے کیا کہ ایسا نہو)
کہین قیامت کے دن تم کہنے لگو کہ ہم تو اس
بات سے بے خبر ہی رہے (یعنی کسی نے ہمکو
جتایا بتایا نہین) یا کہنے لگو کہ شرک ابتدا مین
تو ہمارے بڑون ہی نے کیا اور ہم انہین کی
اولاد تھے (کہ) اُنکے بعد دنیا مین آئے جیسا
بڑون کو کرتے دیکھا ہم بھی ویسا ہی کرنے لگے
تو (اے خدا) کیا تو ہمکو ان لوگون کے جرم کی
پاداش مین ہلاک کیے دیتا ہے جنھون نے (پہلے غلطی کی

دنیا مین عہد شکنی | اس کے بعد انسان کو اس دنیا مین بسایا۔ اسکو اپنی عبادت کی ہدایت کی اور اُس کے فرائض اور ایک دوسرے کے باہمی حقوق بتائے۔ برائیون سے روکا اور بھلائیون کی طرف رہنمائی کی لیکن جب انسان کو اُس کے حقیقی دشمن (شیطان) نے ورغلانا شروع کیا تو رفتہ رفتہ وہ اپنے عہد کو بھول گیا اور گناہ کرنے لگا۔

مین نے ابھی کہا ہے کہ شیطان انسان کا حقیقی دشمن ہے اس کی دشمنی کو مین کسی قدر تفصیل کے ساتھ سمجھانا چاہتی ہون جب خداوند کریم کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ انسان کو پیدا کرکے اس دنیا کو آباد کرے تو اُس نے فرشتون سے کہا کہ ہم مٹی سے ایک آدمی بنانے والے ہین اور جب وہ بن چکے اور ہم اس مین روح پھونک چکین تو تم اسکو سجدہ کرنا۔ سب فرشتون نے اس کی تعمیل کی لیکن شیطان نے اپنے کبر و نخوت کے باعث سجدہ سے انکار کیا جب خدا نے اس سے انکار پر جواب طلب کیا تو اس نے کہا کہ مین اسکو سجدہ کرنیوالا نہین ہون جسے تو نے خاک سے بنایا ہے مجھکو تو نے آگ سے بنایا ہے مین اُس سے بہتر ہون۔

شیطان پر عتاب خداوندی | خداوند کریم اُس پر ناراض ہوا اور فرمایا کہ تو نے

ہمارا حکم نہین مانا اور ہمارے حکم کے مقابلہ مین تکبر و غرور کیا لہٰذا
ہماری بارگاہ سے نکل جا اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت
رہے گی۔ شیطان نے کہا کہ "مجھکو راندۂ درگاہ بنایا ہے تو اگر مجھکو
قیامت تک کی زندگی دی جاے تو مین بہی آدم کی ذریت کو ایسا
بہکاؤن گا کہ وہ تیری نافرمانی کرین گے اور ان کو آگے پیچھے اور
داہنے بائین طرف سے ایسا گھیرون گا کہ وہ اکثر تیرے ناشکر گزار اور
نافرمان رہین گے"۔ خداوند کریم نے فرمایا کہ "جا نکل جا اور قیامت
تک تجھکو چھوڑ دیا گیا جو تیرا جی چاہے کر جو میرے خاص مقبول بندے
ہونگے ان پر تیرا کچھ اثر نہ ہوگا البتہ جو گمراہ ہون گے وہی تیرے تابع
ہون گے"۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے حضرت آدمؑ اور حضرت
حوّا کو حکم دیا کہ تم دونون آرام و راحت سے رہو اور جنت کی سب
چیزین خوب کھاؤ پیو۔ لیکن یہ جو ایک درخت ہے اس کے قریب بہی
نہ جانا اس مین سے کھانا تو درکنار"۔ پس شیطان نے وہین سے
اپنے قول کے مطابق کارروائی شروع کردی اور حضرت آدمؑ
اور حضرت حوّا کو یہ دہوکا دیا کہ تم کو اس درخت سے اس واسطے
منع کیا گیا ہے کہ اگر تم اس مین سے کھا لوگے تو ہمیشہ ہمیشہ اسی جنت
مین رہوگے ورنہ کسی نہ کسی دن نکال دیے جاؤگے اس دہوکے

مین آکر ان دونون نے اُس درخت سے کچھ کھا لیا جس کے سبب سے دونون پر عتاب آلہی نازل ہوا اور جنت سے نکال کر زمین پر بھیجدیا۔ پھر جب انھون نے توبہ کی تو خدا نے ان کو اپنا خلیفہ بنا لیا۔

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل اس کے کہ انسان اور شیطان دنیا مین آئین عالم بالا ہی مین دونون کی دشمنی قائم ہو چکی تھی اور ایسی دشمنی جس کا اظہار شیطان نے خدا کے سامنے ہی کر دیا تھا۔

ہدایت انسانی کے لئے انبیا کا مبعوث ہونا

غرض جب انسان کی نسل پھیلی اور اس دنیا مین گناہون کی کثرت ہوئی تو خدائے کریم نے نیکوکارون کو خوشخبری دینے اور گناہگارون کے ڈرانے کے لیے نسل آدم ہی سے نبیون کو مبعوث کیا اُن کی معرفت سچی کتابین بھجین تاکہ جن باتون مین اُن کا اختلاف ہو کتاب آلہی ان مین فیصلہ کر دے

كَانَ النَّاسُ	شروع مین سب لوگ ایک ہی دین رکھتے تھے
أُمَّةً وَّاحِدَةً	(پھر آپس مین لگے اختلاف کرنے (تو اللہ نے
فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّيْنَ	پیغمبر بھیجے جو (ایمان والون کو خوشنودی
مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ	خدا کی) خوشخبری دیتے اور (کافرون کو عذاب
وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ	آلہی سے) ڈراتے اور اُن کے ساتھ کتابین بھیجین

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ	تاکہ جن باتون مین اختلاف کر رہے ہین کتاب آلہی اون مین اُن باتون کا فیصلہ کردے۔

غرض یہی سلسلہ جاری رہا کہ جب کسی قوم مین برائیان بڑھ گئین تو اُس مین ایک نبی پیدا ہوا اُس پر ایک کتاب وقتاً فوقتاً اتاری گئی اور اُس کے ذریعہ سے اپنے احکام پہونچائے اُس نبی نے ایک وقت معین تک اپنے فرائض ادا کر کے خدا کا وصال حاصل کیا۔ یہ وصال بجاے خود اس بات کی دلیل تھا کہ اُس نبی نے اپنا کام پورا کر دیا اور اپنے فرائض ادا کر دیے اور جس قوم مین وہ مبعوث ہوا تھا اور جو کچھ تعلیم اسکو دینی تھی وہ دیدی تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امتون اور قومون نے پیغمبرون کی تعلیم کو بھلا دیا اور بداعمالیان انتہائی درجہ پہ پھونچ گئین تو انبیا بھیجے گئے۔

غرض کوئی فرقہ ایسا نہین گذرا جس مین خدا کے	انبیا کا شمار نا معلوم ہے

خوف اور آخرت کے عذاب سے ڈرانیوالا نبی نہ پیدا ہوا ہو جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ اور دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ؕ	یعنی ہر قوم کے واسطے ایک راہ بتلانے والا ہے

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ط	اور ہر گروہ کے لیے ایک پیغمبر ہے

ان مین سے بعض کا ذکر توریت، انجیل اور قران شریف مین ہے۔ لیکن دنیا مین جتنے پیغمبر گذرے ان سب کی تعداد معلوم نہین اور خدا نے بھی نہین بتائی بلکہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ	ان مین سے بعض ایسے ہین جن کے حالات ہم نے تمکو سنائے اور ان مین سے بعض ایسے ہین جن کے حالات ہم نے تم کو نہین سنائے

اسی طرح یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ یہ انبیا کہان کہان پیدا ہوے اور کس کس جگھہ مبعوث ہوے اور کن کن قومون کو ہدایت کی۔ صرف اُن ہی نبیون کا حال معلوم ہوتا ہے جن کا ذکر کلام مجید یا کتب سابقہ مین ہے۔

ہمارے نبی کی بعثت

ان سب نبیون اور آسمانی کتابون کے بعد ہمارے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مبعوث ہوے اور خدا کے احکام اور اس کی ہدایتون کی ایسے کامل طور پر تعلیم کی کہ جس کے بعد کسی نبی اور کتاب کی ضرورت نہین رہی۔ خود خداوند کریم نے اپنی اس نعمت کے پورا کرنے اور دین کے مکمل ہونے کی بابت فرما دیا کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اس اسلامی تعلیم مین دین و دنیا

کی خوبیاں بھری ہوئی ہین اور اُس پر عمل کرنے سے تمام بہتر صفات اور اعلےٰ اخلاق انسان مین پیدا ہوتے ہین۔ اگر ہم لوگ اس تعلیم کو حاصل کرین اور اُس پر عمل کرین اور اس کے سچے پیرو ہو جائین جو تعلیم ہمارے نبی برحق نے دی ہے تو ہم کو دنیا مین کسی دوسرے طریقہ سے اخلاقی تعلیم و تربیت کی ضرورت نہین اُس سے ہم وہ تمام سعادتین اور برکتین حاصل کر سکتے ہین جن سے دین و دنیا کی بہتری نصیب ہو سکتی ہے خدا کا کلام قرآن مجید اور نبی آخرالزمان کی احادیث شریفہ ہمارے لیے ہدایتون کا ایک ایسا مجموعہ ہین کہ جتنا ہم ان کو پڑھین اور ان پر غور کرین اُتنا ہی ہمارا دل و دماغ روشن ہوتا ہے اور وہ تمام باتین معلوم ہوتی ہین جن سے انسان کی دنیا اور دین سنورتا ہے اور صراط مستقیم کا نشان ملجاتا ہے جیسا کہ خود خداوند کریم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ	اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک روح (یعنی قران پاک) بذریعہ وحی تمہاری طرف بھیجی ہے بحالیکہ تم کتاب اور ایمان کسی سے بھی آگاہ نہ تھے۔ لیکن ہم نے اس قران کو نور بنا دیا ہے کہ اپنے بندون مین سے جس کو

نَشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ط وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ	چاہتے ہین اُس کے ذریعہ سے راستہ دکھاتے ہین اور اس مین شک نہین کہ (اے پیغمبر) تم بھی سیدہاہی

راستہ بتاتے ہو۔

مسلمانون کی اصول مذہب سے ناواقفیت	افسوس اس مقدس اور مکمل تعلیم کو جس مین دین و دنیا کی فلاح موجود ہے مسلمانون نے

اس قدر نظر انداز کردیا ہے کہ ان مین سے بہت زیادہ حصہ کیا۔ جاہلون کا اور کیا پڑہے لکھون کا مذہب کے اُن اصول تک سے بھی واقف نہین جن پر ایمان اور اسلام کا دار مدار ہے اور یہی وجہ ہو کہ بہت سے مسلمانون کا اسلام کے ساتھ مطلق علاقہ نہین ہے۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ	یہ لوگ ایسے ہین جیسے چارپائے بلکہ ان سے بھی بدتر ہین۔

کیونکہ چارپایون کو جس قدر قدرت دی گئی ہے اُس کو وہ اپنے محل پر کام مین لاتے ہین مگر یہ لوگ تو باوجود قدرت کے حق بات سننے اور بولنے سے بہرے اور گونگے بن جاتے ہین اور علاوہ اس کے اپنی سمجھ سے بھی کام نہین لیتے جو موجب شرف ہے۔ یہ لوگ اس آیت کے مصداق ہین اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

ایمان کا تعلق دل سے ہے

خواتین! یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے یعنی عقائد سے۔ اسلام کا تعلق افعال و اعمال سے یعنی احکام الٰہی کی بجا آوری سے۔ اب دیکھو اور اپنے اپنے گھروں میں ہی خیال کرو جو لوگ خدا اور رسول، ملائکہ، کتب، انبیا، آخرت اور تقدیر پر عقیدہ رکھتے ہیں یعنی ان سب کو دل سے مانتے اور زبان سے کہتے ہیں کیا وہ ارکان اسلام یعنی روزہ نماز، حج، زکوٰۃ کے اعمال کو بھی ادا کرتے ہیں؟ اس کے جواب میں تم کبھی "ہاں" نہیں کہہ سکتی ہو تو پھر بجز اس کے کیا کہا جائے کہ اعمال کے ادا نہ ہونے کا بڑا سبب یہی ہے کہ وہ دراصل اسکی تعلیم ہی سے واقف نہیں۔

مذہبی تعلیم میں اخلاقی اثر شامل ہے

مذہبی تعلیم میں علاوہ عقائد و عبادات اور معاملات کے اخلاق کی تعلیم بھی شامل ہے اور وہ ایسی تعلیم ہے جو خواہ مخواہ دل پر اثر کرتی ہے۔ لیکن اس تعلیم کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے۔ دنیوی تعلیم کے جو مدارس ہیں اُن کو تو ہماری مذہبی و اخلاقی تعلیم سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ ان مدارس میں سارا انتظام گورنمنٹ کی طرف سے ہوتا ہے اور گورنمنٹ کے لیئے یہ ناممکن ہے کہ وہ ہندوستان میں جہاں مختلف مذہبوں کے پیرو بستے ہیں ایسا

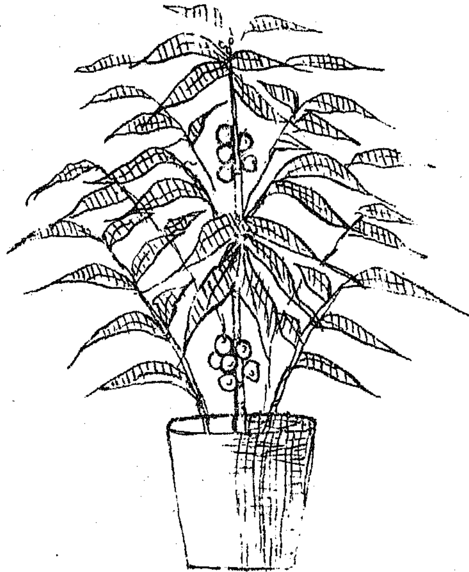
انتظام کر سکے اس لیے گورنمنٹ تو مجبور ہے یہ کام خود مسلمانون کا تھا اور ہے کہ وہ اپنے بچون کے لیے مذہبی تعلیم کا انتظام کرین اور سمجھ لین کہ بغیر مذہبی تعلیم کے وہ کسی طرح مسلمان نہین رہ سکتے کوئی مسلمان بھی اس سے انکار نہ کرے گا کہ اُس کے نزدیک سب سے مقدم اور عزیز چیز اسلام ہی تو پھر اُس کے ساتھ ایسی غفلت و بے پروائی کے کیا معنی ہین

مذہبی تعلیم کا انتظام نہین	مین نے سنا ہے کہ ایک صوبے کی گورنمنٹ نے تو یہان تک

بھی اجازت دیدی ہے کہ اسکولون مین ہی اسکولون کے گھنٹے سے پہلے ایک گھنٹہ مذہبی تعلیم دیجا سکتی ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ کہین کے مسلمانون نے ایسا انتظام نہین کیا البتہ اسکولون مین اخلاقی تعلیم ہوتی ہے مگر وہ بھی براے نام اور اُس سے کوئی مفید نتیجہ نہین نکلتا کیونکہ اُس مین مذہبی اثر نہین ہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ بغیر مذہبی اثر کے کسی بات پر عقیدہ قائم ہونا مشکل ہے ان حالات پر نظر کرتے ہوے اس امر پر خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ جب ہمارے بچے نہ مذہبی تعلیم سے بہرہ ور ہون نہ اُن کو اسلامی اخلاق کا علم ہو تو پھر کیونکر مسلمانون کے بچے کہے جا سکتے ہین۔

خواتین ہی بچون کی تعلیم کی ذمہ دار ہین	خواتین! مین نے جو مذہبی تعلیم کی ضرورت کو اسقدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اس کا باعث یہ ہے

کہ مذہبی تعلیم کی مردون سے زیادہ تمھین ضرورت ہے اور تمھین کو اسس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ، تمھاری ہی گودین تمھارے بچون کی تربیت گاہین ہین اور تم ہی اُن کے مذہب واخلاق کی ذمہ دار ہو کیونکہ مذہبی تعلیم اور اخلاق حاصل کرنے کا وہی زمانہ ہوتا ہے جب کہ بچے تمھارے اثر مین ہوتے ہین ، اس لئے تم ہی پر اون کی سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ، اگر تم مین تعلیم ہو اور تم مذہب کو مذہب سمجھو تو ناممکن ہے کہ ان ہی ابتدائی سالون مین تم بچون مین مذہبی روح پیدا نہ کرسکو بلکہ مین تو سمجھتی ہون کہ اگر تم ہمت کرو تو گھر کے مردون پر بھی بہت کچھ اثر ڈال سکتی ہو ؎



ایمان

مین نے گذشتہ تقریر "تعلیم مذہبی کی ضرورت" پر کی تھی - آج ایمان کے متعلق جس پر انسان کی نجات کا دار و مدار ہے کچھ کہون گی سورۂ نساء مین خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ :-

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا	مسلمانو! اللہ پر ایمان لاؤ اور اوسکے رسول پر اور
بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ	اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول (محمد) پر اتاری ہے
الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ	اور اُن کتابون پر جو (قرآن سے) پہلے (دوسرے پیغمبرون پر)
وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ	اتارین اور جو شخص اللہ کا منکر ہوا اور اوس کے فرشتون کا
یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ	اور اوسکی کتابون کا اور اُسکے رسولون کا اور روز آخرت کا
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا	تو وہ (راہ راست سے) بڑی دور بھٹک گیا-

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایمان کی تعریف یہ بتلائی کہ :-

"خدا[1] پر اور اُس کے فرشتون پر اور اوس کی کتابون پر اور روز

---

[1] قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ

قیامت پر ایمان لانا اور اس بات پر کہ جو کچھ عالم مین بھلا، بُرا واقع
ہوتا ہے یہ سب ازل مین خدائے تعالےٰ نے مقرر فرما دیا ہے۔

ایمان کی تعریف

خواتین! اس آیت اور حدیث سے یہ تو معلوم ہو گیا
کہ ان باتون پر ایمان لانا چاہیے لیکن اب اس امر کو سمجھنے کی ضرورت ہے
کہ ان باتون پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے اور ایمان کسکو کہتے ہین۔ مختصر
یہ ہے کہ ان باتون کی دِل سے تصدیق کی جائے اور زبان سے
اِن کا اقرار کیا جائے۔ اسی قلبی تصدیق اور زبانی اقرار کا نام ایمان ہے
اَب مین اِن تمام باتون کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرتی ہون۔

توحید باری تعالیٰ پر ایمان

اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ وہ واحِدُ واَحَد ہے وہ
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا جس کی نہ ابتدا ہے
اور نہ انتہا۔ وہ پاک ہے نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس سے
پیدا ہوا یعنی نہ کوئی اُس کی اولاد ہے اور نہ کوئی اُس کا باپ ہے
اور نہ کوئی اُس کا جوڑ ہے۔ اُس کی ذات مین تمام صفات حسنہ کامل
طور پر موجود ہین اور وہی ذات واحد ہماری عبادت کے قابل ہے

نسبت باری تعالیٰ کے سوال پر آنحضرت صلعم کا جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال ہوا تھا
کہ اپنے رب کا نسب بیان کیجیے تو اُس کے جواب
کے لیے آپ پر سورہ اخلاص نازل ہوئی اور باری تعالےٰ نے اپنی

وحدانیت کی تعلیم اپنے حبیب پاک کو اس طرح دی:-

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْهُ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

کہہ (اے محمد) اللہ ہی ایک ہے وہ بے نیاز اور بڑی شان الا ہے نہ اسنے کسی کو جنا نہ وہ جنا گیا اور نہ اسکا کوئی ہمسر ہے

سورۂ اخلاص کی جامعیت

خواتین! دیکھنے مین تو یہ سورت کتنی چھوٹی ہے لیکن درحقیقت خدائے عزوجل کی وحدانیت کا کس قدر جامع سبق دے رہی ہے اور ان چند الفاظ مین کس درجہ وسعت ہے کہ ہر شخص خواہ وہ عالم ہو یا جاہل اپنی اپنی سمجھ کے مطابق ذرا غور سے اس کی وحدانیت کو تسلیم کرے گا۔

علماء نے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید مین تین قسم کے بیان ہین۔ باری تعالیٰ کی توحید اور صفات، بندون کے افعال کی کیفیت، قیامت اور اُس کے حالات۔ تو چونکہ اس سورۃ مین باری تعالےٰ کی توحید وصفات کا جامع طور سے بیان ہے اسلیے وہ ثلث قرآن کے برابر ہے۔

عقائد باطلہ کی تردید

اس سورۃ سے اُن تمام باطل عقائد کی تردید ہو جاتی ہے جو مختلف مذہب اور قومون مین کسی نہ کسی مشرکانہ رنگ مین قائم ہین اور اگرچہ خدا کو سب ہی واحد و احد کہتے ہین لیکن اُسکی ذات وصفات مین کسی نہ کسی طرح اورون کو بھی شریک کرتے ہین

اس سورۃ مین خدا کی وحدانیت کے ساتھ اُس کی صمدیت
کا بھی ذکر ہے اور اس صمدیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے
کہ وہ کسی اور وجود یا چیز کا محتاج نہین ہی حقیقی مُوَحِّد یعنی خدا
کی وحدانیت کو تسلیم کرنے والا وہی ہے جو خدا کو صمد جانے
اس تعریف سے ہر قسم کے شرک کا خاتمہ ہوجاتا ہے بعض
مشرک اپنے خداؤن یا دیوتاؤن کو اصلی خدا کے حضور مین شفیع
ٹھیراتے ہین گویا وہ یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ ان کی مُرادون اور
منتون کا پورا ہونا یا اُن کا نجات پانا بغیر اس شفاعت وسفارش
کے ممکن نہین ہے اور اس عقیدہ کے لوگ عرب مین بھی تھے
جو روحون اور فرشتون کے نام کے بُت بنا کر پوجتے تھے اور
کہتے تھے:۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى	ہم تو اُن کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہین کہ وہ خدا سے ہم کو نزدیک کردین۔

ماسوا خدا کے کسی کی عبادت خواہ وہ کسی غرض کے لیئے
کیون نہ ہو توحید کے منافی ہے اور وہ افعال عبادت جو خدا
کے لیے مخصوص ہین دوسرون کے لیے کرنا شرک فی العبادت ہے
اسکے بعد لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ سے ان عقیدون کی تردید ہوتی ہی

جن سے عرب مین فرشتون کو خدا کی بیٹیان مانا جاتا تھا اور ہندوستان
اور مصر وغیرہ مین بعض انسانون کو خدا کے بیٹے تسلیم کرتے تھے ۔
اسی طرح عیسائی مذہب مین حضرت عیسےٰ کو اور یہودیون کے مذہب
مین حضرت عُزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے ۔

ان عقیدون کے علاوہ دنیا مین اس قسم کے عقیدے بھی تھے
کہ بعض وجود ایسے ہین جو طاقت مین خدا کے برابر ہین بعض
قدرتین خدا مین ہین اور بعض اُن وجودون مین جیسے کہ زردشتی
یعنی پارسیون کے مذہب مین یہ عقیدہ ہے کہ نیکی کا خالق "یزدان"
یا خدا اور بدی کا خالق "اہرمن" یا شیطان ہے ۔ اس طرح اُنھون نے
خدا کے برابر ایک اور وجود کو بنا لیا تھا ۔ اس عقیدہ کی تردید
لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ سے کر دی گئی ۔

سورۂ اخلاص کی فضیلت

غرض شرک کے کُل شعبون کی اس چھوٹی سی سورۃ
مین تردید موجود ہے اسی لئے اس سورۃ کے پڑھنے کا اجر بھی
بہت ہے ۔ ایک روایت مین ہے ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہے کہ "مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ
مین میری جان ہے یہ سورۃ تہائی قرآن کے برابر ہے"
دوسری روایت ہے کہ "جس نے یہ سورۃ پڑھی گویا تہائی قرآن مجید

پڑھا"۔ ایک روایت مین ہے کہ تین مرتبہ اس سورۃ کو پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملتا ہے"۔

اقسام توحید

توحید باری تعالیٰ کا یہ ایک اجمالی بیان تھا لیکن قرآن مجید مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی تین قسمین ہین جن کے بغیر عقیدۂ توحید کی تکمیل نہین ہو سکتی۔ توحید فی الذات، توحید فی الصفات، توحید فی العبادت، یعنی ہم اُس کی ذات مین اُس کی صفات مین اور اُسکی اطاعت و بندگی مین کسی اور کو شریک نہ کرین۔

توحید فی الذات

اب ان تینون باتون کو مختصراً یون سمجھنا چاہیے کہ توحید ذات سے یہ مراد ہے کہ وہ اپنی ذات سے اکیلا ہے اور کوئی اسکا شریک نہیں۔ وہی اس کائنات کے ظہور کا سبب ہے اُسکا وجود مادّی چیزون سے منزہ ہے۔ نہ اُس کی صورت خیال مین آسکتی ہے اور نہ اُسکا کوئی مکان ہے اور نہ اس کی کوئی سمت ہے لیکن ہر جگہ ہے یا ہماری رگِ جان سے زیادہ قریب ہی اور جس طرف ہم منھ پھیرین گے اس کو موجود پائین گے اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اُسکو کسی چیز سے تشبیہ نہین دی جاسکتی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ نہ کوئی اس کا مدمقابل ہے اور نہ اُس کا شریک ہے

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ؕ وہ ہماری نگاہون کو دیکھ سکتا ہے لیکن ہماری نگاہین اُس کو نہین دیکھ سکتین لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔

وہ ہماری گردن کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہی لیکن ہم اُس کو نہین دیکھ سکتے جیسا کہ ارشاد ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝

انسان اس ذات کے پہچاننے مین بالکل عاجز ہے اور نہ اُس کی قدرت کا اندازہ کر سکتا ہے اس لیے تَفَكَّرُوْا فِيْ خَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَتَفَكَّرُوْا فِي اللّٰهِ فَاِنَّكُمْ لَنْ تَقْدِرُوْا قَدْرَهٗ پر عمل کرنا چاہیے۔ یعنی یہ کہ تم خدا کے بنائے ہوے عالم پر غور کرو مگر ذات باری مین فکر نہ کرو۔ تم مین یہ قدرت نہین کہ اس کی قدرت کا اندازہ کر سکو۔

توحید فی الصفات یعنی اُس کی صفات مین کوئی شریک نہین اور اس کی صفات اُس کے اسماء حُسنے یعنی نو دو نہ نام سے ظاہر ہین جن کا مجموعہ اُسی کی ذات پاک ہے اور ان صفات مین اُس کو کامل و مکمل ماننا اور کسی کو شریک نہ سمجھنا توحید فی الصفات ہے

توحید فی العبادت یعنی وہی تنہا پرستش اور عبادت کے قابل ہی اور وہ طریقہ جو اس کی عبادت کے لیے مخصوص ہے اُس

کوئی اور اُس کا مستحق نہین کیون کہ ہماری عبادت یا نماز ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم اپنی بندگی اور اطاعت کے اُن تعلقات کو ظاہر کرتے ہین جو اپنے مالک و خالق کے ساتھ ہم رکھتے ہین۔

شرک ان باتون مین اگر اس کا کسی کو شریک کیا جائے تو وہ شرک ہو جاتا ہے اور شرک کرنے والا مشرک کہلاتا ہے۔

شرک ناقابل مغفرت گناہ ہے شرک وہ گناہ ہے جس کی نجات ہی نہین۔ خدا نے صاف طور پہ فرما دیا ہے کہ:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ	اللہ یہ گناہ تو معاف کرتا نہین کہ اُسکے ساتھ کسی کو شریک گردانا جائے اور اسکے ماسوا جو گناہ ہو وہ جسکو چاہے معاف کرے

مشرکین کی نسبت باری تعالیٰ کا ارشاد جن قومون نے انسانون کو وحدانیت مین شریک کیا اور اس طرح مشرک ہوئے اُن کی نسبت وہ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ[1] الْیَہُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ذٰلِکَ قَوْلُھُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ یُضَاھِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	اور یہود کہتے ہین کہ عُزیر اللہ کے بیٹے ہین اور نصاریٰ کہتے ہین کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہین یہ اُنکے منہ کی کہنی ہے لگے اُنہین کافرون کی سی باتین بنانے جو ان سے پہلے ہو گزرے

[1] آیت بالا مین حضرت عُزیر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جو اشارہ ہے اُس کی

مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

ہین خدا اُنکو غارت کرے۔(دیکھو تو) کدھر کو (شیطان کے) بھٹکائے (ہوے بھٹکتے چلے) جاتے ہین۔ ان لوگون نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالمون اور اپنے مشائخون اور مریم کے بیٹے مسیح کو خدا بنا کھڑا کیا حالانکہ (ہمارے ان سب کی) ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ ایک ہی خدا کی عبادت کرتے رہنا اُسکے سوا کوئی اور معبود نہین وہ ان کے شرک سے پاک ہے ؛

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) تفصیل یہ ہے کہ حضرت عزیر حضرت یعقوبؑ کی نسل مین تھے جب بخت نصر بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا تو اُس نے توریت کے صحیفون کو جلا دیا اور بیت المقدس کو تباہ کر دیا اور جو جو آدمی توریت کو جانتے تھے سب کو مروا ڈالا اور باقی کو قیدی بنا لیا۔ حضرت عُزیر بھی انھین قیدیون مین کم سن بچے تھے اور توریت پڑھا کرتے تھے لیکن چونکہ وہ بچے تھے اس لیے اُن کے پڑھنے کو شمار مین نہین لاتے تھے اور جب ایک مدت کے بعد وہ قید سے چھوٹے تو بیت المقدس روانہ ہوے۔ اثنا راہ مین ایک گاؤن یعنی سائرآباد مین اُن کا انتقال ہوا اور سو سال کے بعد پھر وہ زندہ ہوگئے اور جب وہ اپنی قوم مین آئے تو قوم نے توریت کے لکھنے اور پڑھنے سے اُن کا امتحان لیا کہ دراصل وہ عُزیر ہی ہین یا نہین۔ (بقیہ حاشیہ بصفحہ آیندہ)

خدا نے یہود و نصاریٰ کے غلط عقائد کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے تک ان کے دلون مین جاگزین تھے اس آیت کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ایک تفسیر مین ہے کہ پانچون اُنگلیون مین اُن کے قلم باندھا جاتا تھا اور اُس سے وہ توریت لکھتے تھے۔ جب اُنھون نے پوری توریت لکھدی تو بھی اس پر شبہ رہا کہ آیا دراصل یہ وہ توریت ہے یا نہین اور کہنے لگے کہ چونکہ کوئی آدمی توریت کا جاننے والا ہم مین نہین ہے اس لیے ہم اسکی تصدیق نہین کرسکتے۔ اُن مین سے ایک آدمی بولا کہ مین نے اپنے باپ سے اور میرے باپ نے اپنے باپ سے سُنا تھا کہ بخت نصر کے واقعہ کے وقت ایک مضبوط برتن مین توریت کو رکھکر پہاڑ کے فلان شگاف مین رکھدیا ہے۔ چنانچہ کچھ آدمی گئے اور توریت کو نکال کر مجمع مین لائے اور حضرت عُزیر کی لکھی ہوئی توریت سے مقابلہ کیا تو ایک حرف کا بھی تفاوت نہ پایا وہ متعجب ہوکر کہنے لگے کہ حق تعالےٰ نے سو سال کے بعد عزیر کے دل مین جو توریت محفوظ کردی ہے تو یہ اُس کا بیٹا ہے۔ اس طرح وہ عُزیر کو خدا کا بیٹا کہنے لگے۔

حضرت عیسیٰ بے باپ کے پیدا ہوے تھے۔ حضرت مریم کو اُن کی ماں نے منت کے طور پر بیت المقدس کے ایک حجرے مین بچپن سے تنہا رکھا تھا یہان تک کہ وہ اُسی حالت مین جوان ہوگئین۔ ایک روز غسل طہارت کرکے بیٹھی تھین کہ جبرئیل اُن کو آدمی کی شکل مین دکھائی دیے۔ مریم دیکھکر گھبرا گئین اور خدا سے پناہ مانگی (بقیہ حاشیہ صفحہ آیندہ)

ذریعہ سے باطل کیا۔ ان دونوں فرقوں کا صرف یہی عقیدہ نہ تھا
بلکہ اپنے مولویوں، راہبوں اور درویشوں کی بھی اتنی عظمت کرتے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ اُنھوں نے کہا میں جبرئیل ہوں
خدا کی طرف سے اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں ایک پاک بیٹا دیا جائے۔ مریم بولیں یہ
کیونکر ممکن ہے نہ میں بدکار ہوں نہ آج تک کسی بشر نے مجھکو ہاتھ لگایا پھر بیٹا ہونے کی کیا
صورت ہے۔ جبرئیل نے کہا خدا کا حکم اسی طرح ہے اُسکو بے باپ کے بھی بیٹا پیدا
کر دینا آسان ہے اور وہ تیرے بیٹے کو اپنی قدرت کی ایک نشانی اور لوگوں
کے لیے اپنا رسول بنائے گا۔ اور پیدا ہوتے ہی وہ بولنے لگے گا اور ان کے لیے
وہ باعث رحمت ہوگا اور ان کو نیک اور پاک باتیں بتائے گا۔ یہ حکم تقدیر الٰہی میں
طے شدہ ہے ٹل نہیں سکتا۔ پس جبرئیل نے ان کے گریبان میں ایک پھونک ماری
تو وہ حاملہ ہوگئیں اور مدت حمل بعد جو اکثر مؤرخین کے نزدیک صرف چھ ماہ ہے بیت اللحم
میں حضرت عیسٰی پیدا ہوئے۔ اِن کی ولادت سے یہود میں ایک ہل چل مچ گئی اور سب
نہایت غلطی میں مبتلا ہو کر یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ لڑکا حرام سے پیدا ہوا ہے چنانچہ چاروں طرف
شہرت ہوگئی اور یہود کے گروہ کے گروہ مریم کو ملامت کرنے کے لیے آتے اور اُنسے
کہتے تھے کہ تیرے ماں باپ تو ایسے پاکدامن تھے تو نے یہ کیا کیا۔ حضرت مریم نے کہا
اسی لڑکے سے پوچھ لو۔ لوگوں نے کہا شیرخوار بچہ کیونکر بات کہہ سکتا ہے؟ (بقیہ حاشیہ صفحہ آیندہ)

کہ اُن کو خدا کے برابر سمجھتے تھے اور جو کچھ وہ لوگ فتویٰ دیتے اُس کو خدا کے حکم کے برابر مانتے تھے۔

حضرت موسیٰ اور دوسرے انبیاء بنی اسرائیل خدا کی واحدانیت کی اُن قوموں مین تبلیغ کرنے آئے تھے جو بت پرست نہین۔ مصر روم کنعان وغیرہ کے باشندے اپنے دیوتاؤن کو خدا سمجھتے تھے لیکن بعد کو خود ان انبیا کی قومین اسی شرک مین مبتلا ہوگئین اور اس آیت مین اُن ہی کی طرف اشارہ ہے۔

موجودہ مسلمانون کی حالت

لیکن خواتین جہالت و لاعلمی کی بدولت کتنے مسلمان ہین جو توحید کے معنی حقیقی طور پر جانتے ہین اور اپنے آپ کو شرک جلی اور شرک خفی سے محفوظ رکھتے ہین۔ خیر یہ تو اُس کا شکر ہے کہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی اُس کی ذات مین کسی کو شریک نہین کرتے نہ وہ کسی کو خدا کا بیٹا مانتے ہین اور نہ کسی کو اُس کی بیٹیان تسلیم کرتے ہین لیکن اس مین شک نہین کہ جہالت کی بدولت اسکی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اتنے مین خود حضرت عیسیٰ بول اُٹھے کہ "میری مان پاکدامن ہے اور مین نبی ہون" اس سے سب کو تعجب ہوا پھر اور بھی معجزات آپ سے لڑکپن مین ظاہر ہوے اس لئے نصاریٰ نے اُنکو خدا کا بیٹا کہدیا حالانکہ یہ محض خداوند کریم کی قدرت کے کرشمے تھے۔

صفات مین انسانون کو ضرور شریک کر لیا ہے اور نہ صرف زندہ انسانون
کو بلکہ وہ مُردہ انسانون کی بھی قبرون پر جاتے ہین اور منتین مانتے ہین
سجدہ کرتے ہین، مرادین مانگتے ہین۔ نذر و نیاز کرتے ہین۔ ماتا
کی چوٹیان بچون کے سرون پر رکھتے ہین اور جس پر عقیدہ جم جاتا
ہے بس اُس کو کارخانۂ قدرت کا حاکم سمجھ لیتے ہین یا کم از کم خدا کی
درگاہ مین بغیر حکم خدا کے اُنھین اپنا سفارشی جانتے ہین اور گویا
اس طرح وہ یہود و نصاریٰ کے مانند راہبون، درویشون اور قسیسون
کو شریک خدائی کر لیتے ہین۔

اس کے علاوہ ایسے نامون کا رکھنا یا انسان کو ایسے الفاظ
سے مخاطب کرنا جن مین خدا کی مخصوص صفات پائی جائین یہ بھی ایک قسم کا
شرک ہے جیسے اَن داتا، خداوند نعمت، دستگیر وغیرہ۔ کیونکہ
صاف طور پر اُس نے فرمایا ہے کہ یہ الحاد ہے۔

پیغمبرون پر ایمان

پیغمبرون پر ایمان لانا یہ ہے کہ جن پیغمبرون کا نام
ہم کو کلام مجید سے معلوم ہے اور جن کا نام معلوم نہین ہو سکا ہے جیسا
کہ قرآن کریم مین خدا نے فرمایا ہے کہ:۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ	اور (تمھاری طرح ہم) کتنے پیغمبر (بھیج چکے ہین) جن کا حال ہم (اس سے) پہلے تم سے بیان کر چکے ہین اور کتنے پیغمبر (اور) جن کا حال ہمنے تم سے (اب تک) بیان نہین کیا

ان سب کو سچا جانے اور یہ سمجھے کہ وہ بندے تھے اور خدا کی طرف سے بندوں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل ہدایت

خواتین! ان تمام پیغمبروں میں ہمارے نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل، آخری اور خاتم النبیین ہیں۔ ہر ایک پیغمبر نے اپنے اپنے زمانہ میں توحید کی اشاعت کی۔ اچھی عادتیں اور اخلاق کی تعلیم کے لیے اُن پر کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے اور اُن کے مطابق خلقِ خدا کو ہدایت کرتے رہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی قرآن مجید اُترا اور اُس کے مطابق آپ نے اچھی باتوں کی رہنمائی فرمائی اور بُری باتوں سے روکا لیکن چونکہ آپ سب سے آخر نبی تھے اور اب قیامت تک آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اس لیے آپ پر جو کتاب نازل ہوئی اور آپ نے جو ہدایتیں فرمائیں اور اُس میں جو احکام ہیں وہ ایسے جامع اور مکمل ہیں کہ اُن کے ہوتے ہوئے کسی اور ہدایت و رہنمائی کی ضرورت نہیں۔ گویا خدا کو جو ہدایت و رہنمائی منظور تھی وہ کامل ہو چکی۔ آپ کا ہر فعل اور ہر قول ہدایت ہے۔ آپ کے قول اور فعل دونوں کو سنت اور حدیث کہتے ہیں آپ نے جو کچھ ہدایت کے لیے فرمایا اور جو کچھ کام کیا وہ سب آج تک قلمبند اور

محفوظ ہے اور قیامت تک رہے گا۔

آپ کی تعلیم و ہدایت جس کا نام اسلامی تعلیم ہے دین و دنیا دونوں کے انتظامات پر شامل ہے۔ یہ تعلیم جس طرح خدا سے تقرب اور آخرت کی بہتری کے طریقے بتاتی ہے اُسی طرح دنیا مین عزت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا بھی راستہ دکھاتی ہے۔ وہ تمدن و معاشرت یعنی رہنے بسنے اور دوسرے انسانون کے ساتھ ملنے جلنے کے عمدہ اصول کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ وہ انسانون کو حیوانون تک کے ساتھ برتاؤ کرنے کا قاعدہ بتاتی ہے۔ غرض دنیا کی کوئی ایسی اچھی بات باقی نہین جو ہمارے نبی آخرالزمان کی تعلیم مین نہ ہو کیون کہ آپ کی بعثت کا مقصد ہی دنیا کو اعلیٰ اخلاق کے زینے پر پہنچانا تھا اور آپ نے خود فرمایا ہے کہ "مین[1] مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہون"۔ ان تمام وجوہ سے خدا کی وحدانیت کے یقین کے ساتھ آپ کے رسول ہونے کا یقین بھی جزو ایمان ہے اسی لیے ہر مسلمان کے واسطے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہنا بھی فرض ہے۔

دنیا کے دیگر مذاہب

خواتین! آج دنیا مین جس قدر مذاہب رائج ہین سب مین کسی نہ کسی صورت سے شرک یا شرک کا شائبہ ہے۔

[1] بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ +

پارسی دو خداؤن کے قائل ہین۔ نیکی کے خدا کو "یزدان" اور بدی کے خدا کو "اہرمن" کہتے ہین عیسائی تین خداؤن یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس کے معتقد ہین۔ ہندوون کے کرورون معبود ہین۔ یہودیون نے بھی عزیر کو خدا کا بیٹا کہکر اور فرشتون کی تصویرون کے آگے عبادت کرکے اور اُن پر قربانی چڑہاکر شرک اختیار کرلیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اِسی بت پرستی اور اسی شرک کا دنیا پر اندہیرا چہایا ہوا تھا۔ جب آپ نے خدا کی توحید کی تبلیغ کی تو خدا نے آپ سے یہ بھی کہلوایا کہ:۔

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ	یعنی مین بھی ایک بشر ہی ہون مجھمین تم مین صرف اتنا فرق ہے کہ میرے پاس خدا کی طرف سے یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود بس ایک اللہ ہے

انسداد شرک | اس سے صرف یہی مقصد تھا کہ اور امتون کی طرح کہین امت محمدی بھی آپ کو خدا کا شریک نہ کرلے گویا اس طرح اس اُمت کے لیے قیامت تک شرک کی روک کر دی ظاہر ہے کہ جس مقدس نبی کے ذریعہ سے ہم کو دولت اسلام نصیب ہوئی اُسی کو جب خدا کا بندہ سمجھا جائیگا تو پھر کس کو خدا کا شریک کرسکتے ہین۔

تبلیغ توحید پر ایک نظم

خواجہ حالی مرحوم نے آپ کی تبلیغ کو جو کوہِ صفا پر آپ نے فرمائی تھی کیسے اچھے پیرایہ مین نظم کیا ہے۔

کہ ہو ذاتِ واحد عبادت کے لائق + زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اُسی کے ہین فرمان اطاعت کے لائق اُسی کی ہو سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اُس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ
اُسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم اُسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسی کے غضب سے ڈرو، گر ڈرو تم اُسی کی طلب مین مرو، جب مرو تم
مُبرّا ہے شرکت سے اُس کی خدائی
نہین اُسکے آگے کسی کو بڑائی
خرد اور ادراک رنجور ہین وہان مہ و مہر ادنےٰ سے مزدور ہین وہان
جہاندار مغلوب و مقہور ہین وہان نبی اور صدیق مجبور ہین وہان
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی وہان
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی وہان
تم اورون کے مانند دہوکا نہ کھانا کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا بڑھا کر بہت تم، نہ مجھکو گھٹانا
سب انسان ہین وہان جس طرح سرفگندہ
اُسی طرح ہون مین بھی اِک اُس کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم　　نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم　　کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اُسکا اور ایلچی بھی

تصدیق رسالت کی ضرورت

ای خواتین! توحید کی حقیقتوں کے سمجھانے کے لیے جب خدا کی آخری کتاب یعنی قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے ہمیں دی گئی ہے اور نہایت آسان اور سہل طریقہ سے خدا کی وحدانیت کا سبق اس نبی اُمی نے پڑھایا تو یہ ضرور ہوا کہ خدا کی توحید کے ساتھ اس عظیم الشان ہادی اور رہبر امت کی رسالت کا بھی اقرار کریں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اپنے رہبر اور ہدایت کرنے والے کی رسالت کا بھی تذکرہ کرتے ہیں اور اسی لیے ہر مسلمان کے واسطے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنا بھی فرض قرار دیا گیا ہے۔

کتابوں پر ایمان لانا

کتابوں پر ایمان لانا یہ ہے کہ جن کتابوں کے نام معلوم ہیں یعنی زبور، توریت، انجیل اور قرآن مجید ان کو خدا کی جانب سے سمجھے اور یقین کرے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو اُس نے بذریعہ وحی کے اپنے نبیوں پر نازل کیا۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر

توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری اور قرآن مجید ہمارے نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ ان کتابون کے علاوہ جو اور کتابین خدا کی طرف سے اُترین اُن کو صحائف کہتے ہین اور ان صحائف کا نہ شمار معلوم ہی اور نہ اب کوئی پتہ ہے البتہ یہودیون نے توریت و زبور کو جس مین کہا جاتا ہے کہ چند پیغمبرون کے صحیفے بھی شامل ہین محفوظ رکھا ہے اور عیسائیون نے انجیل کو۔

تحریف کتب اور قرآن مجید کی اصلی حالت

لیکن مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کتابون مین ردّو بدل کیا گیا ہے مگر قرآن مجید کا لفظ لفظ محفوظ ہے اور صرف یہی ایک کتاب ایسی ہے کہ اگر آج دُنیا سے اس کے تمام چھپے ہوے اور قلم کے لکھے ہوے نسخے معدوم ہوجائین تب بھی وہ انسانون کے سینے مین حفاظت کے ساتھ بغیر زیر و زبر کی غلطی کے موجود ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ اسی طرح قیامت کے دن تک محفوظ رہے گا۔

قرآن مجید دینی و دنیاوی ہدایتون کا مکمل مجموعہ ہی۔

قرآن مجید دیکھنے مین بہت مختصر کتاب ہے لیکن اس مختصر کتاب مین تمام دنیا کی ہدایتون کے خزانے بھرے ہوے ہین اور چونکہ یہ خدا کی آخری کتاب ہے جو دنیا مین نازل

ہوئی ہے اور اُس نبی پر نازل ہوئی ہے جو کہ خاتم النبیین ہے اس لئے وہ ایسی ہی مکمل ہے کہ اب اُسکے ہوتے ہوئے کسی کتاب کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

کاش مسلمان اس کو سمجھیں اور سمجھ کے پڑھیں اور اگر نہ پڑھیں اور نہ سمجھیں تو خود اُن کی شامت اعمال ہے تعجب ہے کہ مسلمان آج کل قرآنی تعلیم کو فضول و بے نتیجہ سمجھنے لگے ہیں اور اُنھوں نے اپنی نادانی سے صرف دنیاوی تعلیم ہی کو عزت دارین سمجھ لیا ہے اور اپنی تمام توجہ اسی طرف مبذول کر رکھی ہے اور الا ماشاء اللہ جو قرآن شریف پڑھتے پڑھاتے بھی ہیں تو صرف طوطوں کی طرح رٹا دیتے ہیں نہ اُس سے کوئی مفید سبق حاصل کیا جاتا ہے اور نہ اُسکی ہدایت و تعلیمات سے کچھ فائدہ اُٹھایا جاتا ہے کوئی ہدایت اور کوئی نیکی ایسی نہیں جو اس کتاب میں موجود نہ ہو اس میں انسان کی زندگی کا پورا دستور العمل موجود ہے۔ اگر انسان کچھ بھی نہ کرے اور صرف اس کتاب کو اپنے سامنے رکھکر اس کی ہدایتوں پر عمل کرے تو وہ دین و دنیا کی فلاح و سعادت حاصل کرسکتا ہے خداوند کریم نے خود قرآن مجید میں اس کی یوں تعریف فرمائی ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ	اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور (ہدایت) اور قرآن آچکا ہے (جسکے احکام) صاف (وصریح) ہیں جو لوگ خدا کی خوشنودی کے طلبگار

السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○	ہین انکو اللہ قرآن کے ذریعے سے سلامتی کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے فضل و کرم سے انکو (کفر کی) تاریکیون سے نکالکر (ایمان کی) روشنی مین لاتا اور انکو راہ راست دکھاتا ہے

قرآن مجید کتب سابقہ کی تصدیق کرتا ہے	خواتین! قرآن مجید مین تمام پچھلی کتابون کی ہدایت کی تکمیل کی گئی ہے اور چونکہ یہ آخری کتاب ہے

اس لیے ہر حیثیت سے اس کو بے مثل بنایا ہے۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ	اور یہ قرآن ایسا نہین ہے کہ خدا کے سوا از خود گڑھ لیا گیا ہو بلکہ یہ اگلی کتابون کی تصدیق و تفصیل ہے اس مین کوئی شبہ نہین تمام جہان کے رب کی طرف سے ہے۔ کیا یہ کہتے ہین کہ اس کو از خود بنا لیا ہے؟ کہہ ایسی کوئی ایک سورۃ تم بھی تو بنا لاؤ اور جسکو چاہو خدا کے سوا (مدد کے لیے) بلا لو اگر تم سچے ہو۔ بلکہ جھٹلانے لگے ایک ایسی کتاب کو کہ اُس مین جو علم ہے اُسکو پوری طرح ابھی جانا بھی نہین کیا ہو اور ابھی تو اس کا موقع بھی نہین آیا تھا۔

قرآن مجید ایک زندہ معجزہ ہے	خواتین! قرآن مجید بجائے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کا ایک معجزہ ہے جو ابد تک قائم رہے گا حالانکہ اور انبیا کے معجزے اپنے وقت پر ظاہر ہوے اور ختم ہو گئے اس مین جو

ہدایتیں ہیں اور جو معانی و مطالب ہیں وہ ہر زمانہ میں انسان کے لیے نیکی اور اخلاق حسنہ کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہون گے اس سے انسان دونون جہان کی سعادت و برکت حاصل کرتے رہیں گے معنوی اعجاز کے علاوہ فصاحت و بلاغت کا ظاہری اعجاز بھی اس آخری کتاب میں ایسا ہی عظیم الشان ہے کہ جب وہ نازل ہوئی تو اس زمانہ کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ اشخاص نے اس کی فصاحت و بلاغت کے آگے سر تسلیم خم کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض امی تھے نہ آپ نے کسی سے لکھنا سیکھا تھا نہ پڑھا تھا نہ فصاحت و بلاغت کی مشق کی تھی اور نہ آپ شاعر تھے مگر یہ کلام چونکہ خدا کا کلام تھا جو آپ کی زبان مبارک سے ادا ہوتا تھا اس لیے تمام انسانون کے کلام پر غالب ہو گیا اور باوجود تیرہ سو برس گزر جانے کے اب بھی غالب ہے اور ہمیشہ غالب رہے گا۔

خواتین! تم میں سے جنھون نے ترجمہ پڑھا ہو گا ان کو خود تھوڑا بہت اندازہ ہو گیا ہو گا اس کے پڑھنے سے کیا باتیں معلوم ہوتی ہیں اور پھر یہ تو ہر مسلمان کا دل محسوس کرتا ہے کہ اسکے پڑھتے وقت خواہ وہ اُس کے معنی سمجھے یا نہ سمجھے کیسی کیفیت

طاری ہو جاتی ہے۔

عربی پڑھنے کی ضرورت

ہان یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ مسلمانون کے لیے اس سے زیادہ کیا شرم ہوگی کہ وہ اُس زبان کونہین سمجھ سکتے جس مین ایسا مجموعہ موجود ہے جس پر ایمان اور اسلام کی بنیاد ہے اگر زبان کے پڑھنے مین وقتین ہین تو کاش ہر مسلمان ترجمہ ہی پڑھ لیا کرے تاکہ وہ خدا کے احکام سے تو بے خبر نہ رہے۔

قانون نہ جاننے کا عذر ناقابل سماعت ہے

تم غور کرو کہ انسانی حکومتین جو قانون بناتی ہین وہ رعایا کے عمل کرنے کے لیے ہوتا ہے اور جب کسی سے اُس قانون کے خلاف کوئی فعل سرزد ہوتا ہے تو اُسکی سزا دی جاتی ہے اور یہ عذر کبھی نہین سُنا جاتا کہ اُس نے قانون کو نہین پڑھا یا نہین دیکھا۔ گویا ہر شخص کا فرض ہی کہ جو قانون نافذ ہو اُس کو پڑھ لے۔

پس خیال کرنا چاہیے کہ ایسا قانون جس پر دین و دنیا کا انحصار ہے اور جو اُس حاکم کا بنایا ہوا ہے جو سب حاکمون کا حاکم ہے اور انسان کے دل کے بھیدون سے واقف ہے اور جسکا آدمی ساختہ پرداختہ ہو تو کیونکر ممکن ہے کہ جب وہ گناہون کی بازپرس

اور اپنے قانون پر عمل نہ کرنے کا جواب طلب کریگا تو کیا یہ عذر قابل سماعت ہوگا اور کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم تیرے اس حکم کو نہین جانتے تھے؟ افسوس ہے کہ مسلمانون کی اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ اُن کے بچے جو اسکولون مین تعلیم پاتے ہین ان مین بہت کم ایسے ہوتے ہین جو گھر پر قرآن کریم کی تعلیم پا لیتے ہون۔ افسوس ہے اُن مان باپ پر جو بغیر کلام مجید پڑہائے ہوے بچون کو دوسری تعلیم شروع کرائین اور اُن باپون اور ماؤن پر بھی افسوس ہے جو رسماً قرآن مجید پڑہا دیتے ہین لیکن کبھی اپنے بچون پر اتنی تاکید نہین رکھتے کہ وہ پڑہتے رہین۔ چونکہ رسماً پڑہایا جاتا ہے اور یاد کرنے مین خامی رہ جاتی ہی اسلیے وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا پڑہا ہی نہ تھا۔ کیا یہ افسوس کا مقام نہین کہ کہنے سننے سے رسماً پڑہا لیا لیکن پھر اُس کی مداومت کا کچھ خیال نہین ۔ خیال تو جب ہو کہ خود بھی تلاوت کرتے رہین۔

وہ نظارہ بھی دیکھنے کے لائق ہوتا ہے اور اُس وقت دل پر عجیب اثر ہوتا ہے جب چھوٹے چھوٹے بچے چند سورتین حفظ کر لیتے ہین اور قراءۃ و ترتیل کے ساتھ سناتے ہین۔ ابھی کل کی بات ہے کہ مین نے اس نظارہ کو نواب زادہ حافظ عبید اللہ خان سلمہٗ

کے یہاں دیکھا اُن کے چھوٹے بچون کا میننے امتحان لیا اورانھون
نے مجھے قرآن مجید کی چند سورتین حفظ سُنائین۔ مین نہین کہہ سکتی
کہ اُسوقت کیسے نور کا عالم تھا۔ تم مین سے جس کسی کو یہ لطف
اُٹھانا ہو تو اپنے بچون کو قرآن مجید یاد کراؤ اور پھر تجربہ کرکے دیکھو

قرآن مجید کی تفسیرین

غور کرنیکی بات ہی کہ اس چھوٹی سی کتاب کے ہر ہر
لفظ مین کس قدر حکمتین بھری ہین کہ اس تیرہ سو برس مین ہر ملک
کے ہزارہا عالمون نے اُس کی تفسیرین لکھین اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری
رہے گا اور خوش قسمت مسلمان ان سے فائدہ اُٹھائین گے۔

قرآن مجید کی حفاظت

یہ بھی کلام مجید کا معجزہ ہے کہ اس کا ہر ہر لفظ بعینہ
محفوظ ہے اس مین کوئی تحریف نہین ہوئی اور وہ تمام اسلامی ملکون
مین اپنی اصلی حالت پر پڑھا جاتا ہے۔ لوگ اس کو کتاب کی ہی صورت
مین محفوظ نہین رکھتے بلکہ اپنے سینے مین محفوظ رکھتے ہین۔

قرآن مجید کا اثر

خواتین! ایسی عظیم الشان اور پُر اثر کتاب جس کی
نسبت خود خداوند جل وعلیٰ نے فرمایا ہے:۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ	اللہ نے بہت ہی اچھا کلام (یعنی یہ) کتاب اُتاری (جسکی باتین ایک دوسرے سے) ملتی جلتی (ہین اور ایک ہی بات سمجھانے کیلیے) بار بار دہرائی گئی ہین (اس کتاب کی تاثیر یہ ہے کہ) جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اس کے سننے سے

ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ	اُنکے بدن کانپ اُٹھتے ہین پھر اُنکے جسم اور دل نرم ہوکر یادِ الٰہی کی طرف (راغب) ہوتے ہین ۔

قرآن مجید پڑھنے کے آداب قرآن مجید بڑے ادب اور عظمت کے قابل ہے پس اُس کی تلاوت کرتے وقت بھی ادب وتعظیم لازمی ہے ۔ اسی سلسلہ مین بالاختصار اِن آداب کو بھی بیان کرتی ہون اور وہ چھ آداب ہین :-

(۱) باوضو قبلہ رُخ عجز وانکسار کے ساتھ پڑھے ۔

(۲) ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور مطالب مین غور وتامل کرتا جائے ۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے ایک شخص کو جلد جلد قرآن مجید پڑھتے ہوے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص نہ قرآن پڑھتا ہے نہ خاموش ہے گویا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے ۔

(۳) خشوع[1] وخضوع سے پڑھے ۔

(۴) وعید کی آیتون پر خدا سے پناہ مانگے ۔ رحمت کی آیتون پر رحمت کا طالب ہو ۔ تنزیہ کی آیتون پر یعنی جہان خدا کی عظمت وپاکیزگی کا بیان ہو تو تسبیح وتقدیس کرے ۔

(۵) اگر ریا کا اندیشہ ہو یا کسی کی نماز مین خلل پڑے تو آہستہ آہستہ پڑھے ۔

[1] یعنی عجز وانکسار کے لہجے مین پڑھے ۔

(۶) خوش آوازی و ترتیل سے پڑھے - ترتیل کی بابت خدا تعالےٰ نے خود اپنے کلام پاک ہی مین تم کو ہدایت فرمائی ہے کہ:- وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًاؕ ترتیل کے یہ معنے ہین کہ اس قدر جلد نہ پڑھے کہ حروف اپنے مخرج سے پورے طور پر ادا نہ ہونے پائین اور سُننے والا نہ سمجھ سکے کہ کیا لفظ پڑھا اور کس حرف پر کیا حرکت پڑھی ایسے پڑھنے کا کچھ ثواب نہین کہ پڑھے تو صحیح لیکن زبان سے حروف والفاظ پورے طور پر ادا نہ ہون - اسی لئے تراویح مین شبینہ یعنی ایک رات مین پورے کلام مجید پڑھنے کو بھی ممنوع کیا ہے -

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے یعلی بن مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءۃ کا حال دریافت کیا - آپ نے فرمایا کہ تم ان کی نماز کو کیا پوچھتے ہو پھر آپ کی قراءۃ کی حالت بتلائی کہ ایک ایک حرف جدا کرکے پڑھتے تھے -

فرشتون پر ایمان فرشتے جن پر ایمان لانا ضروری ہے - نور کے بنائے ہوے ہین - وہ خدا کی مخلوق ہین - اور خدا کی عبادت مین مصروف رہتے ہین - یہ ایک خاص قسم کی مخلوق ہین - ان مین کوئی نر و مادہ نہین - ان کو خدا نے اختیار دیا ہے کہ وہ ایسی شکل جو نظر آسکے اختیار کرسکتے ہین - خدا اُن کو جو حکم دیتا ہے - اس کی نافرمانی نہین کرتے

اور جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ان کا شمار اور ان کی تعداد کسی کو نہیں معلوم ان میں حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل کا ذکر نام کے ساتھ کلام مجید میں ہے۔ حضرت جبرئیل انبیاء کرام کے پاس وحی لاتے تھے اور حضرت میکائیل انسانوں کو رزق پہونچاتے ہیں۔ حضرت مالک جہنم کے افسر ہیں اور ان کا ذکر بھی کلام مجید میں ہے۔ فرشتوں میں سے دو دو فرشتے ہر شخص کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور ان کا نام کراماً کاتبین ہے۔ اور یہ فرشتے انسان کی بھلائی اور برائی لکھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اور تمام فرشتوں کے سپرد بھی خاص خاص خدمتیں ہیں۔ بہرحال ان کے وجود کا یقین کرنا اور یہ سمجھنا کہ وہ خدا کی مخلوق ہیں ان پر ایمان لانا ہے۔

آخرت اور بعث بعد الموت پر ایمان

آخرت اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے پر ایمان لانا یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ ایک دن مرنے اور فنا ہونے کے بعد وہ پھر زندہ ہوگا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے

ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تُبْعَثُوْنَ

"پھر تم بیشک اس پیدائش کے بعد مرنیوالے ہو پھر تم قیامت کے دن بھی زندہ کرکے اٹھائے جاؤگے۔"

خواتین! پھر اس دوسری زندگی میں اعمال کی پرسش ہوگی

اور اعمال ہی کے مطابق جزا و سزا دی جائیگی وہ یوم الحساب ہوگا۔ اور اس دن انسان نے جو کچھ کہ اس دنیا مین کیا ہے اس کا محاسبہ کیا جائیگا۔ جس کے اعمال اچھے ہون گے وہ نعیم جنت سے بہرہ ور ہوگا اور جس کے اعمال خراب ہون گے وہ جہنم کی تکلیفون مین مبتلا ہوگا۔ جیساکہ سورۂ قارعہ مین مذکور ہے

اَلْقَارِعَةُ ۙ مَا الْقَارِعَةُ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۭ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۭ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۭ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۭ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۭ نَارٌ حَامِيَةٌ ۧ	کھڑکھڑانیوالی، وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟ اور تم کیا جانو وہ کھڑکھڑانیوالی کیا ہے۔ وہ قیامت ہے جس دن لوگ ایسے ہونگے جیسے بکھرے ہوے پتنگے۔ اور پہاڑ ایسے ہوجائینگے جیسے دھنکی ہوئی رنگ رنگ کی اُون تو جسکے اعمال کے وزن بھاری نکلین گے وہ من مانے عیش مین ہوگا۔ اور جسکے وزن ہلکے نکلین گے اس کا مرجع ہاویہ ہے اور تم کیا سمجھتے ہو کہ ہاویہ کیا چیز ہے وہ دہکتی ہوئی آگ ہے"

خواتین! اگر غور کیا جاے تو یہ عقیدہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ جس سے انسان مین اپنی بداعمالیون کا خوف اور اعمال حسنہ کی ترغیب پیدا ہوتی ہے وہ یوم الحساب کی جانگداز سختیون

اور باز پرس کے خوف سے ڈر جاتا ہے اس کے سامنے وہ منظر پیش ہو جاتا ہے جس کا ذکر ان ہی آیات مین نہین بلکہ اور بھی بکثرت آیات مین ہے یہ تو ایک صاف مسئلہ ہے۔ کہ ہر بات کا کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور ہوتا ہے۔ اور اسی نتیجہ پر انسان کی خوشی مسرت اور رنج وغم کا انحصار رہتا ہے۔ اب دیکھو کہ انسان پیدا ہوا اس کی پرورش ہوئی۔ اُس نے دنیا مین رہکر اچھے یا بُرے کام کیے، اور زندگی کے دن پورے کرکے مرگیا۔ قیامت کے دن وہ پھر زندہ ہوتا ہے۔ اور اگر اچھے کام کیے ہین تو اُن کامون کا یہ اجر ملتا ہے کہ وہ جنت مین جاتا ہے۔ یا بُرے کامون کے باعث آتشِ جہنم مین ڈالا جاتا ہے اور آخر کار یہی انسان کی زندگی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

خواتین! یہ وہ دن ہوگا جس مین اپنی ہی ذات کے متعلق رنج والم نہوگا۔ بلکہ اپنی بداعمالیون کی سزا پانے کے علاوہ ایک اور حسرت خیز منظر بھی نظر آئیگا۔ جب کہ اپنے بُرے اعمال کے ان اثرات کے باعث جو خاندان والون پر ہوتے ہین۔ اپنے گھر والے بھی اسی حالت مین مبتلا دیکھے جائینگے اور ایما ندار جو جنت مین جائینگے۔ وہ ان کی اس بدنصیبی پر افسوس کرینگے جیسا کہ

باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَتَرٰهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ	تم ان لوگون کو دیکھوگے کہ دوزخ کے روبرو لائے جاینگے (اور) مارے ذلت کے جھکے ہوئے (اور) کن انکھیون سے دیکھتے (جاتے) ہونگے اور (اس وقت) ایمان والے کہینگے کہ حقیقت مین بڑے بدنصیب تو وہ ہین جنہون نے (خود گمراہ ہونے سے آج) قیامت کے دن اپنے آپکو (بھی) تباہ کیا اور (اپنا برا نمونہ دکھانے اور بہکاکے) اپنے گھر والون کو بھی۔ خبردار ظلم کرنیوالے ضرور ہمیشہ کے عذاب مین رہینگے

مسئلہ تقدیر

خواتین! اب عقائد مین ایک بڑا اہم مسئلہ ہے جس کا نام تقدیر ہے۔ اس مسئلہ پر علما نے بڑی بڑی بحثین کی ہین جو معمولی علم کے لوگون کی سمجھ سے باہر ہین۔ لیکن۔ چونکہ یہ مسئلہ ایمان کا جزو ہے اس لئے مختصر طور پر ہر مسلمان کو ضرور سمجھ لینا چاہیے۔

تقدیر کے معنی اندازہ کرنے کے ہین اور خدا کے علم مین اس کائنات کے پیدا ہونے سے پہلے ہر چیز کے متعلق ایک اندازہ تھا اور اسی اندازہ کے موافق ہر چیز وجود مین آئی جیساکہ اُس نے ارشاد فرمایا ہے

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○	یعنی ہم نے ہر چیز کو ایک اندازۂ خاص سے پیدا کیا ہے۔

خدا کے علم کے متعلق ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ غلط نہین ہوسکتا اس لئے جس چیز کے متعلق جو کچھ بھی اندازہ خدا کی علم مین تھا وہ چیز اُس سے بال برابر ادہر اودہر نہین ہوسکتی خیر وشر کا پیدا کرنیوالا بھی وہی ہے اُس لئے خیر وشر کا بھی ایک اندازہ اور حد مقرر ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ انسان محض مجبور ہے درست نہین قرآن مجید مین بہت سی ایسی آیتین ہین جن سے اس خیال کی تردید ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خیر وشر کے جو نتیجے ظاہر ہوتے ہین اُن مین انسان کے ارادے اختیار اور افعال واعمال کو دخل ہوتا ہے۔

ایسی آیتون مین سے چند آیتین یہ ہین۔

وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ	اور تجھکو کوئی نقصان پھونچے تو (سمجھ کہ) تیرے نفس کی طرف سے ہے۔
فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ	توجس کے اعمال (نیک) تول مین زیادہ ٹھہرین گے تو وہ خاطر خواہ عیش مین ہوگا
وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ	اور جس کے اعمال (نیک) تول مین کم ٹھہرین گے تو اُس کا ٹھکانا (ہوگا) ہاویہ"
وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا	اور (ایسے گستاخ ہین کہ) جب کسی بیجا حرکت کے مرتکب ہوتے ہین تو کہتے ہین

اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٥

ہم نے اپنے بڑون کو اسی (طریقہ) پر (چلتے) پایا اور اللہ نے ہم کو اس کی اجازت دی ہے (اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ اللہ تو بیجا کام کی اجازت دیتا نہین آیا تم لوگ بے (سوچے) سمجھے خدا پر جھوٹ بولتے ہو"

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

جس نے اچھے کام کئے تو (ان کا نفع بھی) اُسی کے لئے ہے اور جس نے برے کام کئے (اُن کا وبال بھی) اُسی پر

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور ہم نے ان لوگون پر (کسی طرح کا) ظلم نہین کیا بلکہ اُنہون نے (ہماری نافرمانی کرکے) اپنے اوپر آپ ظلم کیا

كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ

ہر شخص اپنے اعمال کی بدلی مین گروی ہے"

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ط

اور ہم ہر ایک امت مین (کوئی نہ کوئی) پیغمبر اس بات کے سمجھانے کے لئے بھیجتے رہے ہین کہ (لوگو!) خدا کی عبادت کرو اور (شیطان) سرکش (کے اغوا) سے بچتے رہو تو ان مین سے بعض کو تو خدا نے ہدایت دی اور اُن مین سے بعض (کے سر) پر گمراہی سوار رہی

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْشَاءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَا اٰبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَاءِ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ○

مشرکین سے کچھ بعید نہیں کہ یہ حجت پیش کرین کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتی اور نہ ہماری باپ (دادا ایسا کرتی) اور نہ ہم کسی (حلال) چیز کو (از خود اپنی اوپر) حرام کرتی اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے ہوگذرے ہین (پیغمبرون) کو جھٹلاتی رہے یہان تک کہ (آخر کار) ہماری عذاب کا مزہ چکھا (پیغمبر ان لوگون سے) پوچھو کہ آیا تمہاری پاس کوئی (کتابی) سند بھی ہے کہ اوسکو ہماری (دکھانے کے) لئے نکالو (اور پیش کرو سند تو تمہاری پاس کچھ بھی نہین) نری واہمون پر چلتے اور نری اٹکلین ہی دوڑاتے ہو۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا

(پھر ہمنے) اُس کو (دین کا) رستہ (بھی) دکھا دیا پھر اب دو قسم کی آدمی ہین) یا تو شکرگذار ہین یا ناشکر حالانکہ اللہ تعالی نے اُن کی کرتوتون کی سزا مین اُن (کی عقلون) کو اوندھا کر دیا ہے جس سے وہ مرتد ہوگئی

ان آیات کے پڑھنے سے صاف طور پہ سمجھہ مین آتا ہے کہ جو کچھہ ہم بھلا ۔۔ئے ہین اُس مین ہمارے ارادے اور اختیار کو دخل ہوتا ہے

اور جو مصیبت و رنج یا راحت و آرام ہمین پہونچتا ہے۔ وہ ہمارے
ہی افعال کا نتیجہ ہوتا ہے دنیا مین جتنی چیزین ہین وہ کسی نہ کسی
طرح انسان کے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہین۔ لیکن اس کے طریقے
محدود اور مقرر کر دیے گئے ہین۔ اور ان کے اندازے ہم کو بتا دئیے
ہین جب تک ہم ان اندازون اور حدود کے اندر اُن چیزون
سے نفع اٹھاتے ہین۔ وہ چیزین خیر ہوتی ہین اور جب ان اندازون
اور حدود سے تجاوز کرتے ہین تو وہ ہی شر ہو جاتی ہین۔ ان اندازون
اور حدود کا علم ہمکو انبیاء کرام اور خدا کی کتابون سی حاصل ہوا
اور ان سب ہدایتون کا مجموعہ کامل قرآن مجید ہے جس نے نہایت
دل نشین طریقون سے ان باتون کو سمجھایا ہے ان ہی ذریعون
سے خیر اور شر اور گناہ و ثواب کے اصول تفصیل کے ساتھ
بتا دئے گئے ہین۔

ان مین سے ہم جن کو چاہین اختیار کر سکتے ہین۔ اگر ہمنے اعمال
خیر کو اختیار کیا تو ان کے نیک نتیجون کی توقع رکھنی چاہئے
اگر ہمنے برے اعمال کو اختیار کیا تو اُس کے برے نتائج بھگتنے کے
لئے تیار رہنا چاہئے۔

اُس نے ہماری فطرت مین نیکی و بدی کی تمیز رکھدی ہے

ہمکو سمجھ دی ہے کہ ہم اپنا برا بھلا سوچ سمجھ لین۔ اُس نے ہمکو چارپایون کی طرح نیچا سر اور نیچی گردن نہین دی اونچا سر سیدھی گردن دی تاکہ ہم چارپایہ کی طرح اپنا راستہ صرف دو گز تک ہی نہ دیکھین بلکہ اپنا راستہ اپنی حدنگاہ تک دیکھکر سیدھی اور کج راستے مین آپ تمیز کرلین جیسا کہ اُس نے اس آیت شریفہ

اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ	کیا وہ شخص جو جھکا ہوا منہ کے بل چلتا ہے وہ زیادہ راہ راست پر ہے یا وہ شخص جو تنا ہوا سیدھے راستہ پر چلتا ہی

مین ارشاد کیا ہے

اُس نے آے دن ہمارے سامنے اسی دنیا مین بدکارون کو تباہ کیا اور ہمارے لئے عبرت و بصیرت پیدا کی ہمین اُس نے اپنے اعمال کا پابند کیا اور ہم سے یہان تک کہدیا کہ تم اپنے اعمال کے ہاتھون مین رہن ہو اُس نے ہمارے سامنے دو راستے کھولدیے ہین اور دونون کی سلامتی اور خطرہ سے ہمین اطلاع دیدی ہے۔ اور ہمین اختیار دیا ہے۔ پھر ہم جس راہ پر جائین گے اسی کے مطابق نتیجہ مرتب ہوگا۔ اور دونون راہون کے چلنے مین خیر و شر کے جو نتائج ہونگے وہ خواہ نخواہ نکلین گے

اور اگر خدا ہمکو یہ اختیار نہ دیتا تو گویا علم و عقل بے کار چیزین ہوتین اور انبیا کا مبعوث ہونا کتابون کا نازل ہونا نعوذ باللہ خدا کا ایک فعل عبث ہوتا جن آیات مین کہ خدا نے ہدایت وضلالت اپنی طرف منسوب کیا ہے ان سے یہ نتیجہ نہین نکلتا ہے کہ انسان مجبور محض ہے بلکہ بات یہ ہے کہ چونکہ خدا کی طرف سے ہر چیز کے اندازے مقرر ہو چکے ہین۔ اس لئے ہر فعل جو انسان کرتا ہے اس کا نتیجہ بھی خدا کی ہی طرف سے اس فعل کے مقابلہ مین ظاہر ہو جاتا ہے اور اس طرح گویا ان نتائج کا مرتب کرنے والا بھی خدا ہی ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہین ہو کہ بلا سبب ہمارے خدا نے وہ نتیجہ مرتب کر دیا مثلاً جس گھر مین صحن یا دریچہ ہوگا تو ہوا اور روشنی اس گھر کے اندر ضرور داخل ہوگی۔ لیکن جب کوئی آدمی گھر کے اندر نہ تو صحن رکھے اور نہ دریچہ رکھے تو لامحالہ یہ نتیجہ نکلے گا کہ گھر مین اندھیرا ہو جائیگا۔ اور صاحب خانہ اُن فوائد سے محروم رہے گا جو ہوا اور روشنی سے حاصل ہوتے ہین گھر مین اندھیرا ہونا صحن اور دریچہ نہ رکھنے کا باعث ہے جو بالکل اس قانون عالم کے مطابق ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے بنایا ہے اور اس طرح گھر مین اندھیرا کرنے والا خود خدا ہو سکتا ہو

لیکن یہ اندھیرا اُس وقت تک نہین ہوا جب تک صاحب خانہ نے
اس اندھیرے کے پیدا ہونے کے اسباب مہیا نہ کر دیے
اسی طرح ہدایت وضلالت ہے کہ جب انسان آفتاب
ہدایت کی شعاعون کے سامنے دل کے دریچہ کو بند کر لیتا ہے تو
پھر ہدایت وہان داخل نہین ہوتی۔ اور ضلالت وگمراہی پیدا
ہو جاتی ہے اب یہ ضلالت وگمراہی انسان خود اپنے ہاتھون
گویا مول لیتا ہے۔
علاوہ ازین جب ایک انسان خدا کی دئے ہوئے دل
ودماغ سے کام نہین لیتا تو وہ آہستہ آہستہ اُن مین جو قوت
سمجھنے اور سوچنے وغیرہ کی ہے اُس کو کھو دیتا ہے جیسے اگر کوئی آدمی
کچھ مدت تک اپنا ہاتھ کھڑا رکھے اور اس سے کام نہ لے تو نتیجہ
یہ ہوگا کہ ہاتھ خشک ہو جائیگا۔ اسی طرح جب دیکھنے اور سننے کے
بعد دل ودماغ سے نتیجہ نہ نکالا جاے اور ان کی قوتون کا استعمال
ہی نہ کیا جاے جو صحیح نتیجہ پر پھونچاتی ہین تو لامحالہ یہ قوتین بیکار
ہو جاتی ہین اور یہ وہ حالت ہے جس کے متعلق قرآن مجید نے
اشارہ کیا ہے کہ خدا ان کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور آنکھون پر
پردہ ڈالدیتا ہے اسی طرح اس صورت کو دیکھو کہ انسان جب

پہلے گناہ کرتا ہے تو اس کا دل یا ضمیر اس کو گناہ کرنے پر ملامت
کرتا ہے اور وہ دل ہی دل میں شرمندہ ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ
اسے گناہ کی عادت ہونی جاتی ہے۔تو یہ حس کم ہو جاتی ہے اور
بالآخر معدوم ہو جاتی ہے اور اس وقت وہ گناہ کو گناہ نہین سمجھتا
اور نیکی و بدی مین کوئی تمیز نہین رہتی چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا
قول ہے کہ جب انسان نیک کام کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک
نقطہ سفید پیدا ہو جاتا ہے اور جون جون زیادہ نیک کام کرتا
جاتا ہے تو سفیدی بڑہتی جاتی ہے یعنی تمام دل روشن ہو جاتا
ہے اور جب انسان کوئی کام برا کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک
سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اور جون جون زیادہ برے کام
کرتا جاتا ہے تو وہ سیاہی بڑہتے بڑہتے دل کو پورا سیاہ کر دیتی ہے
یہی حال کفار کا تھا کہ ان کی رگون مین کفر شرک اور فسق و فجور
سرایت کر گیا تھا اور ان کے دلون سے اس کی حس جاتی رہی تھی
لہذا ان پر ہدایت کا کوئی اثر نہین ہوتا تھا۔
ان مطالب کو ذیل کی دو آیتون مین باری تعالےٰ نے نہایت
صاف طور پر سمجھا دیا ہے
(وہ آیتین یہ ہین)

سود خدا ہو سکتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ
عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ
اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا
یُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی
قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ ط
وَّعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ
وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝
لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا
وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا
وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا
اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

(اے پیغمبر) جن لوگون نے (قبول اسلام سے)
انکار کیا ان کے حق مین یکسان ہے کہ تم انکو
(عذاب الٰہی سے) ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ تو
ایمان لانے والے ہی نہین انکے دلون پر اور انکے کانون پر
اللہ تعالےٰ نے مہر لگا دی ہے اور اونکی
آنکھون پر پردہ پڑا ہے اور (آخرت مین)
اُن کو بڑا عذاب ہونا ہے
اُن کے دل تو ہین (مگر) اُن سے سمجھنے کا کام نہین
لیتے اور اُن کی آنکھین بھی ہین (مگر) اُن سے
دیکھنے کا کام نہین لیتے اور اُن کے کان بھی ہین
(مگر) اُن سے سننے کا کام نہین لیتے (غرض)
یہ لوگ چارپایون کی طرح ہین بلکہ اُن سے بھی گئے
گذرے ہوئے ہین

اب ان دونون آیتون کے پڑہنے کے بعد غور کرنا چاہئے کہ کیون
دل پر مہر لگی اور کیون آنکھون اور کانون پر پردہ پڑا کس طرح دلون
سے غور کی، آنکھون سے دیکھنے کی، اور کانون سے سننے کی قوت کو
بیکار کر کے چوپاؤن کی مانند بلکہ اُن سے زیادہ ضلالت مین اپنے
آپ کو گرفتار کر لیا۔

پردہ ڈالدینا ہے کے ان ارشادات سے مدعا یہ ہے کہ جو جوہر عقل

اُن کو عطا فرمایا گیا تھا کہ جس سے وہ نیک و بد اور حق و باطل مین امتیاز کرین اس کی اوٹھون نے قدر نہ کی اور اپنی غفلت و بے پروائی سے اس کو بیکار کر دیا، غور و خوض کو جس سے یہ جوہر جلا پاتا اور ترقی کرتا ہے کام مین نہین لاتے اور قوت تمیزی کو معطل کر رکھا ہے اس طرح وہ چوپایون سے گئے گذرے ہو گئے غرض خدا نے دو اصل چیزین خیر و شر پیدا کین اُن کے اندازے مقرر کئے اور انسانون کو اختیار دیا اب اگر خیر کو اختیار کیا تو ہدایت ہے اور اس کا نتیجہ نجات ہے اور اگر شر کو اختیار کیا تو گمراہی و ضلالت ہے اور اس کا نتیجہ جہنم ہے۔

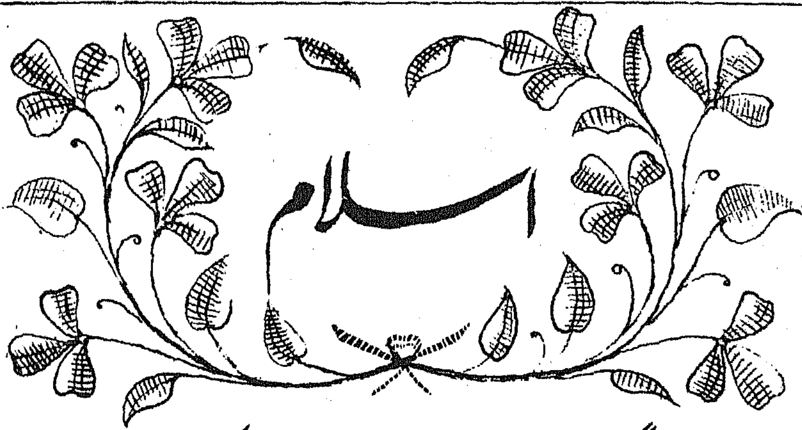
خواتین! یہان یہ بات بھی ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ مسلمانون نے دینی کامون مین تو خیر زیادہ نہین لیکن دنیاوی کامون مین بہت زیادہ تقدیر کو ایک نشانہ یا سپر بنا لیا ہے مثلاً خود تو بچون کی تعلیم و تربیت نہین کی اور کہدیا کہ ان کی تقدیر مین لکھنا پڑھنا نہین تھا یا چھوٹے چھوٹے بچون کو خوب ثقیل اور مضر صحت غذائین دیدین اور جب وہ بیمار ہوے تو کہنے لگے کہ انکی تقدیر مین ہی بیماری لکھی ہوئی تھی اسی طرح فضول مراسم اور لغو باتون مین دولت اوڑا دی اور جب محتاج ہو گئے تو تقدیر

پر ہی الزام رکھدیا غرض ہزاروں کام اور ہزاروں باتیں ہیں جن میں اپنے افعال کے بُرے نتائج کو تقدیر کے ذمہ رکھدیتے ہیں۔ حالانکہ خدا نے جو بھلائی اور برائی مقرر کی ہے وہ بندہ ہی کے اعمال اور کوششوں پر موقوف رکھی ہے۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ	انسان جو کچھ نفع اور ضرر پہونچتا ہے وہ اپنے فعل کی بدولت پہونچتا ہے

مگر اس بات پر مطلق غور نہیں کیا جاتا اسی طرح بیکار اور نکمے بنکر بیٹھ جاتے ہیں نہ معاش پیدا کرنے کا سلیقہ ہوتا ہے اور نہ محنت کرنے کا حوصلہ اور پھر تقدیر کو کوستے ہیں اور اس بات کو نہیں دیکھتے کہ یہ مصیبتیں اپنے ہاتھوں پیدا کی ہوئی ہیں۔

خلاصۂ کلام خواتین! اگرچہ میں نے ایمان کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ لیکن آخر میں پھر ان باتوں کا خلاصہ بھی بیان کئے دیتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ انسان خدا پر اُس کے فرشتوں اُس کی کتابوں پر، اُس کے پیغمبروں پر روزِ قیامت پر اور اس بات پر یقین لائے کہ خدائے تعالےٰ نے تمام چیزوں کی بھلائی، برائی ازل میں مقرر فرما دی ہے اور اس کا اندازہ کرلیا ہے یہی ایمان کی مختصر تعریف ہے۔



مین نے گزشتہ تقریر مین ایمان پر بحث کی تھی۔ جس کا تعلق دل کے یقین اور عقیدہ سے ہے۔ آج مین مختصراً اسلام کے متعلق کچھ کہنا چاہتی ہون۔

ایمان واسلام کا فرق

یہ بحث تو بہت بڑی ہے کہ ایمان واسلام دونون ایک چیز ہین یا الگ الگ، لیکن عام طور پر سمجھانے کے لیے ان کو الگ الگ ہی بیان کیا گیا ہے۔ مگر ان کی جداگانہ حیثیت بالکل ایسی ہے جیسی جڑ اور درخت کی ہوتی ہے۔ ایمان جڑ کے مانند ہے۔ اور اسلام مثل درخت کے۔ اب کہنے کو تو یہ چیزین بالکل جدا جدا ہین۔ لیکن اصل مین ایک ہی ہین۔ اور باہم لازم و ملزوم ہین۔

اسلام کے معنی

اسلام کے معنے کامل فرمانبرداری کے ہین۔ اور اس کے دوسرے معنی سلامتی مین داخل ہونے کے ہین یعنی اسلام

اُس مذہب کا نام ہے جو ایک طرف تو خدا کے احکام کی جو بمثل قانون کے ہین اور جن کو دوسرے عنوان مین قانون شریعت کہنا چاہیے۔ پوری اطاعت کا حکم دیتا ہے اور دوسری طرف اس فرمانبرداری کے نتیجہ مین ابدی نجات، روحانی سلامتی اور کامل امن عطا کرتا ہے۔

عالمگیر قانون

تم اس دنیاے فانی کے ذرہ ذرہ کو دیکھو اس کا ہر ایک ذرہ اس حقیقت کو ظاہر کر رہا ہے کہ یون تو خالق کائنات کے حکم سے کوئی شے باہر نہین ہے سب چیزین اس کی مخلوق اور اُس کے حکم کی فطرتاً تابع ہین۔ چاند، سورج، ستارے، بادل ہوا، پانی اور جو کچھ کہ زمین و آسمان مین ہے ان سب کی پیدایش حرکت، سکون وغیرہ کے لیے اس قادر مطلق نے ایک قاعدہ بنا دیا ہے اور ہر چیز اس قاعدہ پر چلتی ہے۔ اگر اس کا منشا ہو تو ہر چیز کو فنا یا تبدیل یا جو چاہے کر سکتا ہے۔ اور دوسرے طریقے اور قاعدے پر چلا سکتا ہے۔ اور اس کی قدرت کے آگے کوئی مشکل بات نہین بس اس اعتبار سے کہ ہر چیز اس قاعدہ کی پابند ہے۔ ہم کہہ سکتے ہین کہ تمام مخلوقات اپنے خالق کی محکوم اور فرمانبردار ہے اور یہی اُس کا اسلام ہے جیسا کہ قرآن شریف

مین ارشاد ہے کہ:-

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اللہ نے پیدا کیا آفتاب اور چاند اور جملہ ستارون کو اور یہ سب اُس کے حکم کے مسخر ہین خبردار ہو اللہ ہی کی سب خلق ہے۔ اور سب پر اُسی کا حکم چلتا ہے۔

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○

جو آسمانون (مین ہین) اور زمین مین ہین چار و ناچار اسی کے حکم بردار ہین۔ اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

یعنی خاص اللہ کی حکومت کا مطیع و فرمانبردار ہے۔ جو کچھ آسمان اور زمینون مین ہے لیکن اس کے ساتھ ہی انسان کو جو اللہ تعالےٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اور تمام چیزون پر اس کو فوقیت اور حکومت عطا فرمائی ہے۔ تو اُس کے لیے مثل دوسری کائنات عالم کے صرف یہی غیر اختیاری یعنی بحیثیت مخلوق فرمان بردار ہونے کو اسلام قرار دینا کافی نہین سمجھا گیا۔ بلکہ دولت علم اور حکومت کی وجہ سے اُس کے لیے ایک دوسرا طریقہ فرمان برداری کا ہمیشہ مقرر ہوتا رہا ہے یعنی وہ مذہب شریعت ہے جو رسولون اور انبیا کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً پہونچتا رہا ہے۔ اور آخر کا

حضرت رسول مقبول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دین اسلام مذہب شریعت قرار دیا گیا۔ اور یہ ہی وہ مذہب ہے جو فطری اصول پر قائم فرمایا گیا ہے۔

مذہب فطری چیز ہے

تم غور کرو کہ تمام دنیا کے آدمی خواہ وہ کسی طبقہ اور کسی حیثیت کے ہوں۔ امیر و غریب، جاہل و وحشی، عالم و فاضل، غرض جن پر انسانیت کا اطلاق ہوتا ہے۔ ایک ہی فطرت رکھتے ہیں اور ان سب میں مذہب موجود ہے۔ امریکہ، یورپ، افریقہ، چین، جاپان غرض دنیا کے گوشے گوشے یا چپے چپے پر جو کوئی قوم آباد ہو اُس پر مذہب کی حکومت ہے قرآن کریم نے اس کی طرف اس طرح اشارہ فرمایا ہے:۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اپنا منہ سب طرف سے موڑ کر دین اسلام کی طرف کر یہ خدا کی فطرت ہے جس پر خدا نے انسان کو مخلوق کیا ہے۔ خدا کی خلقت میں تغیر نہیں ہوتا یہی ٹھیک دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں

اس آیت کا یہی مطلب ہے کہ انسان کی فطرت یعنی پیدایش فطرتِ اسلامی پر ہے اور اس لیے انسان فطرتاً اسلام پر پیدا ہوا ہے۔ اس حقیقت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور پیرایہ میں بھی

بیان فرمایا ہے کہ:۔

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ

ہر ایک بچہ فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے

گویا جس طرح اوس میں بھوک، پیاس، رونے اور ہنسنے وغیرہ کی خواہش فطرتی طور پر ہوتی ہے اسی طرح خداوند کریم کی فرمان برداری بھی اُس کے اندر موجود ہے۔

مذہب کی ضرورت

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان بسنے اور آباد رہنے یعنی تمدن میں ایک دوسرے کا محتاج ہے اور ساتھ ہی اس کے جب انسان ایک جگہہ آباد ہوں گے تو اُن کے حقوق کی حفاظت کا انتظام بھی ہونا چاہیے یہیں سے قانون کی ضرورت پیدا ہوتی ہے اور یہ قانون یا تو سلطنت وحکومت کی جانب سے بنایا جاتا ہے یا چند آدمی مل جُل کر بنا لیتے ہیں اور اسی کے ذریعہ سے امن قائم رہتا ہے۔ اب کسی قانون کا اچھا یا بُرا ہونا قانون بنانے والوں کی قابلیت پر منحصر ہوتا ہے۔ وہ جس قدر انسان کی تمدنی ضرورتوں سے واقف ہوں گے اسی قدر بہتر قانون بنائیں گے تاہم وہ قانون محدود ہوگا لیکن یہ انسان کے بنائے ہوئے قانون ہوتے ہیں جو انسان کے افعال کا احاطہ کرتے ہیں مگر یہ افعال چوں کہ نیت اور

ارادے کے ماتحت ہوتے ہین اور نیت و ارادہ کے بعد سرزد ہوتے ہین اس لیے کامل امن وسلامتی کے لیے تو اسی بات کی ضرورت ہے کہ ارادہ اور نیت بھی قانون مین آجائے لیکن انسان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ سینے اور دل کے اندر جو مخفی نیتین اور جذبات اور ارادے ہوتے ہین اُن سے واقف ہو اور ظاہر ہے کہ یہ قدرت سوائے اُس خالق اکبر کے کہ جس نے اس تمام کائنات کو پیدا کیا ہو کسی کو حاصل نہین اور وہی عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے یعنی جو کچھ انسانون کے سینون مین مخفی ہوتا ہے وہ سب اُس پر ظاہر ہوتا ہے اور وہی اس کا محاسبہ کرنے والا ہے۔

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ	یعنی جو کچھ تمہارے دلون مین ہے خواہ اُس کو ظاہر کر دیا پوشیدہ رکھو اللہ تعالےٰ ان سب کا تم سے محاسبہ کرے گا۔

یعنی نیک نیتی اور بد نیتی دونون کو اللہ تعالےٰ جانتا ہے اگر تم کسی کے ساتھ بد نیتی سے کسی قسم کا نقصان پہونچانے کی کوشش کرو گے تو اوس کا بھی محاسبہ یعنی گرفت ہوگی بس اسی کا نام اصل قانون ہے اور در اصل یہی ایک ایسا قانون ہوسکتا ہی جو کامل امن وسلامتی کا کفیل ہو۔ اُس نے مختلف زمانون مین اولوالعزم

رسولون کے ذریعہ سے مخلوق کی ہدایت اور امن وسلامتی کے لیے قانون شریعت کو جاری فرمایا۔

سب سے مکمل مذہب اسلام ہے

پھر سب سے آخر ہمارے خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ایک مکمل قانون عطا کیا جو ہماری دینی و دنیوی ، روحانی وجسمانی اور باطنی وظاہری حالتون پر حاوی ہی اور اس کی نسبت فرمادیا ہی:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا	اب ہم تمہارے دین کو تمہارے لیے کامل کرچکے اور ہم نے تم پر اپنا احسان پورا کردیا اور ہم نے تمہارے لیے (اسی) دین اسلام کو پسند فرمایا۔

اور اُس نے پہلی کتابون کی جو باری تعالےٰ نے انبیاء سابقین پر نازل فرمائی تھین تصدیق و توثیق کردی جیسا کہ ارشاد ہے:۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ	اور ہم نے تم پر کتاب برحق اُتاری جو اپنے سے پہلے اُتری ہوئی کتابون کی تصدیق اور حفاظت کرتی ہے

اس مین جس قدر احکام ہین وہ عین انسانی فطرت کے مطابق ہین اور انسان کی طاقت سے زیادہ نہین ہین جیسا کہ ارشاد ہی:۔

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ	خدا نے دین مین تم پر سخت گیری نہین کی ہے۔

پھر دوسری جگھہ ارشاد ہے :۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ	اللہ چاہتا ہو کہ تم کو ہر طرح آسانی رہے اور یہ نہین چاہتا کہ تم کو دشواریان ہون۔

پھر اُس کا یہ بھی ارشاد ہے کہ :۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا	خدا کسی نفس کو تکلیف نہین دیتا لیکن اُس کی وسعت کے مطابق "

پھر خدا نے اُنھین باتون کی ممانعت کی ہے جو حق کے خلاف مین اور جو ظاہر و باطن بداخلاقی مین داخل ہین اور جن سے اُس کی مقدس ذات پر کوئی بہتان یا شرک قائم کیا جاتا ہو جیسا کہ ارشاد ہے :۔

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا	(اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ میرے پروردگار نے تو صرف بے حیائی کے کامون کو منع فرمایا ہے وہ (بے حیائی کے کام) ظاہر ہون تو اور پوشیدہ ہون تو اور گناہ کو اور ناحق (یعنی) کسی پر زیادتی کرنے کو اور اس بات کو کہ تم کسی کو خدا کا شریک قرار دو جس کی اُس نے کوئی سند نہین اُتاری

تعلمون ٥ | اور یہ کہ بے سوچے (سمجھے) خدا پر لگو بہتان باندھے۔

غرض ہمارے پاس وہ ہدایت یا مذہب ہے جس پر عمل کرنے سے ہم امن دائم اور نجات ابدی حاصل کر سکتے ہین۔ اس ہدایت آلہی مین جہان عقائد کا تعلق ہے اُس کو ایمان سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جہان اعمال سے تعلق ہے اس کو اسلام کہا جاتا ہے۔

ایمان کے قائم رہنے کی تدبیر۔

ایمان کی جو حقیقت بتائی گئی ہے اُس پر یقین نہ کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور جو چیزین اسلام مین داخل ہین اُن کے نہ کرنے سے بہ معنی مذکور کبیرہ گناہون کا مرتکب ہوتا ہے اور نقصان و خسران حاصل کرتا ہے۔ ایمان ہمیشہ عبادت کرنے کے سبب سے قوی ہو جاتا ہے اور گناہون سے اس مین ضعف آجاتا ہے اور اس بات کو وہی شخص معلوم کر سکتا ہے جو اپنے حالات پر و مختلف اوقات مین غور کرے۔ ایک تو اُس وقت جب کہ حضور قلب سے عبادت مین مصروف ہو دوسرے اُس وقت کہ وہ دوسرے کامون مین مشغول ہو پھر اس کو خود معلوم ہو جاے گا کہ عبادت کے وقت اس کے عقائد ایمانی کا کیا حال ہوتا ہے اور دوسرے وقت کیا کیفیت ہوتی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ جس کسی شخص مین رحمدلی ہوتی ہے وہ اگرچہ

ہر وقت موجود ہوتی ہے لیکن جس وقت وہ کسی یتیم یا غریب کے ساتھ شفقت کرتا ہو تو اُس وقت اس رحمدلی مین ایک خاص لطف آتا ہے۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ ایمان ایک سفید نشان کے طور پر دل مین پیدا ہوتا ہے پس جب آدمی نیک عمل کرتا ہے تو وہ نشان بڑہتا جاتا ہے یہان تک کہ تمام دل سفید ہوجاتا ہے یعنی نور سے بھر جاتا ہے اور نفاق ابتدا مین ایک سیاہ نقطہ ہوتا ہے مگر جب آدمی بُرے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ زیادہ ہوتا ہے یہان تک کہ دل بالکل سیاہ ہوجاتا ہی اور پھر اُس پر مہر لگ جاتی ہی اس سے یہ مراد نہین ہے کہ ظاہر دیکھنے مین دل سفید یا سیاہ ہوتا ہے بلکہ ایک تمثیل ہی جیسے روشنی سے دن سفید اور تاریکی سے رات سیاہ معلوم ہوتی ہے۔

خواتین! اب سمجھ لینا چاہیے کہ ایمان کس طرح قائم ہوتا ہے اور اُس کو مضبوط کرنے کے لیے کن کن نیک اعمال کی ضرورت ہے وہ نیک اعمال وہی ہین جن کی اسلام نے تعلیم دی ہے اور جو خدا کی فرمان برداری کی دلیل اور دلی یقین کا ثبوت ہین۔ اگر اُن پر عمل نہ کیا جاے یا بے پروائی برتی جاے تو گویا خدا کی فرمان برداری

سے انحراف ہے اور اس بات کا اظہار ہے کہ دل کا یقین ناقص ہے

اعمال کی بنیاد | یہ بات غور کرتے اور یاد رکھنے کے قابل ہے

کہ ہر ایک عمل اور فعل کی بنیاد عقیدہ یا دلی یقین ہی ہوتی ہے اور یہ مسئلہ فقط مذہب ہی سے تعلق نہین رکھتا بلکہ انسان کی زندگی کے ہر ایک پہلو مین اعتقاد اور عمل وابستہ نظر آتا ہے جبتک کسی کو اس بات کا کامل یقین اور اعتقاد نہین ہوتا کہ فلان فعل کرنے سے یقینی یا امکان کے طور پر فلان نتیجہ نکلے گا تب تک وہ اس فعل کو نہین کرتا مثلاً پانی اس لیے پیا جاتا ہے کہ ہم کو یہ یقین ہوتا ہے کہ وہ پیاس بجھا دے گا۔ یا ہم کسی سے ملاقات کرنے کے لیے کسی مقام پر اس لیے جاتے ہین کہ فلان شخص مقام پر ممکن ہے یا یقین ہے کہ ضرور ملے گا۔ اگر دونون باتون مین سے کسی بات پر ہم کو یقین نہ ہو تو ہم اس فعل کی کبھی جرأت بھی نہ کرین گے۔

اسی طرح ہر فعل اور ہر عمل پر نظر ڈالی جائے تو اُس کا ظہور کسی نہ کسی عقیدے یا یقین پر ہو گا گویا اعتقادات ہی اعمال کا سرچشمہ ہین

اعمال صالح کی ضرورت | قرآن مجید نے جو اعتقادات ہم مین پیدا کیے ہین اُنھین کے مطابق ہمارے اعمال کی بھی ہدایت کی ہے اور ہمارے اعمال ہی اس بات کا ثبوت ہین کہ ہمارے عقیدے

دلی عقیدے ہین پس ہمارے لیے ضرور ہے کہ ہم اپنے اعمال یعنی احکام مذہبی کی پابندی سے اپنے ایمان کا ثبوت پیش کرین ورنہ ایمان بے عمل ایک مردہ شے ہے اور اسی لیے ہمارے مذہب مین ایمان کے ساتھ عمل صالح کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے قرآن مجید نے ایک نہایت لطیف پیرایہ مین اس حقیقت کو یون بیان کیا ہے۔

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ	یعنی جو لوگ ایمان لاتے ہین اور عمل صالح کرتے ہین اُن کو باغ ملین گے جن کے نیچے نہرین ہین۔"

اس آیت مین ایمان کے مقابل جنت اور عمل صالح کے مقابل نہرون کو رکھا ہے اس مین یہ نکتہ ہے کہ جس طرح وہی باغ اچھے اور میوہ دار ہو سکتے ہین جن مین پانی کی کثرت ہو اور زمین مرطوب ہو اسی طرح ایمان اُسی کا سرسبز ہوگا جس کی آبیاری عمل صالح سے ہوگی۔ جس طرح ایک باغ نہر کے قریب نہ ہونے سے آخر کار خشک ہو کر ایندھن بننے کے قابل ہو جاتا ہے اُسی طرح اُس شخص کا ایمان جس کی وہ اعمال سے آبیاری نہین کرتا آہستہ آہستہ خشک ہو کر مر جاوے گا۔ اور اس شخص کو دوزخ کا ایندھن بنا دے گا۔

الغرض صحیح مذہب یہ ہی کہ ایمان کے ساتھ عمل بھی ہو وہ مذہب مذہب ہی نہین جس نے عقیدہ کے ساتھ عمل کو قائم نہین رکھا اور صرف ایمان پر نجات کا انحصار کیا ہی۔ باری تعالیٰ نے تو دین کی تکمیل اور اِتمام نعمت کے اظہار کے بعد صاف طور پر ہم کو اپنی رضامندی کی نسبت سمجھا دیا ہی کہ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

احکام خداوندی کی پابندی اور عدم پابندی کا نتیجہ

پس اگر کوئی عقیدہ ہی عقیدہ رکھے اور اس مکمل دین اور اعلیٰ نعمت کا اعتراف اپنی فرمان برداری سے نہ کرے یعنی احکام پر عمل کرنے کی کوشش نہ کرے تو گویا یقیناً اُس نے ہادی برحق اور منعم حقیقی کی رضامندی کی کوشش نہ کی اور اس نعمت کی ناشکری کا نتیجہ عذاب و عتاب ہی ہونا چاہیے۔ اور یون تو اُس کی ذات بے نیاز ہے

وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ	جو خداے تعالیٰ کا شکر کرتا ہے اُس مین اُسی کا فائدہ ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہی تو پھر اللہ کا کیا بگڑتا ہی وہ تمام جہانون سے بے پروا ہے“

ان ہی فائدون کے حاصل کرنے کے لیے خداے تعالےٰ نے توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو ارکان اسلام قرار دیا ہی جن پر عمل کرنے سے ایک طرف انسان مین اُس کے احکام کی کامل فرمانبرداری

پیدا ہو جاتی ہے جیسے ایک بے جان مشین اپنے بنانے والے کے منشار کو بلا کم و کاست پورا کرتی ہے۔ دوسرے انسان مخلوق الٰہی پر شفقت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اور اس طرح اسلام کے اصل منشار کے مطابق یعنی خدا کی عظمت اور اُس کی مخلوق کے ساتھ شفقت کرنے والا انسان بن جاتا ہے اور آخر کار دونون جہان کی نجات اور امن کو حاصل کر لیتا ہے۔

ارکان اسلام کی پابندی کا نتیجہ

اسلام کے جن ارکان کی قرآن مجید نے تعلیم کی ہے وہ چار ہین۔ جن سے یہ نتائج حاصل ہوتے ہین۔ ان چارون ارکان کے متعلق کسی قدر تفصیل کے ساتھ مین جدا جدا تقریر کرون گی لیکن یہان مختصر طور پر اس قدر بتانا چاہتی ہون کہ ان ارکان مین کیون کر انسان مخلوق آلٰہی کے ساتھ شفقت کرنے کا خوگر بنایا جاتا ہے۔

نماز کی خوبیان

تم کو معلوم ہے کہ نماز کی ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اور اس سورۃ کی پہلی آیت یہ ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	ساری حمد اُس اللہ کے لیے ہے جو دونون جہان کا پالنے والا ہے۔

دونون جہان مین ہر چیز شامل ہے اور ہم کو یہ سبق ملا ہے کہ

ہمارا خدا کسی خاص قوم یا جماعت یا ملک یا مخلوق کا ہی پالنے والا نہین ہی بلکہ وہ دونون جہان کا پالنے والا ہے جس کے نزدیک کسی ذات اور رنگ اور قوم کی کوئی تمیز نہین اس کا فضل سب کے لیے ہے اور وہ سب ہی کا پرورش کرنے والا ہے اور گویا اس طرح ایک قریب سے قریب رشتہ انسانون مین قائم ہوجاتا ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے رسول برحق نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ:-

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ | تم اپنے آپ کو اللہ کے اخلاق سے آراستہ کرو

اللہ کے تمام اخلاق مین یہ پہلا خلق ہے جس پر کائنات کا ذرّہ ذرّہ گواہی دیتا ہے کہ وہ رب العالمین ہے اور ہم پانچ وقت کی نمازون مین ہر روز کئی دفعہ اپنی زبان سے ادا کرتے ہین اور دل سے شہادت دیتے ہین تو پس اگر ہم خود اخلاق آلہی سے متصف ہونا چاہتے ہین تو اپنے اندر وہی رنگ پیدا کرین گے اور یہی رنگ اور یہی خیال ہم مین یہ عقیدہ پیدا کر دے گا کہ کل انسان برابر ہین اور اس عقیدہ کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ انسانون کے جو حقوق ہم پر ہین ہم اُن کو ادا کرین اور اُن کو اپنے برابر سمجھین اور پھر ممکن نہین کہ ایک انسان دوسرے انسان کی حق تلفی کرنے پر آمادہ ہو۔

نماز کا مقصد اولی | نماز کا مقصد یہی ہے کہ اس سے ہمارے دلون مین

خداوند کریم کے اخلاق وصفات کی یاد تازہ رہے چنانچہ نماز کا نام ہی وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ قرآن مجید مین آیا ہے اور ان تمام ظاہری شعائر سے جو ہم نماز مین ادا کرتے ہین اُن سے دلون مین تقوٰی پیدا ہوتا ہے اور اس تقوٰی کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ ہم خدا کی عظمت کا خیال کرین، اُس کی تعظیم ادا کرین اور اس کے اخلاق کے مطابق اپنے اخلاق بنالین اور اس طرح اپنی طبیعتون مین اس جوہر کو پیدا کرین کہ ہم کئی مرتبہ ہر روز اس خدا کو یاد کرین جو رب العالمین ہی جس کا فضل اور جس کی عنایتین اور شفقتین سب پر یکسان ہین۔

جماعت ایک تعلیم دیتی ہے

پھر اسلامی نماز مین جماعت کا حکم کرکے ایک اور عملی صورت مسلمانون کو سکھلا دی ہے کیونکہ جماعت کی صف مین ایک بڑے سے بڑا آدمی ایک بادشاہ اور ایک غریب، ایک حاکم اور ایک چپراسی، ایک جنرل اور ایک سپاہی سب یکسان نظر آتے ہین اور سب شانے سے شانہ ملاکر اُس خدائے قدوس و برتر کے سامنے ادب سے کھڑے ہوتے ہین اور بزبان حال کہتے ہین۔ کہ تو رب العالمین ہی تیری نگاہ مین ہم سب برابر ہین اور تیرے حضور مین اس وقت اکٹھے کھڑے ہوکر ہم نے اس عقیدہ پر عمل بھی کرکے دکھا دیا ہے کہ ہم سب

انسان ہین دولت مندی اور فقر سے کسی انسان کے انسان ہونے
مین فرق نہین سمجھتے اور اس طریقے نے اس بات کا سبق کہ تمام
انسان برابر ہین ایسی اچھی طرح سکھایا ہے کہ جس کی کوئی نظیر نہین
یہ سبق ہر اسلامی آبادی مین پانچ وقت پھر جمعہ کے دن اور پھر عیدین
کو اور پھر کل عالم کے مسلمانون کو حج مین جمع کر کے سکھایا جاتا ہے۔

حج کے اخلاقی فائدے

حج نے تو مختلف ملکون اور شہرون سے سب
مسلمانون کو اکھٹا کر کے اور سب کی یکسان صف بندی کر کے
بادشاہ اور فقیر کو ایک جگہ جمع کیا ہے۔

پھر ہمارا لباس احرام اور بھی تمیز و تفریق مٹا دیتا ہے۔
دولت والے اپنا زرین اور پر جواہر لباس اور غریب و فقیر اپنی
گدڑی اتار کر دونون ایک ہی قسم کا لباس پہن لیتے ہین۔
اور اس طرح جسم و لباس دونون یکسان ہو جاتے ہین اور اس
حالت مین کئی دن بسر کرتے اور ایک دوسرے سے ملتے رہتے
ہین۔ ہر سال مین اس موقع پر جتنے مسلمان جمع ہوتے ہین۔ وہ
ایک دوسرے سے واقف نہین ہوتے۔ کیونکہ وہ مختلف ملکون
اور مختلف قومون سے تعلق رکھتے ہین۔ جو لباس مین بھی مختلف
ہوتے ہین۔ لیکن احرام ان سب کا لباس ایک ہی سا کر دیتا ہے

اور دورنگی دور کرکے یک رنگی کا سبق دیتا ہے۔ پھر وہ سب یکسان لباس
مین عرفات مین جاکر ایک ہی زبان مین اللّٰھم لبیک کے نعرے لگاتے
ہین اور اس بات کا اعتراف کرتے ہین کہ ہر قسم کی کبریائی کا تو ہی سزاوار
ہی اور ہم سب تیرے آگے حاضر ہین اور ایک ہی حیثیت کے آدمی
ہین پھر حج کے دیگر ارکان مین خواہشون کے ضبط اور مصیبتون پر تحمل کی
بھی تعلیم ہوتی ہی۔ غرض اسی طرح نماز اور حج سے انسان مین وہ مادہ
پیدا ہوتا ہی جس سے مخلوق الٰہی پر شفقت اور اُس کی کامل فرمانبرداری
کی تحریک ہوتی ہے۔

روزہ اور زکوٰۃ کے فوائد

اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ اور خوبیان پیدا کرتے ہین
ان کی پابندی سے ایک طرف تو انسان کو ان افعال
کے کرنے پر آمادگی ہوتی ہی جس کا نتیجہ دوسرون کو فائدہ رسانی اور شفقت
ہے۔ اور دوسری طرف ان باتون سے دلون مین احتراز پیدا ہوتا ہی
جس سے شفقت کا مادہ زائل ہوجاتا ہی۔ قرآن مجید نے ہم پر خدا کی راہ
مین خرچ کرنے کی بہت تاکید کی ہی۔ حتیٰ کہ ہم سے یہان تک فرما دیا ہے
کہ تم خدا کی نگاہ مین کسی نیکی کو حاصل ہی نہین کرسکتے جب تک کہ تم اپنی
پیاری سے پیاری چیز کو خدا کی راہ مین خرچ نہ کرو۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

لَن تَنَالُوا البِرَّ	جب تک (خدا کی راہ مین ان چیزون مین سے)

حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ	نہ خرچ کرو گے جو تم کو عزیز ہیں نیکی (کے درجے) کو ہرگز نہ پہونچ سکو گے ۔

کس قدر زبردست پیرایہ میں اس چھوٹی سی آیت میں مخلوق الٰہی پر شفقت کا حکم صادر ہوا ہے اور مسلمان کو شفیق بنانے کی کیسی ترغیب دی ہے کہ وہ اپنی پیاری سے پیاری چیز حتی کہ جان اور اولاد تک بھی مخلوق الٰہی کے فائدے میں خرچ کر دے۔ غرض مخلوق الٰہی پر شفقت کرنے کا یہ انتہائی درجہ ہے کہ جس کی ارکان اسلام سے اس طرح تعلیم حاصل ہوئی ہے۔ اس شفقت کے خیال کو عمل میں لانے کے لیے قرآن مجید میں مختلف قسم کے طریقوں سے صدقات وخیرات اور حسنات کی راہیں بتا دی ہیں اور اُن کو ہمارے منشار اور رائے پر چھوڑا ہے لیکن اس خیال سے کہ انسان میں نیکی اور شفقت کرنے کی یہ عادت قائم اور راسخ ہو جائے اور ایسا نہو کہ جو امر اُس کی رائے پر چھوڑ دیا ہے وہ نہ کرے ہر سال ہر مسلمان پر ایک دفعہ فرض کر دیا ہے کہ وہ اپنی کل املاک اور مال کا حساب لگا کر اس کا ایک خاص حصہ مخلوق الٰہی پر شفقت کے لیے خرچ کر دے اس کا نام زکوٰۃ رکھا ہے جس کے معنے پاک کرنا ہے۔

اس نام سے اس کام کی اور بھی اہمیت اور وقعت بڑھ گئی ہے

کہ انسان سمجھ لے کہ اس کا مال و املاک زکوۃ دینے سے محفوظ و پاک ہوجاتا ہے اور جو اپنے مال و املاک پر زکوۃ نہیں دیتا اُس کے مال و املاک میں ناپاکی رہتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اسلام نے کن چیزوں کو مخلوق الٰہی کے فائدے میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے زکوۃ تو ایک سالانہ رقم ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے نکالی جاتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ سال میں ایک دفعہ زکوۃ دے کر ہم اس خرچ سے سبکدوش ہوجائیں ہم کو مدۃ العمر اس طریقہ کو جاری رکھنا ہے اور روپیہ پیسہ کے متعلق ہی نہیں بلکہ جو کچھ خدا تعالے نے ہمیں عطا کیا ہے اُس میں سے کچھ نہ کچھ ہم کو اس کی راہ میں خرچ کرنا ہے اُس نے زر و مال و املاک کے علاوہ ہم کو صحت دی ہے، علم دیا ہے صنعت و ایجاد کا مالک بنایا ہے یہ سب خدائے تعالے کے رزق ہیں ان سب میں سے کچھ نہ کچھ مخلوق الٰہی کے فائدے کے لیے ہم کو خرچ کرنا چاہیے۔ کسی کو کوئی کلمۂ خیر کہنا، اچھا مشورہ دینا، نصیحت کرنی غلطی سے بچانا کسی کے کام میں ہاتھ بٹانا کسی کو پڑھانا لکھانا، کوئی ہنر یا پیشہ سکھا دینا حتی کہ کسی راہ چلتے کو راستہ بتانا ان سب کو اسلام نے صدقات و حسنات میں داخل کیا ہے۔

شفقت کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ تم اُن باتوں کو چھوڑ دو جن سے

دوسرون کو نقصان پہنچے - یہ بات روزے سے حاصل ہوتی ہے
کیونکہ روزے مین بہت سی خواہشین جو جائز ہوتی ہین انسان کو
چھوڑ دینی پڑتی ہین اور تمام بُرے اور اچھے فعل کی بنیاد انسان
کی خواہشین ہی ہوتی ہین - اگر دنیا کے کل جرائم اور بداخلاقیون پر تم
نگاہ ڈالکر دیکھو توان سب کا باعث وہی انسان کی فطری خواہشین ہین
اگر ان خواہشون کے دبا دینے کا ملکہ یا عادت انسان مین پیدا ہوجائے
تو وہ بہت سے جرائم اور بداخلاقیون سے باز رہ سکتا ہے غرض
ارکان اسلام کے ذریعہ سے انسان اپنی خواہشون اور جذبون کے اوپر
حکومت کرسکتا ہے اور ان کی غلامی سے آزادی حاصل ہوسکتی ہے -
جس کے باعث اکثر اوقات خدای تعالےٰ کی نافرمانی کرنے پر بھی
انسان دلیر ہوجاتا ہے -

خدائے تعالےٰ بے نیاز ہے	خدائے تعالےٰ ہماری عبادت کا محتاج نہین نہ ہماری اطاعت سے اس کی کبریائی مین کچھ اضافہ ہوجاتا ہے

اور نہ ہماری نافرمانی سے اُسکی عظمت وشان مین کچھ کمی آتی ہے
اُس کو کیا ضرورت ہے کہ انسان سے روز پانچ مرتبہ کام ترک کرائے -
سال بھر مین تیس دن کا بھوک پیاس وغیرہ کی تکلیف دے محنت کے کمائے ہوے
طیب مال مین ایک حصہ کو زکوٰۃ کے مال سے وقتاً فوقتاً دوسرے کو دلوایا جائے پھر حج کے

موقع پر تمام تکالیف سفر کے علاوہ اہل وعیال، عزیز واقربا کی جدائی کا دکھ دے مگر ان سب ارکان سے غرض یہی ہے کہ انسان تمام نفسانی خواہشوں کی غلامی سے آزاد ہو کر کامل فرمانبرداری کا عادی ہو جائے اور اس طرح اللہ اور بندوں کے حقوق کی حفاظت کا ایک آسان اور سہل راستہ قائم ہو جائے اور ان ہی حقوق کو ملحوظ رکھنے اور ادا کرنے کا نام قرآن مجید نے تقویٰ رکھا ہے جیسا کہ آیات ذیل سے ثابت ہے:-

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ	مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں (یعنی اہل کتاب) پر روزہ فرض تھا تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ تم (بہت سے گناہوں سے) بچو۔
وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝	اور جو شخص اُن چیزوں کا ادب ملحوظ رکھے جو خدا سے نامزد کی گئی ہیں (جیسے حج کی قربانی) تو یہ دلوں کی پرہیزگاری میں (داخل) ہے
لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ	خدا تک نہ اُن کے گوشت ہی پہنچتے ہیں اور نہ اُن کے خون بلکہ اُس تک تمہاری پرہیزگاری (اور فرمانبرداری) پہنچتی ہے۔

نتیجہ

غرض مذہب ہماری فطرت میں داخل ہے۔ اور صحیح مذہب جو اپنے مالک وخالق کی فرمانبرداری سکھاتا ہے وہ اسلام ہے جس کی

تعلیم ہمارے پیغمبر برحق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید نے دی ہے پس مسلم بننے کے لیے اس کے تمام احکام کی پیروی لازم ہے اگر ارکان اسلام کی پابندی نہ کی جائے تو کوئی شخص لفظ "مسلم" کا مستحق نہیں ہو سکتا۔



پھر نماز کیا ہے اوس منعم و کریم کے بے شمار احسانات و لاتعداد انعامات وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا[1] کا شکریہ ہے، لیکن اگر انسان اپنی اللہ کی اور تمام نعمتون سے قطع نظر کرکے صرف اپنے جسم و اعضا پر غور کرے اور پھر اپنی رگون اور پٹھون وغیرہ اور اون کے حال پر خیال کرے اور دیکھے کہ ہمارے پٹھون کی صحت اور اون کی امداد ہمارے اُٹھنے بیٹھنے اور جسم کو مختلف حرکتین دینے مین کس قدر ضروری ہے اور حرکات سکنات کے ساتھ ہماری زندگی کی کتنی حاجتین وابستہ ہین، پھر اس بات کو سوچے کہ اگر ایک رگ پٹھا بھی اپنے کام کو چھوڑ دے تو زندگی کیسی مشکل ہوجائیگی، پس ہم پر عطیات اور جسم کے ہر ایک حصہ کا شکریہ کسقدر واجب ہے اور کیونکر اوسکو ادا کرسکتے ہین؟ ہان شکریہ اور احسان مندی کے اظہار کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ انسان اپنے محسن کے عطیات کو بہتر صورت مین استعمال کرے، اور ان عطیات کا بہترین استعمال ہماری نماز ہے جس مین ہمارے جسم کے کُل اعضا اور اعصاب استعمال ہوتے ہین، تم خود نماز کی ترتیب اور اوس کے ارکان پر غور کروگی تو اندازہ ہوجائیگا کہ نماز مین کتنی اچھی طرح انکسار و عبدیت کا اظہار ہوتا ہے۔

[1] اگر تم اللہ کی نعمتون کا شمار کرنا چاہو تو نہین شمار کرسکتے۔

نماز کی ابتدا اور تکبیر

نمازی اپنے جسم کے تمام حرکات و سکنات اور دلی خشوع و خضوع سے معبود برحق کی طرف رجوع ہو کر اللہ اکبر (یعنی اللہ سب سے بڑا ہے) کہتا ہے ، مرد کانون کے مقابل تک اور عورتین شانون تک اپنے ہاتھ اُٹھاتی ہین ، اور زبان کے ساتھ ہاتھون کی حرکت اور اشارہ سے بھی اوس کی عظمت کا اقرار کیا جاتا ہے ہاتھ اُٹھانے مین ایک لطیف اشارہ یہ بھی ہے کہ بندہ اسوقت اپنے تمام کاروبار دنیاوی سے یکسو ہو کر اپنے بادشاہ دوجہان کے روبرو نہایت عجز و ادب کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور اس طرح اوس کے حضور مین کانون پر ہاتھ رکھ کر تمام دنیاوی تعلقات سے بریت ثابت کی جاتی ہے ، اور یہ عام قاعدہ ہے کہ جب آدمی کسی چیز سے اپنی بریت ظاہر کرتا ہے تو کانون پر ہاتھ رکھتا ہے اب گویا وہ اپنے مالک حقیقی کے سامنے حاضر ہے اور انتہا درجہ کے ادب سے وہ صرف اپنے پاؤن اور زمین کو دیکھتا ہے نہ تو اوس وقت اوس کا کوئی عضو حرکت کرتا ہے نہ اوس کا دل کسی طرف مائل ہوتا ہے وہ صرف اپنے رب کی حمد و ثنا اور تسبیح و تہلیل کرتا ہے اور اُس کے سامنے اپنے آپ کو مؤدبانہ کھڑا ہوا پاتا ہے ۔

مالک حقیقی کا ادب	خواتین ! یہ تو ایک معمولی اور رسمی بات ہے

کہ جب انسان کسی دنیوی اور مجازی بادشاہ کے روبرو جاتا ہے تو کس قدر باادب جاتا ہے اور چند الفاظ اوس کی مدح و صفت میں بھی کہتا ہے اور جب تک حاضر رہتا ہے وہی ادب ملحوظ رکھتا ہے ، اسی طرح یہ بھی ادس مالک حقیقی کے دربار کا ادب ہے جس میں پانچ وقت انسان کو باریابی کا موقع ملتا ہے کہ وہ اوسکے حضور میں اوس کی بڑائی اور اوس کی عظمت کا اظہار و اقرار کرتا ہوا حاضر ہوا اور اب اس کے بعد ضروری ہے کہ اُسکی ثنا و حمد اور اوس کی وحدانیت کو بیان کرے اس لیے اللہ اکبر کے بعد وہ یوں زبان ادب کھولتا ہے :-

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ	یعنی پاک ہے تو یا الہی اور ہم تیری حمد کرتے ہیں اور بابرکت ہے تیرا نام اور بلند ہے تیری بزرگی اور سوائے تیرے کوئی معبود نہیں ۔

لیکن چونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے اور اس وقت بھی وہ اس کے دل میں وسوسے پیدا کرنے کے لیے آمادہ رہتا ہے اس لیے اوس سے پناہ مانگنے کی ضرورت ہوتی ہے ۔

وسوسے ڈالنے والا شیطان	اللہ تعالیٰ نے اس وسوسہ ڈالنے والے

شیطان کا نام بھی قرآن مجید میں بتا دیا ہے یعنی اس کمبخت کا نام "خنّاس" ہے، اور اس کا یہی کام ہے کہ انسان کے دل میں وسوسے پیدا کرتا رہے اور اوسکو بُرے راستے پر چلائے۔

نفس امارہ و نفس لوامہ | انسان میں خالق مطلق نے اور قوتون کے ساتھ دو قوتین نفس اآمارہ اور نفس لوّامہ کے نام سے بھی پیدا کی ہین، نفس امارہ بُرے کامون اور بری باتون کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نفس لوامہ بری باتون اور بُرے کامون سے روکتا ہے اور اوس پر ملامت کرتا ہے، یہ تو ہر شخص کو تجربہ ہوا ہوگا کہ مثلاً جب وہ کسی کی غیبت کرنے پر آمادہ ہوتا ہے، تو وہ آمادگی ایک جذبہ کے ساتھ ہوتی ہے اور وہ جذبہ نفس امارہ ہے، اس کے بعد ایک حالت طاری ہوتی ہے جس مین اس فعل پر طبیعت مین کچھ ندامت پیدا ہوتی ہے اور جن کے دل زیادہ صاف ہوتے ہین اون کو غیبت کرنے سے پہلے ہی ایک خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایک برے فعل کا ارتکاب کرنے والے ہین یہی نفس لوامہ ہے۔

عقل انسانی | نفس لوامہ کے ساتھ ہی ساتھ انسان کو ایک اور چیز بھی عطا ہوئی ہے جس کا نام عقل ہے اور اس چیز نے انسان کو اپنی

بھلائی اور برائی کا پورا ذمہ دار بنادیا ہے اس سے انسان مین
اپنے نیک و بد پہچاننے کی تمیز حاصل ہوتی ہے۔
ایک روایت مین ہے کہ سب سے پہلے خدا نے عقل کو
پیدا کیا پھر اوس سے کہا کہ سامنے آ وہ روبرو آگئی، اس کے بعد
کہا "پیچھے کو پھر جا" وہ پیٹھ پھیر کر ہٹ گئی، اس کی یہ حالت مشاہدہ
فرماکر حق سبحانہ وتعالی نے کہا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے
کہ مین نے اپنی بارگاہ مین تجھ سے زیادہ معزز و مکرم کوئی چیز
پیدا نہین کی مخلوق کو نفع تیرے ہی ذریعہ سے دونگا اور تیرے ہی ذریعہ سے
مواخذہ کرونگا، تیرے ہی واسطے ثواب ہے اور تیرے ہی لیے عذاب ہے"
لہذا عقل سے کام لیکر خدائے تعالی کی مدد مانگنی چاہیے جس کے
بغیر انسان شیطانی وسوسون سے امن حاصل نہین کرسکتا
اور اس سخت دشمن کے مقابلہ مین بغیر اوس کی رحمت کے پناہ
نہین پاسکتا اور اسی لیے اوس نے صاف طور پر ہدایت کردی
ہے کہ خناس کے وسوسون کے شر سے جو وہ دلون مین
پیدا کرتا ہے اور وہ آدمیون اور شیطان کی قسمون مین سے
ہوتا ہے بندے اپنے رب بادشاہ اور معبود سے پناہ مانگین۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ	اے نبی یون کہا کرو کہ مین پناہ مانگتا ہون

مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

لوگون کے رب کی، لوگون کے بادشاہ کی لوگون کے معبود کی اُس خطرہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی بدی سے جو لوگون کے دلون مین وسوسے ڈالتا ہے وہ جنون مین سے ہو یا آدمیون مین سے

آدمی کا شیطان آدمی بھی ہوتا ہے۔

اس آیت مین آدمی کو بھی شیطان قرار دیا گیا ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ آدمی کا شیطان آدمی بھی ہوتا ہے، خداوند کریم نے خود کلام مجید مین کئی جگہ انسان کی ایک قسم کو شیطان قرار دیا ہے، چنانچہ وہ فرماتا ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ

اور اسیطرح ہم نے ہرایک نبی کے لئے شریر آدمیون اور جنون کو دشمن بنا دیا تھا۔

تم نے خود دیکھا ہوگا کہ تمہارا دل برائی سے بالکل پاک ہوتا ہے، تمہارے دل مین بُرے خیالات کا شائبہ بھی نہین گزرتا مگر ایک دوسرا آدمی آتا ہے جو تم کو کسی بات پر مشتعل کر کے یا طمع دلا کر یا کسی سے خوف دلا کر غرض کسی نہ کسی طرح برائی پر آمادہ کر دیتا ہے اوس وقت تمہارے دل مین عجیب وغریب قسم کی لہرین پیدا ہوتی ہین تو گویا اس انسان نے یہ شیطانی کام کیا اور وہ تمہارا شیطان ہو گیا، اسی لیے کلام مجید مین انسانی شیطان سے

بھی پناہ مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

صرف خدا پناہ میں رکھ سکتا ہے غرض شیطانی وسوسوں سے صرف خدا ہی پناہ میں رکھ سکتا ہے اس لیے اس حمد وثنا کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہا جاتا ہے۔

عاجزانہ درخواست گویا اپنے محافظ حقیقی کے روبرو درخواست ہوتی ہے کہ اے رب کریم ہم کو اس دشمن قوی کے وسوسوں سے بچانے والا تیری ذات کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے۔

سورۂ فاتحہ یہاں تک پہونچنے کے بعد وہ پھر خداوند کریم کے ناموں سے جو اوس کی صفات ترحم ومہربانی کو ظاہر کرتی ہیں سورۂ فاتحہ شروع کرتا ہے اور پہلے یوں کہتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	میں شروع کرتا ہوں اوس اللہ کے نام سے جو دنیا و آخرت میں نہایت رحم والا اور بہت مہربان ہے

سورۂ فاتحہ پڑھنے کا فائدہ خواتین! یہاں یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ ہر رکعت میں جو پہلے سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، اس میں ایک خاص مصلحت ہے، اس سورۃ کا ثواب دوسری سورتوں کے ثواب سے بہت زیادہ ہے اور اس کے اندر قرآن کے تمام مقاصد جمع ہو گئے ہیں اس واسطے اس کا نام "اُمّ القرآن" رکھا گیا ہے

حسن بصری کا قول

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ پاک نے سابقہ کتابون کے علوم قرآن مجید مین ودیعت کر رکھے ہین اور پھر قرآن کے علوم کو سورۂ فاتحہ مین بھر دیا ہے، اگرچہ فرض ادا کرنے کے لئے صرف کلام مجید کی تین آیتون کی قرات کافی ہے خواہ وہ کوئی ہون، لیکن ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ کا پڑہنا اس لیے واجب قرار دیا گیا ہے کہ اوس مین تمام کلام مجید کا خلاصہ آجاتا ہے اسی لیے اس کا نام "ام القرآن" بھی ہے۔

قرآن مین کن چھ باتون کی تعلیم ہے۔

قرآن مجید مین چھ باتون کی تعلیم کی گئی ہے

(۱) خدا کی ذات و صفات اور اوس کے احسانات کا ذکر کر کے اوس کی رضا جوئی کی ہدایت کرتا ہے پھر بتاتا ہے کہ:-

(۲) وہ کونسا راستہ ہے جس پر چل کر خدا کی رضا جوئی حاصل ہوسکتی ہے۔

(۳) اوس راستے پر چلنے کے لیے کن امور کی ضرورت ہے

(۴) جو لوگ اوس راستے پر چلے اون کی پیروی کی ترغیب دیتا ہے، اور

(۵) جن لوگون نے انحراف کیا اون کی سزا کا ذکر کرکے اون سے نفرت دلاتا ہے

(۶) رضاے الٰہی مین کیا فائدے ہین اور وہ فوائد کس عالم مین حاصل ہون گے۔

سورۂ فاتحہ کے خلاصۃ القرآن ہونے کا ثبوت

اب دیکھو کہ (۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ (تمام تعریف خدا کے لیے (سزاوار ہے) جو سارے جہانون کا رب ہے (اور) مہربان اور رحم والا ہے۔) مین خدا کی ذات وصفات اور احسانات کا ذکر کیا گیا ہے

(۲) صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (سیدھا راستہ) اس مین اوسی راستے کی طرف رہنمائی کی گئی ہے جس پر چل کر قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

(۳) اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجھہ ہی سے مدد چاہتے ہین)

اس مین وہ طریقے بتلاے گئے ہین جن سے یہ راہ سہولت سے طے ہو سکتی ہے یعنی عبادت الٰہی اور اوس سے مدد چاہنا اور اوس کی طرف رجوع کرنا

(۴) صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (اُن لوگون کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے) اس مین اون لوگون کے اجر کا ذکر ہے جو اس صراط مستقیم پر چلے ہین۔

(۵) غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ (نہ راستہ اون لوگون کا جن پر تو نے غضب نازل فرمایا) اس مین منکرون کی سزا کا ذکر کرکے اون کی پیروی

نفرت دلائی ہے۔

(٦) مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (جو مالک ہے قیامت کے دن کا)
اس مین اوس دن کا ذکر کیا گیا ہے جہان نیکون کو اون کے اچھے اعمال کا اجر اور بدکارون کو اون کے اعمال کی سزا ملے گی یہی چھہ مقصد ہین جن کی تعلیم قرآن مجید مین جابجا کی گئی ہے اور اس سورہ شریفہ مین اجمال کے ساتھ اون چھہون مقصدون کی تعلیم دی گئی ہے اس لیے سورہ فاتحہ کو ام القران کا لقب حاصل ہوا ہے۔

اب پھر تم اس سورۃ کے معنون پر مسلسل غور کرو کہ خدا کی کیسی حمد و ثنا اور اپنی کیسی عاجزی اور کیسی دعا کس طرح جامعیت کے ساتھ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سب بڑائیان خدا کے لئے ہین جو تمام عالمون کا پالنے والا ہے) یعنی یہ عالم جو ہماری آنکھون کے سامنے ہے اور جو عالم کہ ہم کو نہین معلوم اون سب کا وہی پالنے والا ہے۔
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (بڑا مہربان اور بڑا رحم والا) ظاہر ہے کہ اوس سے زیادہ نہ کوئی مہربان ہو سکتا ہے اور نہ اوس سے زیادہ کسی مین ترحم ہو سکتا ہے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ (حاکم ہے انصاف کے دن کا) یون تو وہ ہر دن کا حاکم ہے لیکن چونکہ انسان غفلت مین مبتلا رہتا ہے اس لیے اوسکو اوس دن کی یاد دلادی گئی ہے جب کہ وہ تخت جلال پر جزا و سزا کے فیصلے صادر کرے گا اور وہان پورا پورا انصاف کیا جاے گا "تاکہ انسان ہوشیار رہے اور غفلت سے باز آئے اور اوس دن کا خوف اپنے دل مین رکھے کیون کہ یہی اس عالم فانی کی زندگی کے نتیجہ کا دن ہو۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہین) در اصل اوس کے سوا نہ کوئی عبادت کے قابل ہے اور نہ کوئی مدد دے سکتا ہے اس لیے اظہار عبدیت کرکے اوس کے سامنے مدد کے لیے التجا کی جاتی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ؕ (ہم کو سیدہی راہ چلا) انسان کے لیے یہی بڑی مدد ہے کہ وہ ایسے سیدہے راستے پر چلا جاے جو منزل مقصود پر پہنچتا ہو۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ (اون لوگون کی راہ پر جن پر تو نے بخشش کی ہے) منزل مقصود کا وہی راستہ ہے جو اون لوگون نے اختیار کیا جن پر خدا نے اپنا انعام کیا اور اون لوگون مین تمام

انبیا اور صلحا داخل ہین اور ظاہر ہے کہ انہین کا راستہ نجات کا راستہ ہے۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ | (نہ اون کی راہ جن پر تیرا غضب ہوا ہے اور نہ بھٹکنے والون کی راہ پر) یعنی اے ہمارے پاک بے نیاز اللہ اون لوگون کی راہ پر نہ لگا جن پر تیرا غضب ہے اور جو تیری سیدہی راہ سے گمراہ ہو گئے ہین۔

سورہ فاتحہ مین انکسار عبدیت | دیکھو انسان کی کیسی عاجزی وانکساری اس سورۃ مین بھری ہوئی ہے، انسان بالکل بے بس ہے وہ بغیر مدد کے خود اپنے لیئے نجات کا راستہ بھی تلاش نہین کرسکتا، اپنی تمام باتون کو اُسی کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے، اُسی سے منت کرتے ہین کہ اُسی راہ پر لگانا جو تیری پسندیدہ ہے، ان تینون آخر الذکر فقرون مین نماز وعبدیت کا لب لباب ہے۔ اور ان مین اسقدر جامعیت ہے کہ انسان کی کوئی ضرورت خواہ وہ اُس کے جسم، اخلاق تمدن، خاندان وشہر یا روح کے متعلق ہو ایسی نہین جس پر یہ دعا محیط نہ ہو۔ ہم اس دعا کے ذریعہ سے اوس فضل ونعمت کے طالب ہوتے ہین جو خدا نے مختلف انسانون پر نازل فرمایا ہے لیکن یہ امر بھی غور طلب ہے کہ ہم نے نعمت طلب نہین کی بلکہ

صراطِ مستقیم کی ہدایت مانگی ہے جس کو طے کر کے انسان نعمت کو پاتا ہے۔

ایک اور نکتہ اس سورۃ میں ایک اور خاص نکتہ ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر لی ہے اور میرا بندہ جو مانگے اوس کے لیے وہی موجود ہے، چنانچہ جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے بندے نے میری تعریف کی" اور جب بندہ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتا ہے کہ "میرے بندے نے میری ثنا و صفت کی" اور بندہ جب مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ "میرے بندے نے میری عظمت و جلال کا اظہار کیا" اور جب بندہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو جواب میں فرماتا ہے کہ "یہ تو میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک باتیں ہیں اور میرا بندہ جو مانگے وہ اُس کے لیے موجود ہے" اور جب بندہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ کہتا ہے تو جواب میں فرماتا ہے کہ "یہ میرے بندے کے لیے ہے

اور میرا بندہ جو طلب کرے وہ اوس کے لیے موجود ہے ۔"

اس سورت کو ختم کرنے کے بعد وہ بڑی خوشی سے اٰمِیْنَ کہتا ہے ، یعنی اے رب تو میری استدعاؤن اور میری عبادت کو قبول کر جیساکہ تو نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے ۔

دوسری سورت کا ضم

پھر چونکہ حکم ہے کہ ایک سورت اس مین اور ضم کرلی جاے تو وہ ضم کی جاتی ہے جس مین اگرچہ مختلف معنی اور مختلف مضمون ہوتے ہین لیکن اوس کی شان کبریائی سب سے ظاہر ہوتی ہے اور انسان اس برکت کو حاصل کرتا ہے جو قران مجید مین ہے جیساکہ خداوند تعالی نے فرمایا ہے

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(اے پیغمبر) یہ قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تمھاری طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اسکی آیتون مین غور کرین اور سمجھین اور نصیحت حاصل کرین ۔

اسی طرح سورتون کی قرأت سے گویا وہ اپنے اللہ پاک سے اپنے لیے ایسی برکت ورحمت کا خواستگار ہے جو اوس کو صراط مستقیم پر چلاے اور ایسی دوا مانگتا ہے جو اوس کے درد کے واسطے کافی اور تمام امراض روحانی کے لیے

شافی ہو اس کا نفس پاک ہو اور عافیت حاصل ہو کیونکہ یہی کلام الہی شافی دوا اور ذریعہ عافیت ہے جس کو پڑھ کر وہ اپنے عجز و کمزوری پر نظر ڈالتا ہے اور اپنی ذات کو اپنے مولی کا محتاج پاتا ہے اور یہ احتیاج نہ صرف دینی باتون مین ہے بلکہ دولت دنیاوی کے حصول مین بھی ہوتی ہے، لیکن اُسی کے کلام سے ہم کو دولت دنیا ملنے اور اوسی کو دینی برکتون کے حصول کا ذریعہ بنانے کیلیے ہدایت ملتی ہے۔ اب یہان تک نماز کا ایک رکن یعنی "قیام" ایسے ادب و عاجزی کے ساتھ ادا کیا گیا۔

رکوع | اس کے بعد رکوع کی نوبت آتی ہے یعنی وہ اپنے معبود کے سامنے جھک جاتا ہے اور جھک کر اپنی عاجزی اور اوس کی کبریائی سُبۡحَانَ رَبِّيَ الۡعَظِيۡمِ کہنے سے ظاہر کرتا ہے اور مزید اظہار کے لیے ان الفاظ کو تین مرتبہ کہتا ہے بلکہ پانچ اور سات مرتبہ بھی، جس قدر زیادہ کہتا ہے خشوع و خضوع بڑھتا ہے اور ہر دفعہ تکرار کے ساتھ عظمت بڑھتی جاتی ہے، اس کے بعد وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنۡ حَمِدَهٗ کہتا ہے، یعنی اس بات کا یقین کرتا ہے کہ جو کچھ مین نے کہا ہے وہ اوس نے سُن لیا اور واقعی وہ سُنتا ہے تو وہ پھر عرض کرتا ہے:-

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ	اے رب میرے سُننے والے تیرے ہی واسطے یہ حمد ہے اور تو ہی حمد کے لائق ہے ۔

سجدہ

پھر وہ اُس سے زیادہ تعظیم بجا لاتا ہے او
اللہ اکبر کہتا ہوا اپنی پیشانی اوس کے سامنے رکھدیتا ہے
اور یہ وہ مقام خاکساری ہے کہ اس سے آگے کوئی مقام
وہم مین بھی نہین آتا ، یہ سجدہ کیا ہے ؟ اوس کامل اطاعت کا
اظہار ہے جو ہم احکام الٰہی کے سامنے سجود ہو کر دیتے ہین
اور گویا اس بات کا اعتراف ہوتا ہے کہ ہم اپنی تمام عزتون
اور تمکنتون اور مرتبون کو تیری جناب مین خاک کے برابر سمجھتے ہین
اس وقت ہم اپنی اس اطاعت اور اس کی عظمت کا الفاظ مین بھی
اقرار کرتے ہین اور کہتے ہین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى
یہ تسبیح کے الفاظ جو سجدے مین ادا کیے جاتے ہین رکوع کی
الفاظ سے بھی زیادہ زوردار ہو جاتے ہین یعنی وہان لفظ "عظیم"
تھا تو یہان لفظ "اعلیٰ" ہے جو اوس سے بہت زیادہ وزنی ہی
اس وقت بھی انہین الفاظ کو وہ اتنی ہی مرتبہ ادا کرتا ہے
جتنی مرتبہ رکوع کی حالت مین ادا کیا تھا اور اوسکو پھر اوس تکرار مین وہی
روحانی حظ حاصل ہوتا ہے ، پھر وہ اللہ اکبر ہی کہتا ہوا سجدہ سے

اُٹھتا ہے اور وہ اشارہ کرتا ہے کہ اُس کے عُلوِّ مرتبت کے سامنے ہر بڑی سے بڑی چیز ہیچ ہے وہ ایک ہی سجدے پر بس نہین کرتا بلکہ دوبارہ پھر اوسی طرح سجدہ کرتا ہے اور مکرر اپنے ناچیز ہونے اور خدا کی عظمت و کبریائی کے سامنے تسلیم خم کرنے کا ثبوت دیتا ہے۔

قعدۂ اولیٰ اور تشہد

پھر وہ دوسری رکعت مین قعدہ کرتا ہے یعنی بیٹھتا ہے اور اوس مین اَلتَّحِيَّاتُ[1] لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھتا ہے۔

---

[1] جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ نے اللہ تعالے کی ثنا ان کلمات سے کی کہ "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ" اللہ تعالی نے اپنی اس ثنا کا جواب اس طریقہ سے دیا کہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" تو آپ نے اس سلامتی مین خدا کے نیک بندون کو شریک کیا اور خدا کے سلام کا اس طریقے سے جواب دیا:- اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اس وقت آپ نے صرف صالحین ہی کو شریک کیا اور یہ قید اس لئے لگائی کہ مفسد اور سرکش بندے سلام کے قابل نہین ہوتے اور صرف ایسا سلام صالحین

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

التحیات پڑھنے کو تشہد کہتے ہین اور اوس کے معنی یہ ہین کہ
منھ سے جو کچھ کہتے ہین اُس کی بندگی اللہ کے واسطے ہے اور بدن
کی بندگی یعنی نماز وغیرہ اور مال کی بندگی یعنی زکوٰۃ وغیرہ یہ بھی
اللہ کے لیے ہے ، اور اے اللہ کے نبی تم پر سلام ہے اور
اللہ کی رحمت اور اوس کی برکتین ہین اور سلام ہم پر اور اللہ
کے نیک بندون پر اور ہین شہادت دیتا ہون کہ نہین ہے کوئی معبود

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے لیے ہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اوس کے بندون کے حقوق
پورے کرتے ہین ۔

یہ تو تمھین معلوم ہے کہ فرشتے بھی اوسی کی مخلوق ہین اور وہ بھی بندے ہین
اور اون کا بھی وہی معبود ہے جو ہمارا معبود ہے اور وہ روز و شب اوسی کی
عبادت مین بسر کرتے ہین تو چونکہ اس وقت فرشتون مین حضرت جبرئیل علیہ السلام
بھی موجود تھے اور یہ بھی انھین صالحین مین داخل ہین تو انھون نے اس عظمت و
جلال اور اوس کے محبوب کے انکسار اور راز و نیاز سے متاثر ہو کر کہا
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اوس کے معبود ہونے کی گواہی دی اور اوس کے محبوب کے بندے اور رسول
ہونے کی شہادت ادا کی ۔

مگر اللہ اور شہادت دیتا ہون کہ محمد اوس کے بندے اور رسول ہین

تشہد کا راز | چونکہ اس تشہد ہین یہ ایک ایسی عظیم الشان

تعلیم ہے کہ جو کچھ ہم زبان سے کہتے ہین، جو کچھ ہمارے پاس
مال ہے اور جو کچھ ہم بدن سے عبادت کرتے ہین ان سب مین
خدا کی ہی عبادت کی شان ہے، پھر ہم اوس ہادی برحق پر سلام
بھیجتے ہین اور اوس کے لیے خدا کی رحمتین اور برکتین چاہتے ہین
جس نے ہم کو خدا کے پہچاننے اور اپنے فرائض عبودیت
بجالانے کا راستہ دکھایا اور جس نے ہم کو گمراہی سے نکال کر
سیدہے راستہ پر چلایا اور ہم اس بات کی شہادت ادا
کرتے ہین کہ بے شک جو رسول ہم پر بھیجا گیا وہ سچا تھا
ہمارا ہادی تھا، ہم اوس کے پیرو ہین اور وہ رسول اوس کا
بندہ ہے جس نے اپنی عبدیت کے خطاب کو تمام خطابون پہ
ترجیح دی ہے اور ہم کو بتایا ہے کہ باوجود اس رتبے اور
اس شان کے جو اوس کی تھی وہ خدا کا بندہ ہی ہے اس لیے کوئی
نفس، کوئی انسان، کوئی مخلوق، اوس کے عبد ہونے سے
خارج نہین ہوسکتی ایک ایسے موقع پر کہ جب ہمنے شروع سے
دست بستہ کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثنا کی پھر رکوع اور

سجدہ کر کے اوس کی تعظیم بجالاے اور اب ہم اُس کے دربار مین مودب بیٹھے ہوے ہین تو اوس کی حمد و ثنا کے ساتھ ہی ہماری شکر گذاری ہے کہ ہم اس رسول پر بھی جس کے سبب سے ہم نے اپنے مرتبۂ عبدیت کو پہچانا ہے، سلام بھیجین اور اسوقت اس سلام مین ہم اپنی ذات کو بھی یاد رکھین، نیک بندون کو بھی نہ بھولین، اون کے لئے بھی امان چاہین اور اپنی خدمت کو اون کی خدمت مین شامل کر کے بہ امید قبولیت پیش کرین۔

ان مرحلون کے بعد پھر اللہ تعالی کی عظمت اور الوہیت کا زبان سے اقرار اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا جاتا ہے اور پھر اس تحیتہ اور سلام کو اوس کے رسول کی رسالت اور عبدیت کی شہادت ادا کرنے کے بعد ختم کر دیا جاتا ہے۔ قعدۂ اولی مین تو صرف اسی تشہد پر اکتفا کیا جاتا ہے، لیکن قعدہ اخیرہ مین ہم درود شریف بھی پڑھتے ہین۔

درود اور آنحضرت صلعم کی شکر گزاری۔

اگرچہ اس تشہد مین تو سب کی شرکت تھی لیکن اب ہم اپنے اس شکر اور احسان شناسی کو جو رسول اللہ صلعم کی ذات کے ساتھ ہے ایک اور زیادہ درجہ پر اس طریقہ سے ادا کرتے ہین کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ تو رحمت اور برکت بھیج اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے جیسے کہ تو نے رحمت اور برکت بھیجی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تیری تعریف کی گئی ہے اور تیری عظمت کی گئی ہے۔

گویا یہ ہمارا تحفہ ہے جو ہم جناب رسالت مین پیش کرتے ہین۔

درود مین ابراہیم کی شرکت کا سبب

اس درود مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی آل کو اور آپ کے مورث حضرت ابراہیم اور اون کی آل کو اس لیے شریک کیا گیا ہے کہ آپ کی آل مین آپ کی ازواج مطہرات آپ کے نواسے نواسیان اور تمام وہ صلحا اور اولیا شامل ہین جو آپ کی امت مین ہوے یا ہون گے۔

ابراہیمؑ کے خطاب

مورثون مین حضرت ابراہیم علیہ السلام جس درجے کے نبی تھے وہ سب کو معلوم ہے اونھون نے اپنے مرتبہ کے لحاظ سے خلیل اور حنیف کا خطاب پایا اور جس مذہب پر کہ اس وقت ہم مسلمان ہین وہ اونہین کا مذہب اور اونہین کی ملت ہے، وہ بڑے پکے موحد تھے اور خدا کے بڑے سچے دوست تھے

اُن ہی کا بنایا ہوا خانۂ کعبہ آج تک ہمارا ملجاؤ ماوا ہے۔

اولاد ابراہیمؑ

اون کی اولاد مین اسمعیلؑ، اسحقؑ، یعقوبؑ، موسیٰؑ، اور عیسیٰؑ، علی نبینا وعلیہم السلام ہوے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان ہی کی اولاد مین تھے، جنھون نے خدا کی وحدانیت کا سبق بندون کو پڑھایا اور اُنھین مین سے بڑے بڑے جلیل الشان نبیون پر کتابین نازل ہوئین جن کا عقیدہ اور جن کی عظمت ہمارے ایمان کا جزو ہے تو گویا اس درود مین ہم اُن سب انبیا علیہم السلام کو بھی شریک کرتے ہین اور اس طرح ہم خاتم الامم اور خیر امت ہونے کا ثبوت دیتے ہین، ہم ان سب نبیون کی قدر کرتے ہین جنھون نے خدا کی وحدانیت کا اعلان کیا، اور انسانون کو سکھایا کہ وہ اُسی کے بندے ہین جس کا کوئی شریک نہین۔

یہود ونصاریٰ کی ایک استدعا کا جواب۔

لیکن خود اون کی امتون نے اس ہدایت کے برخلاف عمل کیا، اس لیے جب یہود ونصاریٰ مسلمانون سے کہتے تھے کہ تم ہمارے دین مین شامل ہو جاؤ اور ہمارے راستہ پر آجاؤ کیونکہ ہم راہ راست پر ہین تو خدا نے مسلمانون کی طرف سے اون کو یہ جواب دینے کی

ہدایت فرمائی :-

قُولُوْآ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝	(مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کو یہ) جواب دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہین اور (قرآن) جو ہم پر اُترا (اُس پر) اور (صحیفے) جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اترے (اون پر) اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو (کتاب) ملی (اوس پر) اور جو (دوسرے) پیغمبرون کو اون کے پروردگار سے ملا (اوس پر) ہم (ان پیغمبرون) مین سے کسی ایک مین بھی (کسی طرح کی) جدائی نہین سمجھتے اور ہم اوسی (ایک خدا) کے فرمان بردار ہین -

درود کی فضیلت درود بھیجنے کی اس فضیلت کے علاوہ ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود بھیجتا ہے، اللہ اوس پر دس بار اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اور یہ دس رحمتین بحکم اس آیت کے ہوتی ہین کہ :-

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا	جو کوئی ایک نیکی کرتا ہے اوس کے لئے دس نیکیان اوس کے برابر ہوتی ہین -

یہ حکم اون تمام نیکیون پر بھی حاوی ہے جو کسی انسان کے ساتھہ کی جائین
ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک دفعہ مجھہ پر درود بھیجے گا اللہ اوس پر
دس رحمتین نازل فرماے گا اوس کے دس گناہ بخشے جائینگے
اور وہ قرب حق مین دس درجہ بلند ہو جاے گا، اور یہ بھی حدیث
ہے کہ جو لوگ مجھہ پر درود بھیجتے ہین وہ قیامت کے دن اون
لوگون مین سے ہون گے جو مجھسے قریب تر ہون گے، درود
کے متعلق یہان تک ارشاد ہے کہ وہ شخص سخت بخیل ہے جو میرا
نام لیکر یا سنکر مجھہ پر درود نہین بھیجتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ البخیل الذي ذکرت عندہ فلم یصل علی اسی طرح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بہت سے فضائل
و محاسن اور ثواب ہین۔

دعائین | اس تشہد اور درود کے بعد ایک اور درجہ ہے
جس مین انسان اپنی بھلائی اور نجات کے لیے خاص خدا
کے حضور مین عرض کرتا ہے، یہ مسنون طریقہ ہے، آنحضرتؐ سے
ایسی بہت سی دعائین منقول ہین جو آپ نے اس موقع پر کی ہین۔

ادعیۂ ماثورہ | یون تو ہر انسان کو اختیار ہے کہ اس وقت

جو جی چاہے دُعا مانگے لیکن فضل اور اولیٰ یہی ہے کہ وہی دعائین مانگی جائین جو حضرت نے مانگی تھین یا تلقین فرمائی تھین ان دعاؤن کو ادعیۂ ماثورہ کہتے ہین ۔ ان مین سے ایک دعا یہ ہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ	یعنی اے اللہ مین تجھسے پناہ مانگتا ہون عذاب قبر سے اور پناہ مانگتا ہون تجھسے فتنہ مسیح دجال سے اور پناہ مانگتا ہون تجھسے زندگی اور موت کے فتنہ سے ، اے اللہ مین حقیقتاً پناہ مانگتا ہون تجھ سے گناہ سے اور قرض سے۔

ایک دوسری دعا یہ ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین پڑھنے کے لیے تعلیم فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ	یا الٰہی مین نے اپنے نفس پر بہت بڑا ظلم کیا اور کوئی گناہون کو نہین بخشتا لیکن تو پس مغفرت فرما میری خاص طور پر اپنی بارگاہ سے اور رحم کر مجھ پر تحقیق تو بخشنے والا مہربان ہے۔

سلام اور اختتام نماز ان دعاؤن کے بعد گویا خداوند کریم کے

دربار سے رخصت ہو کر روانگی ہوتی ہے پھر وہ اپنے مسلمان بھائیوں اور کراماً کاتبین اور دوسرے فرشتوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

ختم نماز کے بعد دعا

اس کے بعد اوسکو پھر ایک موقع ملتا ہے کہ وہ تضرع وزاری اور عاجزی سے اپنے لیئے جو چاہے دعا مانگے، رزق سے فراغت، بیماری سے صحت، مصیبت سے نجات، اعزّا اور اقربا کی خیر طلبی، آقا، بادشاہ اور حاکم کی بہتری، غرض سب کو اوس مین شامل کر سکتا ہے اور یقیناً ہر انسان کسی نہ کسی چیز کا ان مین سے محتاج رہتا ہے، بھلا انسان اور کسی کا محتاج نہ ہو یہ سمجھ مین نہین آتا، عام طور سے تو تجربہ یہ بتا رہا ہے کہ جب دنیاوی حکام اور امرا سے لوگ بے نیاز نہین ہوتے اور شب و روز اعزاز اور حضوری کی فکر مین لگے رہتے ہین تو اوس احکم الحاکمین سے بے نیاز ہونا کیسی عجیب بات ہوگی، سچ یہ ہے کہ انسان فقیر ہے اور وہی ذات الٰہی ہے جو بے پرواہ ہے اَللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اور اگر فرض کرلین کہ کوئی شخص کسی خاص چیز کا محتاج نہ ہو جب بھی عام طور سے دین و دنیا کی بہتری کا تو ضرور محتاج ہوتا ہے اسلیئے اوس کو یہی دعا مانگنی چاہیئے :-

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ	اے ہمارے رب ہمین دنیا مین نیکی دے اور آخرت مین نیکی دے اور ہمین عذاب سے بچا

پھر اپنی اولاد، اپنے والدین، اور عامہ مسلمین کی مغفرت کی کس کو خواہش نہین ہوتی، اس لیے یہ مختصر دعا ضرور مانگنی چاہیئے،

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ	اے ہمارے رب میری مغفرت کر اور میرے والدین کی اور جو مجھہ سے پیدا ہوے اور مومن مردون اور مومن عورتون اور مسلمان مردون اور مسلمان عورتون کی اُن مین سے جو زندہ ہین اُنکی بھی اور جو مر گئے ہین اُن کی بھی جس دن کہ حساب ہوگا

عبادت نماز مین کیا خوبی ہے

اب دیکھو کہ اس طرح کیسے اچھے اور انکسار آمیز طریقے سے انسان خدا کی عبادت بجا لاتا ہے، اوسکی عظمت، اوس کی حمد و ثنا تسبیح و تقدیس اور شکر نعمت کے فرض سے ادا ہوتا ہے، اپنے رسول کے احسانات کا شکریہ کرتا ہے اور مسلمان بھائیون کی فلاح و بہبود کی اور اپنی نجات دنیا و آخرت کی بہبودی کی دعائین مانگتا ہے، غرض یہ تمام ارکان نماز کیا ہین، انسان کے دل کی وہ کیفیتین یا حالتین ہین،

جو جسمانی حرکات سے ظاہر ہوتی ہین اور یہ قاعدہ کی بات ہے
کہ جو خاص کیفیت ہمارے دل کی ہوتی ہے اوس کا اثر جسم پر
پڑتا ہے ہم اپنے غصہ کو، رنج کو، خوشی کو، ادب کو، تعظیم
اور عجز و انکسار کو چہرہ سے آنکھ سے، ہاتھون سے اور دوسرے
اعضا کی حرکات سے ظاہر کر دیتے ہین، جو حالتین اور کیفیتین
ہمارے دل مین نماز کے وقت پیدا ہوتی ہین اور ہونی چاہئین
اون کے اظہار کے لیے یہی ارکان نماز ہین اور ان ارکان سے
بہتر اور کوئی ارکان نہین ہو سکتے۔

معانی سمجھنے مین و لطف ہے

لیکن خواتین با نماز مین لطف اوسی وقت حاصل
ہو سکتا ہے جب کہ وہ آیتین اور دعائین جو اس مین پڑھی
جاتی ہین اون کے معانی اور مطلب پر بھی ہم کو عبور حاصل ہو، اور
ہم سمجھ سکین کہ وہ خدا سے غفور الرحیم اور وہ خالق کائنات اور
وہ ذوالجلال و الاکرام کیا فرماتا ہے اور کیا نصیحت کرتا ہے
اوس کے کیا وعید ہین اور کیا وعدے ہین، ایک بندہ کی
کیا شان ہونی چاہیے اور ایک مالک کن باتون سے رضامند
ہو سکتا ہے، ہم کو اوس کے فرمان پر کس طرح عمل اور غور کرنا چاہیئے
اور کیونکر ہم اون راہون کو دیکھ سکتے ہین جن پر چلنے سے

منزل مقصود پر پہونچین گے۔

خواتین! اس موقع پر اگر مین آرزو ظاہر کرون تو کچھ بیجا نہ ہوگا کہ میری تقریر کی سُننے والیان زیادہ نہین تو اتنا ضرور کرلین گی کہ پارۂ عم کا ایک ربع جو ہمیشہ نماز مین پڑھا جاتا ہے اور تسبیح و تہلیل اور التحیات و دعاہاے ماثورہ کے معنی یاد کرلین گی، یہ گویا مجھ پر احسان ہوگا، کیا عجب ہے کہ میری بات خدا کے یہان قبول ہو جاے اور کسی قدر توشۂ آخرت بن جاے جس کی مجھے امید ہے کہ میری خواتین میری ہی وجہ سے مان لینگی اور انشاء اللہ اس مین امتحان دیگر میری خوشی کا باعث ہونگی۔

قرآن کی عظمت و تاثیر

خیال کرو کہ قرآن مجید کی عظمت خود قرآن مجید مین کس طرح بیان کی گئی ہے کہ:-

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ	اگر ہمنے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اُتارا ہوتا (آدمی کی طرح اوسکو شعور بھی ہوتا) تو تم اوسکو دیکھہ لیتے کہ خدا کے ڈر کے مارے جھک گیا (رہوتا اور) پھٹ پڑا ہوتا۔

لیکن فیصدی کتنے مسلمان ہین جن پر یہ اثر ہوتا ہے، افسوس ہو کہ ایک بھی نہین، یا ایسے نفوس قدسی موجود تھے کہ خشیۃ اللہ سے

روح تک پرواز ہو جاتی تھی، چنانچہ ایک محدث کا قصہ منقول ہے کہ جس وقت قرآن مجید کی اس آیت پر پہونچے توان کا دم نکل گیا :-

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى	کیا انسان کا یہ خیال ہے کہ وہ بیکار چھوڑ دیا جاے گا۔

قلوب پر اثر کیون نہین ہوتا

اب یہ بات دیکھنی چاہیے کہ عام طور سے قلوب پر یہ اثر کیون نہین ہوتا اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کے معنی ومطلب اور مفہوم سے آگاہی نہین ہوتی حالانکہ جو لوگ اس زمرہ مین ہین اور مطالب قرآن پر غور نہین کرتے اون کی نسبت اندیشہ ہے کہ وہ کہین اس ارشاد کے مورد نہ ہو جائین :-

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا	کیا یہ لوگ قرآن کے مطالب کو نہین سوچتے یا دلون پر تالے لگے ہین۔

اس ادبار وشامت سے اوسی وقت نجات ہو سکتی ہے جب مسلمان قرآن مجید کو کم از کم ترجمہ کے ساتھ پڑھلین اور پڑھتے وقت اُس کے معنی اور مطلب پر بھی غور کرتے جائین صرف ترتیل اور قرارت ہی سے کلام مجید کا پڑھ لینا کافی نہین ہوتا۔

قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا چاہیے | یہ باتین تو اُسی وقت حاصل ہوسکتی ہین جب تمام قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لو لیکن تم کو کاروبارِ خانہ داری سے فرصت نہین تو کم از کم اتنا تو ضرور خیال کرو کہ اپنی اولاد کو ترجمہ اور عربی سے محروم نہ رکھو، زبان عربی مین تو کوئی کلاس بندی نہین ہے بوڑھے بوڑھے لوگ پڑھتے ہین، تمھارا فرض ہے کہ اپنی اولاد مین دینیات کا شوق پیدا کردو اور ابتدا مین اونکو جیسے علم دنیاوی کا شوق دلاتی ہو اسی طرح علم دینی کی جانب بھی رجوع کرتی رہو، اس کے لئے بہت سی تدابیر ہین، اگر مجھسے دریافت کروگی یا مین خود کسی وقت بہ شرطیکہ تم مین سُننے کا شوق دیکھون گی تو بتا دونگی لیکن اس عرصہ مین تم خود بھی غور و خوض کرو کہ اس بات کو کس طرح اور کیونکر کرنا چاہیے کیونکہ ہر گھر کا رنگ ڈھنگ علٰحدہ ہوتا ہے اگر تم سب اس پر غور کر کے کچھ تجاویز نکالوگی تو دس بیس رائین مل کر ضرور ایسے اصول نکل آئین گے جو سب کے واسطے مفید ہونگے درحقیقت جو لوگ اس بات پر غور کرین گے اور ایسی تجاویز نکالین گے اون کا اپنی ایسی قوم پر احسان ہوگا جو مذہبی غفلت اور شعائر اسلام کی بے پروائی کی ظلمت مین گرفتار ہے اور لامذہبی کے بحر ظلمات مین ڈوب رہی ہے۔

خواتین ! یہ نصیحت سلسلۂ تقریر میں ایک جملہ معترضہ ہے لیکن حقیقت میں اصل تقریر کی ہی کڑی ہے کیونکہ اس سے ہم غور کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں اور جب غور کریں گے تو چشم بصیرت پر جو پردہ ہے وہ اُٹھ جائیگا۔

ارکان نماز میں عجلت جائز نہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نماز پڑھتے میں ارکان ادا کرتے وقت جو لوگ نہایت عجلت سے کام لیتے ہیں وہ قطعی ناجائز ہے کیونکہ ایسی عجلت سے ایک اضطراری کیفیت رہتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض جبر ہے یا کسی بیگار کا کام ہے۔ قرآن میں صبر اور نماز کو ساتھ ساتھ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ ارکان میں عجلت نہ ہو اور خیال کرنے کی بات ہے کہ اگر اس موقع پر ہی بندہ عجلت سے کام لے اور عجز و انکسار کو کامل اور عمدہ طریقہ سے ادا نہ کرے تو وہ کس قدر ناشکر گذار بندہ ہوگا، حالانکہ اللہ تعالےٰ کا تو یہ ارشاد ہے کہ:۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط	مدد مانگو صبر اور نماز کے ذریعہ سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہی میں ہے۔ مگر بعض مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ پورے الفاظ

تک بھی منھہ سے ادا نہین ہوتے رکوع وسجدہ کے مابین جس طرح قیام بھی نہین کیا جاتا، وقت کی تنگی کا بھی خیال نہین کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دوشخص میری امت مین نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہین، اگرچہ دونون کا رکوع اور سجدہ ایک ہی ہوتا ہے، لیکن اون کی نمازون مین زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے" اس جگہہ آپ کا اشارہ خشوع کی طرف ہے، پھر ایک جگہہ فرمایا کہ "اللہ تعالی قیامت مین اوس کی طرف نہ دیکھے گا جو رکوع اور سجدہ کے درمیان اپنی پیٹھ کو سیدہی نہین کرتا۔

آپ نے ایک شخص سے تین مرتبہ نماز پڑہوائی کیونکہ وہ ہر مرتبہ نماز مین جلدی کرتا تھا پھر اسکو تعلیم فرمائی کہ ہر رکن کو اسطرح ادا کیا جائے کہ جب ہڈیون اور جوڑون مین سکون کی کیفیت پیدا ہوجائے تب دوسرا رکن ادا کیا جائے۔

پھر فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو وقت پر پڑہتا ہے اور اوس کے لیے وضو اچھی طرح کرتا ہے اور رکوع اور سجدہ مین خشوع وخضوع کرتا ہے تو وہ نماز روشن ہوکر اوپر چڑہتی ہے اور کہتی ہے کہ جیسی تونے میری حفاظت کی اسی طرح خدائے تعالی تیری حفاظت کرے

اور جو شخص نماز کو بے وقت اور اوس کے رکوع اور سجدہ کو بلا خشوع کیے ہوے ادا کرتا ہے تو وہ سیاہ رنگ ہو کر اوپر جاتی ہے اور کہتی ہے کہ جیسا تو نے مجھے ضائع کیا اوسی طرح خدا تعالی تجھے ضائع کرے یہان تک کہ خدا کی مرضی ہو جب وہان پہونچتی ہے تو کپڑے کی طرح لپیٹی جاتی ہے اور اس شخص کے منھ پر ماری جاتی ہے ، اور فرمایا کہ "سب چوریون سے بُری چوری یہ ہے کہ اپنی نماز مین سے چراوے" اس حدیث سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ارکان کی عجلت بارگاہ الٰہی مین نہایت مردود ہے، خیال کرنے کی یہی بات ہے کہ اگر کسی بادشاہ کے سامنے اُسکی پوری تعظیم ادا نہ کی جاے تو کیسی بدتمیزی سمجھی جاتی ہے، پس وہ تو شہنشاہ دوجہان ہے اوس کی تعظیم مین قصور کرنا کہان تک باعث مواخذہ ہوگا۔

خشوع و خضوع بھی ضروری ہے

ارکان کو اچھی طرح ادا کرنے اور پورا کرنے کے ساتھ ہی حضور قلب اور خشوع و خضوع بھی بہت ضروری ہے ، امام غزّالی رحمۃ اللہ نے اپنی بعض تصانیف مین سلف صالحین کے بہت سے اقوال نقل کیے ہین کہ "بلا خشوع کے نماز ہی نہین ہوتی" منجملہ اون بزرگون کے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہین ، خشوع و خضوع

یہ ہے کہ اپنے دل کو بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اوس وقت جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور بین حاضر ہو تو اپنی آواز بین مسکینیت کا اظہار کرے اور اعضا و جوارح سے عاجزی ظاہر کرے اور جب تک نماز بین یہ باتین نہ ہون در حقیقت وہ نماز نہین بلکہ نماز کی ایک نقل ہے، نماز اونہین کے لیے برکت و فلاح کا باعث ہے جو خشوع سے ادا کرتے ہین جیسا کہ قرآن مجید بین ارشاد ہے:۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ[1] دوسری جگہہ ہدایت ہے:۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝	اور (لوگو) مصیبت کی برداشت کے لیے صبر اور نماز کا سہارا پکڑو اور البتہ نماز شاق ہے گران پر (نہین) جو خاکسار ہین (اور) جو یہ خیال (پیش نظر) رکھتے ہین کہ وہ (آخر کار) اپنے پروردگار سے ملنے والے اور اُسی کی طرف لوٹ جانے والے ہین۔

دوسری حدیث بین ارشاد ہے کہ نماز کا فرض ہونا اور حج و طواف کا حکم ہونا اور دوسرے ارکان کا مقرر ہونا صرف ذکر الٰہی کے لیے ہے پس اگر تیرے دل بین اوس کی یاد نہ ہو

[1] اون مسلمانون نے نجات پائی جو اپنی نمازون پر خشوع کرنے والے ہین۔

جو مقصود ہے اور تیرا دل مطلوب کی ہیبت و عظمت سے خالی ہو تو تیرے ذکر کی کچھ وقعت نہین۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے باتین کیا کرتے تھے اور ہم آپ سے کچھ کہتے تھے مگر جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپ گویا ہم کو نہ جانتے تھے اور ہم آپ کو نہ پہچانتے تھے۔

ایک حدیث ہے کہ خداوند کریم اُس نماز کی طرف نظر نہین کرتا جس مین آدمی اپنا دل مع بدن کے حاضر نہین کرتا ہے۔

ہمارا خشوع وخضوع

ہم نے جس خلوص اور خشوع وخضوع کا مختصر تذکرہ کیا ہے اس درجہ پر تو ہمارا پہونچنا بہت مشکل ہے اگرچہ اللہ کے نزدیک آسان ہے کہ وہ ایسی توفیق عطا کرے تاہم اول وقت پر احکام فرائض اور واجبات وسنن کو ملحوظ رکھ کر اور جس قدر بھی ہوسکے خشوع وخضوع اور حضور قلب کو پیدا کر کے نماز پڑھ لی جاے تو وہ بھی کافی ہے، ہمارا خشوع وخضوع اور حضور قلب یہی ہے کہ خدا کی دل سے عظمت کرین، اوس سے ڈرین اور اوس سے امید رکھین، قصورون سے نادم ہون، اچھے اعمال کی کوشش اور بُری باتون سے نفرت کرین۔

اللہ تعالیٰ خلوص نیت کو دیکھتا ہے جو کیا جاے خالص اوسی کے واسطے کیا جاے۔

خدا سے خشوع و خضوع مانگو | یہ خشوع و خضوع اور خلوص جب تم اوس کی خدا سے خواہش کروگی تو وہ تم کو عطا کرے گا اور خود بخود تمہارے دلون مین پیدا ہو جاے گا گویا خدا سے ایسی خواہش کرنا ہی خشوع و خضوع اور خلوص ہے خدا کی رحمت وسیع ہے اوس نے اپنی رحمت سے مایوس ہونے کو لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ فرما کر منع کیا ہے، تم اوس کی ذات سے خلوص رکھو اوس کی کبریائی کا خیال رکھو اور اوس کی رحمت کی امیدوار رہو۔

وسوسون کو روکنا چاہیے | تم جب نماز پڑھو تو اس بات کی کوشش کرو کہ دل مین وسوسے پیدا نہ ہون اور اگر پیدا ہون تو تم اون کو پھیلانے اور بڑھانے کا خیال نہ کرو بلکہ جس وقت دل مین کوئی وسوسہ پیدا ہو اوسی وقت اپنے دل کو اور زیادہ خدا کی طرف رجوع کرو اور اس کے دفع کرنے کی کوشش کرو خلوص دل کیساتھ پانچون وقت کی نماز اون تمام نمازون سے بہتر ہے جو روزشب کے اکثر حصون مین ریا سے پڑھی جاتی ہون اور لوگون کو دکھانے یا مذہبی اتقا جتانے کا اون مین خیال ہو۔

اگر تم صرف اوس اعرابی کی ہی طرح سے نماز ادا کرو جس نے بارگاہ رسالت مین حاضر ہو کر فرائض کے ادا کرنے کی نسبت سوال کیا تھا جس کے جواب مین آپ نے نماز، روزہ، زکوۃ کی ہدایت فرمائی تھی اور اوس نے یہ سن کر نہایت پر جوش لہجہ مین اور بڑے خلوص کے ساتھ کہا تھا واللہ لا ازید و لا انقص کہ "خدا کی قسم نہ مین اس سے زیادہ کرون گا اور نہ کم کرون گا" تو تمھاری نجات کے لئے کافی ہے، جس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کی نسبت فرمایا کہ افلح ان صدق کہ اگر اس نے سچ کہا ہے تو بے شک فلاح پائی اسی طرح تمھاری نجات بھی ہو جاے گی۔

خاتمہ تقریر

خواتین! چونکہ عبادت و نماز کا مضمون بہت وسیع ہے اور اس کے متعلق مین اس سے پہلے بھی تمھارے سامنے تقریر کر چکی ہون اس لئے اس وقت صرف اسی قدر حصہ پر اپنی تقریر ختم کرتی ہون، آیندہ دیگر شعائر و فرائض کے متعلق اسی طرح بہ اقساط بیان کرون گی، خداوند کریم مجھے تمھین اور تمام مسلمانون کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرماے

وما توفیقی الا باللہ



خواتین! بیان نماز کے بعد اب مین تمہارے سامنے شرائط نماز کے متعلق بھی تفصیل کے ساتھ کہنا چاہتی ہون۔ جن کے بغیر نماز ادا نہین ہوتی۔

پہلی شرط طہارت ہے۔ یعنی نماز پڑھنے والے کا جسم لباس، اور وہ جگہ جہان نماز پڑھی جائے ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو۔

دوسری شرط ستر ہے۔ یعنی نماز پڑھنے کی حالت مین اس قدر حصہ جسم کو چھپانا فرض ہے۔ جس کا ظاہر کرنا شرعًا حرام ہے

تیسری شرط استقبال قبلہ۔ یعنی نمازی کا رُخ نماز کی حالت مین قبلہ کی طرف ہو۔

چوتھی شرط نیت ہے۔ یعنی دل مین نماز پڑھنے کا قصد ہو

پانچوین شرط وقت ہے۔ یعنی نماز پڑھنے کے لیے

وقت نماز ہو جانا بھی ضروری ہے۔

طہارت

طہارت کے متعلق یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جب انسان کسی بادشاہ کے سامنے جاتا ہے تو کیا کیا التزام و اہتمام کرتا ہے۔ تحائف ساتھ لے جاتا ہے لباس بھی پر تکلف ہوتا ہے اس میں سیکڑون ہزارون روپیہ خرچ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس بادشاہ دو جہان کو تو تمہاری حالت بہتر بنانا اور اسراف سے بچانا منظور ہے۔ اس لیے اپنے دربار میں حاضری کے وقت نہایت سادگی سے اپنے روبرو آنے کی اجازت دی اور صرف اس بات کی تکلیف دی کہ تمہارا لباس خواہ کیسا ہی پُرانا اور کم قیمت کیون نہ ہو لیکن نجاست ظاہری سے پاک ہو

صوفیہ کا فتواے طہارت

طہارت کے متعلق صوفیاے کرام کا تو یہان تک فتوی ہے کہ اپنے قلب کو بھی اخلاق و خیالات ذمیمہ کی نجاست سے پاک و صاف کر کے جانا چاہیے کیونکہ وہ شہنشاہ جسکے سامنے حاضری ہوتی ہے علام الغیوب بھی ہے اور دلون کے بھیدون کو اچھی طرح جانتا ہے اور بلاشبہ بُرے خیالات اور بُرے اخلاق دل کو بہت زیادہ پلید کر دیتے ہین بہ نسبت اُس نجاست کے جو لباس، جسم، اور جگہ کو گندہ بنا دیتی ہے

توکیون کر ایک بندہ کی جرأت ہوسکتی ہے کہ وہ ایسی نجس حالت مین اُس شہنشاہِ دوجہان کے حضور مین حاضر ہو جبکہ وہ اُسکو حاضر و ناظر بھی باور کر رہا ہو تم کسی حاکم کسی بادشاہ اور اپنے سے زیادہ کسی ذی مرتبہ آدمی کے سامنے اپنے آپ کو مہذب بنانے پر مجبور ہو اگر تمہاری زبان پر بُرے الفاظ چڑھے ہوے ہین جب بھی زبان کو سنبھال سنبھال کر باتین کرتے ہو کیون کہ وہ بڑا شخص تم کو دیکھتا اور تمہاری باتون کو سنتا ہے تو سمجھنا چاہیے کہ اسی طرح وہ شہنشاہ دوجہان بھی انسان کے دل کی نجاستون اور گندگیون کو یعنی بُرے خیالات اور بُرے اخلاق کو دیکھتا اور جانتا ہے۔

طہارت باطنی وظاہری | قرآن مجید مین ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ اِس مین خداوند کریم نے صاف فرمادیا ہے کہ بیشک وہ توبہ کرنے والون اور پاک صاف رہنے والون کو دوست رکھتا ہے۔ جس طرح کہ پانی ظاہری نجاستون کو دور کرتا ہے۔ اُسی طرح گناہگارون کے لیے توبہ بھی ایسا مقدس پانی ہے جو دل کی نجاستون کو دہوتا ہے۔ مبارک ہین وہ لوگ جو پاک وصاف رہتے ہین اور جن کا دل گناہون کی گندگی سے منزہ اور

پاکیزہ رہنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الطھورُ شطرُ الایمانِ یعنی پاکی نصف ایمان ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ہر مومن اور مسلمان کو طاہر رہنا چاہیے۔ یقیناً جس شخص مین طہارت قلب اور طہارت جسم ولباس نہ ہوگی وہ کس طرح اپنے فرائض عبدیت اور ارکان دین بجا لا سکتا ہے۔

آنحضرت کی طہارت پسندی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طہارت اس درجہ پسند تھی کہ آپ نے اپنے ایک صاحبزادے کا نام بھی طاہر رکھا تھا خداوند کریم نے سورۂ توبہ مین فرمایا ہے کہ:۔

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ○

یعنی مسجد قبا[1] مین ایسے لوگ ہین جو خوب صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے ہین اور اللہ خوب ستھرے رہنے والون کو پسند فرماتا ہے۔

---

[1] مسجد قبا — حوالی مدینہ منورہ مین ایک مسجد ہے جس کا نام مسجد قبا ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ مین تشریف لائے تو پہلے مدینہ سے باہر اترے اور پھر شہر مین تشریف لے گئے۔ اور مسجد نبوی بنائی۔ مدینہ کے باہر جہان قیام ہوا تھا وہان ایک محلہ تھا۔ اور اس محلہ مین ایک خاص جگہ آپ نماز باجماعت پڑھتے تھے۔ اس محلہ کے رہنے والون نے اس جگہ کو مسجد بنا لیا۔ اس مسجد مین جو لوگ نماز پڑھتے تھے۔ وہ خوب (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آیندہ)

آنحضرت کو حکم طہارت | سورۂ مدثر مین ارشاد ہے۔

یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ۝	ای پیغمبر وحی کی شدت اثر سے جو چادر اوڑھے
قُمْ فَاَنْذِرْ ۝	ہوے ہو کھڑے ہو جاؤ اور لوگون کو عذاب خدا
وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ۝	سے ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی کبریائی بیان کرو
وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ ۝	اور اپنے کپڑون کو خوب پاک صاف رکھو اور نجاست
وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ ۝	سے الگ رہو۔

اس آیت مین جہان خداوند کریم نے اپنے عذاب سے ڈرانے اور اپنی عظمتون کے بیان کرنے کی اپنے محبوب نبی کو ہدایت فرمائی ہے۔ وہان باطہارت رہنے اور نجاست سے بچنے کی بھی نصیحت کی ہے۔

طہارت کا ایک لطیف اشارہ | خواتین! یہان یہ نکتہ ذہن مین رکھنے اور غور کرنے کے قابل ہے کہ اس آیت مین آنحضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے تھے۔ اور قضائے حاجت کے بعد ڈھیلے وغیرہ لیکر پھر پانی سے استنجا کر کے طہارت کاملہ حاصل کرتے تھے۔ اس آیت مین خداوند کریم نے ان کی تعریف کر کے صاف ستھرے رہنے والون کی نسبت اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو مدثر سے مخاطب کیا ہے۔ یعنی باوجودیکہ
آپ حامل وحی تھے۔ آپ پر کلام مجید نازل ہوتا تھا۔ آپ
خاتم النبیین اور خدا کے کیسے خاص اور محبوب بندہ تھے لیکن
جب کلام مجید کی کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ کا تمام جسم
کانپنے لگتا تھا۔ آپ پر اضمحلال کی حالت طاری ہوجاتی تھی۔
اور آپ نحیف معلوم ہونے لگتے تھے۔ اور اس کے اثر سے آپ
چادر لپیٹ کر لیٹ جاتے تھے۔ خداوند کریم نے اس آیت
مین چونکہ اپنے خوف سے ڈرانے اور اپنی عظمت کو بیان کرنے
کا حکم دیا۔ اس لیے آپ کو لفظ "مدثر" سے بھی مخاطب فرما کر
آپ کی اُمت کو سمجھا دیا کہ خود تمہارے رہبر اور نبی کی یہ حالت
ہوجاتی تھی تو تم کیون کر اُس کی عظمت اور اُسکے خوف سے
بے پروا ہوسکتے ہو۔ اسی آیت مین کپڑون کو صاف رکھنے
اور نجاست سے علٰحدہ رہنے کی بھی ہدایت کی ہے کہ خدا کا خوف
اور اُسکی عظمت کے لیے یہ دونون چیزین ضروری ہین۔

طریقہ خطاب | خواتین! یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے۔ آپ سے کوئی خطا
اور کوئی گناہ سرزد نہین ہوا۔ تاہم چونکہ آپ خدا کے سب سے زیادہ

مقرب بندے تھے۔ اس لیے آپ دوسرون سے زیادہ توبہ واستغفار مین مصروف رہتے تھے اور ہر موقع پر خدا کی مغفرت اور اُس کی رحمت وہدایت کے طالب ہوتے تھے۔

یہ جو کلام مجید مین جا بجا گناہون سے بچنے اور اچھی باتون کو اختیار کرنے کا آپ کو مخاطب کر کے حکم دیا ہے وہ محض ایک طریقۂ خطاب و بیان ہے اِس سے اصلی مخاطب تمام انسان ہین۔

عبادت مین طہارت سے کون سی طہارت مراد ہے۔

تم کو ان چند آیات و احادیث سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اسلام مین طہارت کیسی ضروری چیز ہے اور پاک و صاف رہنے والون کا کیسا درجہ ہے کہ خدا بھی اُن سے محبت کرتا ہے۔ طہارت باطنی یعنی طہارت قلب و روح تو جس شخص کو حاصل ہو جائے وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے لیکن طہارت ظاہری کا بھی جو شخص عادی ہو جاوے وہ بھی خوش قسمت ہے اس سے بھی روح، قلب اور آنکھون کو فرحت و تقویت حاصل ہوتی ہے صحت اچھی رہتی ہے اور طبیعت مین لطافت آتی ہے اور اسی طہارت سے ہماری بحث ہے اور عبادت نماز

مین جو شرط طہارت ہے وہ بھی طہارت ظاہری ہی ہی اور اسی طہارت ظاہری کو طہارت باطنی کا ذریعہ سمجھنا چاہیے اگر اس کا التزام رکھا جائے اور احکام الہی کی پوری پابندی کی جاے تو اُسکے کرم سے قوی امید ہے کہ طہارت قلبی بھی حاصل ہوجائے گی

طہارت کی قسمین | غرض طہارت ظاہری کی تین قسمین ہین ایک تو حدث سے طہارت۔ دُوسرے بدن یا کپڑے یا جگہہ کے ساتھ جو نجاست متعلق ہو اُس سے طہارت تیسرے بدن مین جو چیزین پیدا ہو جاتی ہین اُن سے طہارت۔ حدث کی طہارت کے بھی دو درجے قرار دیے گئے ہین ایک طہارت کبرٰی اور دُوسری طہارت صغرٰی۔ طہارت کبری سے یہ مراد ہے کہ پانی سے تمام بدن کو دھویا جاے۔ پانی خود ایک پاک چیز ہے اور سب نجاستون کو دور کر دیتا ہے سب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ غسل کا طبیعت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ انسان کھاکر تو پچھتاتا ہے لیکن نہا کر نہین پچھتا تا یعنی کھانے سے تو اکثر نقصان پہنچ جاتا ہے مگر نہانے سے بہت کم پہونچتا ہے۔ طہارت صغری صرف ہاتھ پاؤن اور منھ کے دھونے اور سر کے مسح سے حاصل ہوتی ہے اس کا نام وضو ہے۔

طہارت کبریٰ کی شرطین

طہارت کبری مین غسل کیا جاتا ہے اُسکے لیے یہ ضروری شرطین ہین کہ جسم کے تمام ظاہری حصہ پر بہ شرطیکہ کوئی عذر نہو پانی پہونچ جاے اگر اُس کا کوئی بال برابر حصہ بھی پانی پہنچنے سے باقی رہیگا تو طہارت کبریٰ نہ ہوگی۔ جسم کے کسی حصہ پر ایسی چیز نہین ہونی چاہیے جس کی وجہ سے تمام بدن پر پانی نہ پہنچ سکے مثلاً تنگ زیور جیسے انگوٹھیان یا بالیان وغیرہ ہوتی ہین

کان ناک چھیدنیکی رسم

خواتین! اگرچہ کان اور ناک کے چھیدنے کی رسم ایک قدیم رسم ہو اور تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ عرب مین بھی یہ رسم تھی۔ حضرت ہاجرہ کے کان حضرت سارہ نے چھیدے تھے اور اُن کی یہ سنت جاری تھی۔ عہد اسلام مین بھی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لو چھیدی گئی تھی آپ کے جہیز مین بالیان بھی شامل تھین لیکن ہندوستان مین بعض جگہہ کانون کو اس قدر چھیدا جاتا ہے کہ ایک ایک کان مین گیارہ گیارہ چھید تک ہوتے ہین اور ایک ہی کان مین متعدد زیورات جیسے پتے، بالی، بھوے، جھمکی، انتیان، مُرکی پہنی جاتی ہین۔ اسی طرح ناک مین بھی کہین ایک کہین دو اور کسی ملک مین تین تین چھید ہوتے ہین جن مین نتھ، بلاق اور لونگ پہنی جاتی ہین اس مین تو شک نہین کہ

عورتوں پر اُس کا انعام ہے کہ اُسنے چاندی، سونا، موتی اور
جواہرات، حریر اطلس وغیرہ سب عورتوں کے لیے جائز رکھا ہے
بلکہ عورتوں کو تو تاکید بھی فرمائی گئی ہے کہ اپنے شوہروں کے
سامنے خوش پوشاک اور بنی سنوری رہیں البتہ نامحرموں کی
نظر سے اپنی زینت چھپائیں لیکن ہر چیز میں اعتدال ملحوظ رکھنا چاہیے

زیور مانع طہارت نہ ہونا چاہیے۔

اسی طرح زیور پہننے میں بھی اعتدال رکھنا چاہیے اور اتنے زیور
سے کہ طہارت میں دقت وتکلیف ہو یا فرق آئے پرہیز رکھا جائے
کیونکہ کان اور ناک کے چھیدوں میں جب تک کہ اندر پانی نہ جائے
کامل طہارت نہیں ہوتی۔ اور ایسی حالت میں ایسے زیور کا استعمال شرعاً حرام ہو جاتا ہے

زیور باعث تکلیف ہوتا ہے

اب غور کرو کہ یہ کیسی دقت اور کیسی علت ہے
جو ہم خود اپنے ہاتھوں مول لیتے ہیں۔ کانوں کو اس قدر چھیدنے
کی تکلیف۔ پھر اُنکا پکنا پھوٹنا بجائے خود ایک مصیبت ہے۔ پھر
اچھے ہونے کے بعد ہمیشہ طہارت کامل کی دِقّت موجود ہے۔

خواتین! میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ میرے سُنے ہوئے
سچے واقعات ہیں کہ بعض لڑکیاں کانوں کے چھیدنے کی وجہ سے
چل بسیں گوشر[۱] کی بیماری سے موت ہوئی یا کسی بے احتیاطی سے بد گوشت نکل آیا اور

[۱] پالا اور فالج کی طرح ایک بیماری ہے۔

عمر بھر کو قدرتی خوبصورتی کو مصنوعی خوبصورتی پیدا کرنے کی وجہ سے بگاڑ دیا۔

مصنوعی خوبصورتی ممنوع ہے

اگرچہ زیور کی کوئی ممانعت عورتوں کے واسطے نہیں آئی لیکن مصنوعی خوبصورتی پیدا کرنے کی ممانعت میں توحدیثیں موجود ہیں تاہم شکر ہے کہ بعض جگہہ یہ رسم کم ہوتی جاتی ہے اور عقلمند ماؤں نے اپنے بچوں کے کان چھیدنا موقوف کر دیا ہے اور اب بہت تھوڑی مدت کے بعد یقیناً اس قدر زیادہ چھیدنے کی رسمیں بند ہوجاوینگی کیونکہ اب باوجود کان ناک چھیدنے کے بھی ان میں اتنا زیور نہیں پہنا جاتا۔

اس بات کا خیال رکھنے کے بعد کہ کوئی ایسا زیور نہو جس کے باعث کسی حصۂ جسم پر پانی نہ پہونچ سکے تمام جسم کو اچھی طرح دہویا جائے

غسل کے وقت پردہ کا اہتمام

غسل کے وقت یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہیے کہ پردہ کا خوب اہتمام کیا جاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :-

اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ سِتِّیْرٌ	خدا بڑا باحیا اور بڑا پردہ والا ہے
دوسری جگہہ ہے	
یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالسَّتْرَ	یعنی وہ حیا اور پردہ کو بہت محبوب رکھتا ہے۔

تنہائی میں بھی اس طریقہ سے اہتمام کرنا چاہیے کہ اگر اچانک طور پر یا اچانک کوئی شخص گزرے تو غسل کرنے والے کا ستر نہ دیکھ سکے۔

بال دھونے میں احتیاط

بال دھونے میں یہ بات بھی خیال رکھنی چاہیے کہ ہر بال پانی سے دھل جائے اور جسم کا میل اتر جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

تحت کل شعرۃ جنابۃ فاغسلوا الشعر وانقوا البشرۃ	ہر بال کے نیچے ناپاکی ہے پس بالوں کو دھوؤ اور بدن کو صاف کرو۔

جسم کا پانی بہنا چاہیے

جسم پر پانی اس طرح ڈالا جائے کہ وہ بہہ جائے ٹب وغیرہ میں بیٹھکر غسل کرنے سے طہارت نہیں ہوتی کیونکہ اس پانی میں نجاست شامل ہوجاتی ہے اس کے علاوہ جب سر پر سے پانی بہایا جاتا ہے تو ایک خاص قسم کی فرحت محسوس ہوتی ہے اور اس طرح ہر مرتبہ صاف اور تازہ پانی بہتا ہے مگر ٹب میں یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ یہ امر کہ کن صورتوں میں طہارت کبریٰ اور کن صورتوں میں طہارت صغریٰ ضروری ہے ایک بہت بڑا بیان ہے اور وہ تمام مسائل کی کتابوں میں بہت تفصیل کے ساتھ درج ہے وضو میں صرف وضو اور اسی کی فضیلت کے متعلق جو طہارت صغریٰ

سے بیان کرنا چاہتی ہون۔

طہارت صغریٰ یعنی وضو مین حفظان صحت

وضو مین جن اعضا کا دہونا واجب ہے ان کو اگر حفظ صحت کی نظر سے دیکھا جائے تو بھی اس مین بڑے اعلیٰ اصول پنہان ہین۔ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ جسمانی پاکیزگی کسقدر ضروری چیز ہے۔

آٹھون پہر ہمارے جسم کے اندر سے مختلف قسم کے زہر نکلتے رہتے ہین۔ پھر وہ اعضا جو قریب ہوتے ہین نہ صرف گرد و غبار مین ہی آلودہ ہو جاتے ہین۔ بلکہ اُن تمام جراثیم کو جو ہمارے جسم کے اندر سے بھی نکلتے ہین۔ جذب کر لیتے ہین۔ اور اس طرح جسم کے اندر اور جسم کے باہر جراثیم کا اثر ان تمام اعضا پر رہتا ہے۔ اب ان کو جتنی مرتبہ جسم سے دفع کیا جائے اتنا ہی مفید ہے۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھون کو دہو لینا اسلیے ضروری ہے کہ ہمارے ہاتھ اُن جراثیم کے زہر سے پاک ہو کر ہمارے کھانے کو زہر آلود نہ کرین اسکے علاوہ طبی طور سے یہ مسلم ہو چکا ہے کہ ہمارے مختلف اعضا پر پانی کا ڈالا جانا ایک قسم کی تازگی پیدا کرتا ہے۔ جس سے دل و دماغ کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ وضو مین یہ تمام طبی رعایت ملحوظ ہے۔ اور اُن اعضائے جسم تک پانی پہنچانا ضروری ہے کہ جن سے کل جسم کو

ٹھنڈک اور آرام پہنچتا ہے۔ اور اطبانے تسلیم کرلیا ہے کہ بہت سے امراض جو کان اور ناک مین پیدا ہوکر بہت ہی تکلیف دہ ثابت ہوتے ہین۔ ان کا بہترین علاج یہ ہے کہ ہر روز ناک اور کان کو پانی سے دھو دیا جاے ناک مین تو پانی ڈالا جا سکتا ہے لیکن کان کے بیرونی حصہ یعنی خول کو پانی سے ہاتھ ستھرا کرکے گرد وغیرہ سے پاک کرلیا جاے۔ کیونکہ اگر پانی ڈالا جائیگا تو اور خطرات پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اسلیے کان کا مسح کیا جاتا ہے۔

وضو مین مسواک

وضو مین مسواک بھی ایک ضروری چیز ہے۔ اور یہ کس قدر مفید ثابت ہوئی ہے کہ اس سے منہ کی رطوبت خارج ہوتی ہے۔ مسوڑہون مین خون نہین جمنے پاتا۔ دانت صاف رہتے ہین۔ اور کھانے کے ریزے وغیرہ جو کچھ رہجاتے ہین وہ بھی صاف ہوجاتے ہین۔ معدہ کی ان بیماریون سے جو مسوڑہون کی خرابی سے پیدا ہوتی ہین حفاظت رہتی ہے۔ جو مسلمان مسواک کے عادی ہین ان کو دانتون اور مسوڑہون کے مرض کی شکایت نہین ہوتی اور بڑھاپے مین جب کہ تمام اعضا کمزور ہوجاتے ہین۔ اسوقت بھی دانت برابر کام دیتے ہین اگر پانچون وقت مسواک نہ کیجاسکے تو کم از کم صبح اور عشا کے وقت تو ضرور ہی کرلینی چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار چیزین پیغمبرون کی سنت ہین۔ حیا کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا، نکاح کرنا۔ ایک دوسری حدیث مین مسواک کی نسبت ارشاد ہے کہ مسواک کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور منہ پاک وصاف رہتا ہے

وضو موجب تزکیہ نفس ہے

وضو تزکیہ نفس کا بھی بڑا ذریعہ ہے یعنی روح، دماغ اور قلب پر بھی اچھا اثر کرتا ہے اور ان مین ایک سکون محسوس ہوجاتا ہے تاکہ خدا کی عبادت یکسوئی کے ساتھ ادا ہوسکے۔

احکم الحاکمین کے دربار مین جانے کی تیاری

خواتین! اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ انسان جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو قبل اسکے کہ وہ اپنی تمام تر توجہ اس کام کی جانب مبذول کرے اس کی تیاری کرتا ہے۔ مثلاً سونے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے بستر جھاڑ لیتا ہے اور اسکو بچھا لیتا ہے تب اسپر آرام سے لیٹتا ہے۔ اور اپنے دل ودماغ کو اس خیال کی جانب متوجہ کرتا ہے کہ اب

---

۵۱ یحیی وعیسی نے نکاح کیون نہ کیا | اگرچہ یہان بحث مسواک سے ہے۔ ممکن ہے کہ اس حدیث سے یہ بھی خیال پیدا ہو کہ جب نکاح کرنا پیغمبرون کی سنت ہے تو حضرت عیسی اور حضرت یحیی نے کیون یہ سنت ترک کی اور نکاح نہین کیا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آیندہ)

نیند کا وقت ہو اب سونا چاہیے۔ اسی طرح جب کھانا کھانے کا قصد کرتا ہو تو کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتا ہے دسترخوان بچھاتا ہے اور جو کچھ اللہ پاک نے دیا ہو اُسے لاکر رکھتا ہے اور پھر بیٹھکر ایک ایک لقمہ بناتا اور بسم اللہ کہکر کھانا شروع کرتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی حاکم کے پاس ملنے جانے کا ارادہ ہے اور اس سے وقت مقرر ہو چکا ہے تو وقت سے پہلے کپڑے بدلتا ہے خوشبو وغیرہ لگاتا ہے۔ اگر سواری مین جانا ہے تو اُس کو صاف کرا لیتا ہے بہرصورت وقت سے قبل اہتمام کر لیتا ہے۔ اور جب خدا خدا کر کے وقت آتا ہے تو روانہ ہوتا ہے اب راستہ بھر یہ غور کرتا جاتا ہے کہ مین یہ کہون گا اور حضور یہ کہین گے پھر مین یہ جواب دون گا اور حضور یہ ارشاد فرمائینگے غرض کہ وہان پہونچتا ہے تو موقع کا انتظار ہے۔ تنہائی کا انتظار ہے کہ کب وقت آئے تو دو چار ضروری باتین عرض کروں پھر بھی اگر وقت مل گیا تو خیر ورنہ چلے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مین اسکے متعلق اس وقت زیادہ بحث نہین کرون گی۔ صرف یہ کہنا چاہتی ہون کہ کتابون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نکاح کو برا نہین سمجھتے تھے۔ بلکہ بوجہ چند مجبوریون کے انکا نکاح نہ ہوا۔

آئے۔ تو اے خواتین! اسی طرح وضو سے احکم الحاکمین کے دربار مین حاضر ہونے کی تیاری کی جاتی ہے یعنی جب وقت آتا ہے تو وہ اپنے تمام دنیوی کامون کو چھوڑ کر اس کے دربار مین حاضر ہونے کی تیاری کرنے لگتا ہے اسکے بعد دنیوی حاکمون کی طرح نہین کہ موقع اور فرصت کا انتظار کیا جائے۔ جاتے ہی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور باتین ہونے لگین جواب ملنے لگا اور یقین ہو گیا کہ ہم نے جو کچھ عرض کیا اسی کا جواب ملیگا کیونکہ وہ وعدہ کر کے اطمینان دے چکا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اب یہ اسکا انعام ہے کہ اُسنے اپنے دربار مین حاضر ہونے کے لیے بہت آسان طریقہ بتا دیا ہے کہ مونہہ ہاتھ دھو کر اور صاف کپڑے پہنکر حضور مین حاضر ہو گئے۔

اسلام کے اصول سہل ہین

خواتین!

اسلام بھی کس قدر پاک اور سچا مذہب ہے اور کتنی سہولتین اس مین عطا کی گئی ہین۔ اگر کہین ہمارے لیے بھی وہی احکام نازل ہوتے جو یہودیون کے لیے ہوئے تھے تو بڑی دشواری اور مصیبت کا سامنا ہوتا۔ لیکن یہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے جسکی ذات کو اللہ تعالے نے رحمۃ للعالمین بنایا اور اُسکے صدقہ مین امت پر ایسی رحمتین نازل فرمائین۔

وضو کی فضیلت — وضو کی فضیلت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اچھی طرح سے وضو کیا اس کے بدن سے اُس کی تمام خطائین ناخنون کے نیچے سے ہو کر محو ہو جاتی ہین سُبحَانَ اللهِ وَبِحَمدِهٖ قدم قدم پر ہم سے کیا کیا نعمتون کا وعدہ ہے اور ہم نعمتون سے منھ پھیرتے ہین۔

دوسری حدیث مین ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے روز میری اُمت کو جو پکارا جائیگا تو وضو کے آثار سے اُن کے ہاتھ پاؤن اور چہرے روشن ہون گے اس لیے تم مین سے جو کوئی اپنی روشنی بڑہا سکے وہ بڑہا لے۔ اور اسی وجہ سے اس امت کو تمام امتون سے ایک درجہ امتیاز حاصل ہوگا۔

وضو بجائے خود ایک عبادت ہے اور نماز کے ساتھ اسکو بھی مقرر کر دیا ہے اس مین نماز کی عظمت بھی پائی جاتی ہے اور گویا یہ نماز کی کنجی ہے۔

وضو کی ترتیب مین مصلحت — ایک عالم نے اِن اعضاء وضوء کی تحقیق اور اُن کی ترتیب کے وجوہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ جن اعضا سے خدا کی نافرمانی یا گناہون کا ارتکاب زیادہ ہوتا ہے یا اُن کے دھونے سے ان کی طہارت باطنی پر تنبیہ کی جاتی ہے ان ہی اعضا کا دھونا فرض کیا گیا ہے ان مین سب سے اول چہرے کے دہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ چہرے مین مُنہہ، آنکھ، اور ناک، داخل ہین اور اُن اعضاء

کو گناہ کرنے مین جس قدر دخل ہے کسی اور عضو کو نہین اس لیے
کلّی کی جاتی ہی کیونکہ اسی سے بڑے اور چھوٹے کلمات نکلتے ہین
اسی سے غیبت اور چغلخوری کی جاتی ہے پس منھ سے کلی کرنے سی
طہارت ظاہری سے صفائی باطن کی طرف اشارہ ہے تاکہ اُن
گناہون کی یاد آئے جو اس نے کیے تھے اور اُن سے توبہ کرے۔
ناک کو پانی سے اس لیے صاف کیا جاتا ہے کہ اگر اُس نے
کوئی ایسی چیز سونگھی ہے جس کی شریعت نے اجازت نہین دی
مثلاً چوری کا عطر سونگھا تو اس سے توبہ کرنے کا خیال پیدا ہو اور وضو
کی برکت سے وہ گناہ معاف ہو جائے پھر آنکھون کو دھویا جاتا ہی
اس سے یہ مقصود ہے کہ اُس نے ایسی چیزون کو دیکھا ہے جنھین
دیکھنا حرام ہے اس لیے توبہ کرے۔ پھر اُسکے بعد وہ کہنیون تک
ہاتھ دھوتا ہے کیونکہ جیسے ہی زبان سے کوئی بات نکلی یا کسی چیز پر
نظر پڑی تو اُسکے بعد اکثر اوقات ہاتھون سے ہی کام لیا جاتا ہی
پس جب اُسکی نوبت آئیگی تو خواہ مخواہ طہارت باطنی کا بھی خیال
پیدا ہوگا اور اپنی دست اندازی سے توبہ کرے گا۔ اسکے بعد
سر کے مسح کا حکم ہی یہ اس لیے نہین دھویا جاتا کہ اس سے فی نفسہ
کوئی گناہ سرزد نہین ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو آنکھ اور زبان کی قربت

کی وجہ سے۔ اس لیے مسح کا حکم دیا گیا۔ علاوہ ازین سر کے
دہونے مین دشواری بہی زیادہ ہے دیگر اعضا کی طرح آسانی
نہین ہے اور روزمرہ کے معمولات دین مین ہر طرح کی آسانیان
ملحوظ رکھی گئی ہین۔ پس سر کا ہر وقت دہونا آسانی کے منافی تھا۔
اسکے بعد کان کا مسح کیا جاتا ہے کیون کہ کانون سے بھی اگر کوئی گناہ
کی بات توجہ کے ساتھ سنی ہے تو اس سے مسح کرکے وہ توبہ کرلے گا
گردن کے مسح کی نسبت بھی یہی حکم ہے:۔

اسکے بعد پاؤن دہوئے جاتے ہین کیونکہ وہ سب کے بعد گناہ
کرتے ہین اس لیے کہ اکثر اوقات آنکھ اور منھ کان اور ہاتھ سے
کام لینے کے بعد قدم اُٹھانے کی نوبت آتی ہے اس لیے سب کے
بعد پاؤن دہوئے جاتے ہین اور اسکے دہونے سے بھی باطن کی صفائی ہوتی ہے۔

تین مرتبہ دہونے کی مصلحت

پھر ان کے تین تین مرتبہ دہونے مین ایک اور
راز ہے گویا کہ یہ توبہ کے تینون ارکان کا پورا مقابلہ ہے یعنی پہلا اپنے
کیے ہوے گناہ پر ندامت۔ دوسرا اس سے باز آنا تیسرا اس کے
نہ کرنے کا مصمم ارادہ پس ہر مرتبہ دہونے سے ہر رکن پر ایک تنبیہ ہوتی ہے
حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ مسلمان یا مومن بندہ جب اپنا منھ دہوتا ہے تو اس کے منھ سے

سارے گناہ جو اُس نے آنکھوں سے دیکھے تھے پانی کے ساتھ بہ جاتے ہین اور جس وقت ہاتھ دھوتا ہے تو سارے ہاتھ کے گناہ، اسی طرح جب پاؤن دھوتا ہے تو پاؤن کے گناہ دہل جاتے ہین۔

وضو اعضا مین روشنی پیدا کر دیتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میری امت غُرًّا مُحجَّلُوْن کہکر پکاری جائیگی اس لیے کہ وضو کا پانی جن اعضا پر پڑتا ہے وہ اعضا قیامت کے دن نہایت روشن اور چمکدار ہو جائینگے بعض صحیح احادیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اپنی امت کو پہچان لون گا۔ کسی نے کہا اتنے بڑے مجمع مین آپ کس طرح پہچان لین گے تو فرمایا کہ وضو کی وجہ سے ان کے ہاتھ، پاؤن، منھ چمکتے ہون گے۔

وضو کی دُعائین

خواتین! وضو دراصل بارگاہ الٰہی مین حاضر ہونے کی ایک تیاری ہے جیسا کہ مین نے اس سے قبل بیان کیا ہے اب تیاری کرتے وقت بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی توجہ اور خیال کو اُسی طرف رکھین اور اُسی سے استعانت اور مدد طلب کرین اس لیے وضو کے وقت بھی چند مخصوص دعائین پڑھی جاتی ہین جن مین خدا سے مدد کی التجا ہوتی ہے جس وقت وضو کرنے کو بیٹھین تو یہ دعا پڑھکر شروع کرنا چاہیے:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ	شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ورحم والا ہے
جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا	سب تعریف اُس خدا کو سزاوار ہے جس نے پانی کو پاک بنایا

یہ کہکر ہاتھ دہوے اور منہ سے کلی کرے تو کہے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ[1] عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَتِلَاوَةِ كِتَابِكَ اور اس سے بہتر یہ ہے

اَللّٰهُمَّ اسْقِنِيْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ كَاْسًا	یعنی اے اللہ اپنے نبی کے حوض سے ایک ایسا
لَا اَظْمَاءُ بَعْدَهٗ اَبَدًا	گلاس پلا دے جو کبھی اُس کے بعد پیاس نہ لگے"

پھر جب ناک مین پانی ڈالے تو یہ کہے

اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَارْزُقْنِيْ	اے اللہ مجکو جنت کی خوشبو سنگھوا اور اُسکی نعمتین
مِنْهُ وَلَا تُرِحْنِيْ رَائِحَةَ النَّارِ	نصیب کر اور دوزخ کی بو سے بچا"

اور جب منہہ دہونے لگے تو یہ دعا پڑہے ۔

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ	اے اللہ میرا منہہ روشن کر جس دن کہ روشن
وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ	ہونگے منہہ اور سیاہ ہون گے منہہ"

پھر جب داہنے ہاتھ کو کہنی تک دہوے تو یہ دعا پڑہے

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ	اے اللہ میرا نامۂ اعمال میرے داہنے ہاتھ مین
حِسَابًا يَّسِيْرًا	دینا اور حساب آسان کر

پھر جب بایان ہاتھ دہوے تو پڑہے ۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ	اے اللہ میرا نامۂ اعمال بائین ہاتھ مین اور

[1] اے اللہ میری مدد کر تیرا ذکر اور شکر کرنے اور تیری کتاب کے پڑہنے پر +

وَرَاءِ ظَهْرِيْ	پیچھے سے نہ دینا ۔

پھر جب سر کا مسح کرے تو پڑھے ۔

اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ	یعنی میرے بدن کے بال اور کھال آگ پر حرام کرے اور مجھکو
اَظِلَّنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا	اپنے عرش کے زیر سایہ رکھ اُس دن کہ بجز تیرے عرش کے سایہ
ظِلُّ عَرْشِكَ	کے کوئی دوسرا سایہ نہو گا "

اور مسح سر کے وقت کی مختصر دعا یہ ہے

اَللّٰهُمَّ غَشِّنِيْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَيَّ	ای اللہ اپنی رحمت مین مجھکو ڈھانپ لے اور اپنی
مِنْ بَرَكَاتِكَ	برکتین مجھپر نازل فرما ۔

اور جب کان کا مسح کرے تو پڑھے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ	ای اللہ مجھے اُن لوگوں سے کر جو باتین سُنکر
الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ	اُن مین سے نیک بات پر عمل کرتے ہین "

پھر جب داہنا پیر دہوے تو کہے ۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ	ای اللہ میرے قدم کو صراط پر ثابت رکھ جس دن کہ
يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْاَقْدَامُ	اُس مین پاؤن ڈگمگانے لگین "

اور جب بایان پاؤن دہوے تو کہے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ سَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا	اے اللہ میری کوشش کو مشکور فرما اور گناہ کو
مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ	بخشا ہوا ۔ اور عمل کو قبول کردہ ۔ اور تجارت کو ایسا کر دے جس مین خسارہ نہ ہو ۔

یہان ترقی تجارت کی دعا اس لیے کی گئی ہے کہ یہ سب سے محبوب پیشہ ہے اور عرب اکثر تجارت کرتے تھے اس لیے لفظ تجارت آیا اس مین ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ چونکہ نیکی بجاے خود ایک قسم کی تجارت ہے کہ جب ہم ایک نیکی کرتے ہین تو دس گنا ثواب ملتا ہے گویا ہماری تجارت مین ترقی ہوتی ہے۔

جب وضو ختم کرے تو یہ دعا پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

اس دعا مین خدا کی وحدانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور عبدیت کی شہادت ادا کرنے کے بعد اپنے آپ کو توبہ کرنے والون اور پاک رہنے والون کے گروہ مین داخل ہونے کی آرزو ہے اور ظاہر ہے کہ یہی وہ چیز ہے جو ہر مسلمان کے لیے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

پانی کا اسراف ممنوع ہے

لیکن خواتین! بعض آدمی اس درجہ وہمی اور شکی ہوتے ہین کہ کیا طہارت کبریٰ اور کیا طہارت صغریٰ دونون مین اس قدر پانی صرف کرتے ہین جو حد اعتدال سے خارج ہو کر اسراف کے حکم مین داخل ہو جاتا ہے۔ عرب مین پانی کی کمی کی وجہ سے

غسل کے لیے ایک صاع جو پونے چار سیر کے قریب ہوتا ہے اور وضو کے لیے ایک مُد[1] جو قریب سوا سیر کے ہوتا ہے معین کیا گیا لیکن جہاں پانی بکثرت ہو وہاں اس پیمانہ کی قید نہیں رہی تاہم اسراف سے بچنا ضروری ہے

مجبوری میں طہارت کا بدل تیمم ہے

یہ تو ظاہر ہے کہ احکام اسلام میں ہر طریقہ سے جس قدر بھی ممکن ہے آسانیاں عطا کی گئی ہیں اور کسی کی طاقت سے باہر کوئی شرعی تکلیف نہیں دی گئی جیسا کہ خود ارشاد فرمایا ہے

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا | تکلیف نہیں دیتا ہے اللہ کسی نفس کو مگر اسکی وسعت کے مطابق

اسی لیے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق جو کچھ اوامر و نواہی

---

[1] مد بھوپالی وزن کے حساب سے تین پاؤ کا اور صاع تین سیر سے قدرے کم ہوتا ہے۔ ریاست بھوپال میں مولوی محمد یحییٰ صاحب مفتی ہیں اُن کے خاندان میں مد کی سند مسلسل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک موجود ہے علما اُن سے سند لیتے ہیں۔ اور ایک پیمانہ مد کا بھی سند کے ساتھ دیا جاتا ہے یہ معتبر پیمانہ بقدر مد موجود ہے اور ہر شخص اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

ہین وہ سب انسان کی طاقت سے زیادہ نہین ہین اور تکلیف یا ناچاری و مجبوری کی حالت مین خاص طور پر آسانیان دی گئی ہین اسی لیے غسل اور وضو جو پانی سے کیے جاتے ہین اور عبادت کے لیے فرض کیے گئے ہین تاہم پانی نہ مل سکنے کی صورت مین یا غسل اور وضو کرنے والے کو پانی سے ضرر پہنچنے کی حالت مین اِس کا بدل تیمم کر دیا گیا ہے۔

تیمم — ایسی صورت مین تیمم بھی ایک قسم کی طہارت ہوگئی اور پاک پانی کی جگہہ پاک مٹی نعم البدل بنا دی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جب ہم کو پانی نہ ملے تو اُس کی عوض زمین کی خاک ہمارے لیے باعث طہارت بنا دی گئی ہے"

مٹی سے تیمم — مٹی کا باعث طہارت بنانا بھی بڑی حکمت پر مبنی ہے کیونکہ اُس مین خاکساری پائی جاتی ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کا انکسار ظاہر ہوتا ہے۔

موزون کا مسح — اسی طرح چمڑے کے موزون پر بھی مسح کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے لیکن جہان اس کے ساتھ اتنی آسانی کر دی گئی ہو وہان نفس کو مطلق العنان نہ چھوڑ دینے کے لحاظ سے تین باتین

بھی مقرر کر دین - اول تو مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات
اور مسافر کے لیے تین دن رات مقرر فرمائی ہے دوسرے موزہ
وضو کرکے پہنا ہو - تیسرے مسح موزون کے اوپر کی طرف کیا جائے

لباس کی طہارت | جسمانی طہارت کے بعد لباس کی طہارت ضروری
ہے کیونکہ نماز کے اندر اس کی بھی شرط ہے اور یہ اُس معبود
برحق کی عبادت کے آداب مین داخل ہے اس سے پہلے مین
قرآن مجید کی آیت تلاوت کر چکی ہون اور جس مین یہ بتا دیا ہے کہ
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی اپنے کپڑون کو پاک رکھو اس لیے کہ نماز کی
تکمیل بغیر اس کے نہین ہو سکتی اور اس کا ناپاک رہنا آداب کے
خلاف ہے -

خواتین! دل کو پاک رکھنے کے لیے اُس کے اوپر کی چیزون
کو بھی پاک رکھنا ضروری ہے کیونکہ دل کے اوپر کی چیزین مثلاً
جسم اور لباس اُس کے غلاف ہین اور جب غلاف ہی پاک
نہ ہوگا تو دل کی پاکی کی کیا امید ہو سکتی ہے -

جگہ کی طہارت | طہارت لباس کی طرح جگہہ کی صفائی بھی ضروری
ہے جس جگہہ نماز پڑھی جائے وہ بھی نجاست سے پاک ہونی چاہیے

مسائل نجاست | اب اس امر کی ضرورت ہے کہ نجاستون کے دور

کرنے کے متعلق کامل طور پر آگاہی حاصل ہو لیکن چونکہ یہ مسائل تفصیل طلب ہین اس لیے پورے طور پر واقف ہونے کے لیے کتابون کو دیکھنا چاہیے اور کم از کم راہ نجات اور مالا بدمنہ ہی کو پڑھ لینا چاہیے ان مین تفصیل کے ساتھ یہ مسائل درج ہین اس موقع پر مین صرف یہ سمجھائے دیتی ہون کہ نجاست کی تین قسمین ہین۔ پہلی وہ جو اپنے جسم سے نکلتی ہے جیسے بول و براز خون وغیرہ دوسری وہ جو خود اپنے جسم کی نہ ہو تیسری وہ کہ جسکو شرع نے حکماً نجس قرار دیا ہے یعنی شراب تمام چوپایون کا بول و براز کتے خنزیر گدھے اور خچر کا لعاب دہن وغیرہ۔

جو نجاست کہ اپنے جسم سے نکلے اس کو پہلے دہونے کے بعد پھر طہارت کبریٰ یا طہارت صغریٰ جیسی ضرورت ہو کرنی چاہیے دوسری قسم کی نجاست اور تیسری قسم کی نجاست یعنی نجاست حکمی کے لیے صرف اس کا دہو دینا کافی ہے اس کے باعث غسل و وضو کی ضرورت نہین ہوتی مثلاً اگر کسی کو قے ہو یا جسم سے خون نکلے تو اُس کو دہو کر وضو کرنا ضرور ہے لیکن اگر کسی دوسرے کی قے یا خون یا بول و براز ہاتھ وغیرہ پر لگ جائے تو اسکے سبب وضو لازم نہین آتا اسکا صرف دہو دینا کافی ہے۔

طہارت محافظ صحت ہے	طہارت حفظ صحت کے لئے بھی بڑی ضروری چیز ہے

جو آدمی کامل طور پر پاک وصاف نہین رہتے وہ ہمیشہ امراض مین مبتلا رہتے ہین خصوصاً چھوٹے چھوٹے بچون کو تو زیادہ تر امراض پاک وصاف نہ رکھنے ہی کے باعث ہو جاتے ہین اگر ابتدا سے ہی اُن کو طہارت کا خوگر بنا یا جائے تو پھر یہ اُن کی طبیعت ثانیہ ہو جائے گی۔

ستر — خواتین! دوسری شرط نماز کی ستر ہے یعنی اس حصہ بدن کو ڈھانکنا جس کے ڈھانکے بغیر نماز نہین ہو سکتی خواہ آدمی تنہائی اور اندھیرے مکان ہی مین کیون نہ ادا کرے۔

ستر کا راز — ستر کو شرط نماز قرار دینے مین یہ رمز ہے کہ اس طریقہ پر نماز مین جو ادب اُس شہنشاہ دوجہان کا ہونا لازمی ہے وہ پورا ہو اس کے علاوہ ایک یہ بھی مصلحت ہے کہ بدن پر کپڑہ ہونے سے نظر نہین بھٹک سکتی۔

عورتون کا ستر — عورتون کے لیے سارا بدن چھپانا ضروری ہے کیونکہ اُن کا سارا جسم ستر ہے صرف اتنا بدن کھولنے کی اجازت ہے جس کے بغیر روزمرہ کا کام کاج نہین ہو سکتا۔ جیسے چہرہ اور دونون ہاتھ پہونچے تک اور قدم ٹخنے سے نیچے تک باقی تمام اعضا کو چھپانا چاہیے عورت جو کپڑے پہنے ہو اُس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ اوڑھنی بھی ضروری ہی تاکہ کامل ستر ہو جائے
عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہین ہوتی یہ اس امر کی
دلیل ہے کہ عورت کا سر اور اس کے بال بھی ستر ہین پس اگر
ننگے سر نماز پڑھی جائے تو شرط پوری نہو گی اور اسی طرح اگر
باریک کپڑا اوڑھے ہوئے ہو کہ جس مین بال یا بدن کا رنگ معلوم
ہوتا ہو اُس مین بھی نماز نہین ہو گی۔ بالون کے متعلق یہان تک
حکم ہے کہ اگر سر کا کوئی حصہ چوتھائی سے کم کھلا رہے تو نماز ہو جائے گی
لیکن اگر ایک بال بھی سامنے لٹکا ہوا آجائے تو نماز فاسد ہو گی
قدم کو بھی اگر موزے سے چھپا یا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ موزہ کے
علاوہ جوتہ پہنکر بھی نماز پڑھنی جائز ہے

اگرچہ دونون صورتون مین جواز ہے لیکن عورتون کے لیے
کم از کم موزہ پہنکر ہی نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ حضرت ام سلمہ کا
تو یہ قول ہے کہ عورت کا پشت قدم بھی داخل ستر ہے اور نماز مین
اُس کا ڈھانکنا واجب ہے۔ جب دونون طریقے جائز ہین تو
موزہ پہنکر ہی نماز پڑھنا مزید تقوے مین داخل ہوا لیکن چونکہ
یہان آسانیون کو ہی مشکل بنا رکھا ہے اسلیے موزے کا التزام
نہو تو بھی کوئی مضائقہ نہین۔ دوسرے کپڑے کے ہوتے صرف ایک

چادر سے بھی نماز ہوجاتی ہے بشرطیکہ تمام ستر چھپا ہوا ہو منھ
ڈہانک کر یا کپڑا الپیٹ کر نماز پڑہنی منع ہے اور اس طرح بھی ممانعت
ہے کہ آدمی اس طریقہ سے کپڑا اوڑہ لے کہ ہاتھ بھی اندر ہی رہین
اور یہ بدترین قسم کا لباس ہے کیونکہ انسان کی طبیعت و عادت مین
ہاتھون کا چھوٹا ہوا رکھنا واقع ہوا ہے اور ہاتھ اندر رہنے سے
حرکت مین دقت ہوتی ہے

لباس کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگرچہ ہر ملک کی وضع
قطع مین اختلاف ہوتا ہے لیکن خواہ کتنا ہی اختلافِ وضع کیون نہو
ہر صورت مین سترِ عورت ضروری ہے یعنی وہ اعضا اچھی طرح
چھپ سکین جن کو چھپانے کے لیے شرعًا حکم ہے لیکن آسانی
کے لیے یہ بھی حکم ہے کہ اگر پورا ستر چھپانے کے لائق کپڑے
نہ ہون تو جس قدر بھی چھپ سکے اُسی قدر چھپانا چاہیے اگر کسی قدر
بھی چھپانے کے لائق کوئی لباس نہین ہے تو پوشیدہ طور پر
ہی مکان مین نماز ادا کر لی جاے

عورت ہمہ تن ستر ہی

بہرحال عورتون کو جو ستر کی اس درجہ تاکید ہے
اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمہ تن ستر ہے۔

عورت ہمہ تن ستر کیون ہے؟ اس کے بہت سے اسباب

اور دلائل ہین جو انشاء اللہ پردہ کی بحث مین بیان کرون گی

عورتون کے لیے گھر مین نماز پڑہنا بہتر ہی

نماز جماعت کے جو احکام و فضائل ہین اور جو مصلحتین اُس مین رکھی گئی ہین وہ بہت طویل ہین لیکن عورتون کے لیے محض اسی ستر کے سبب سے یہی بات اولی ہے کہ وہ اپنے گھرون مین ہی نماز پڑہین - ایک صحابیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین آپ کے ساتھ نماز پڑہنے کو بہت عزیز رکھتی ہون - آپ نے فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ تم ایسا ہی چاہتی ہو لیکن تمہارا گھر کے اندر یعنی کوٹھری مین نماز پڑہنا دالان مین پڑہنے سے بہتر ہے اور قوم کی مسجد سے دالان مین نماز پڑہنا افضل ہے اور میری مسجد سے اپنی قوم کی مسجد مین نماز پڑہنا اعلی ہے -

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے "کہ عورتون کے لیے اُن کے گھر کے کونے اور تہ خانے بہتر مسجدین ہین"-

یہ ایک طویل بحث ہے اور یہان اسکی گنجائش نہین کیونکہ اس وقت میرا مطلب صرف اُس ستر کا بیان کرنا ہے جو نماز کے لیے ضروری ہے - خدا نے چاہا تو یہ تمام باتین پردہ اور

عام ستر کے مضمون مین بیان کرون گی

قبلہ رُو ہونا — تیسری شرط استقبال قبلہ یعنی قبلہ کی طرف منھ کرکے کھڑے ہونے کی ہے۔ اس کے ظاہری معنے یہ ہین کہ ہر طرف سے اپنا منھ پھیر کر صرف خالقِ کون و مکان کے گھر کی طرف رُخ کرلے۔ اس مین ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ ہر کام کو ایک ترتیب کے ساتھ کرے اور جب پانچون وقت وہ خدا کے حضور مین حاضر ہونے کو آمادہ ہو تو ایک سمت مقرر ہو جانے سے اُس مین یکسوئی پیدا ہو جائے اگر ایک جہت اور ایک سمت مقرر نہ ہوتی تو کوئی کسی طرف منھ کرتا اور کوئی کسی طرف اور اس طرح جو بے ترتیبی ہوتی وہ ظاہر ہے

ہمارا پہلا کعبہ — ہجرت سے سولہ سترہ مہینے تک مسلمان بیت المقدس کی طرف منھ کرکے نماز ادا کیا کرتے تھے لیکن چونکہ مدینہ مین منافقون کی بھی کثرت تھی اور خصوصاً یہودی زیادہ منافق تھے اور وہ بیت المقدس ہی کی طرف اپنا منھ کیا کرتے تھے ان کی اصلی حالت معلوم کرنے کے لیے آنحضرت کو خیال پیدا ہوا کہ اگر خدائے عز و جل ہمارا قبلہ اُسی قبلہ کو کرتا جو حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ تھا اور قبلہ کی سمت کو تبدیل کر دیتا تو یہ بھی امتحان ہو جاتا کہ کون منافق ہے اور کون درصل

مسلمان ہو۔

تحویل کعبہ | چنانچہ آپ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی:-

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي	(اے پیغمبر حکم تحویل قبلہ کا انتظار میں) تمہارا منہہ پھیر پھیر کر
السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً	آسمان کیطرف دیکھنا ہم ملاحظہ فرمارہے ہین تو (دیکھو اب) ہم
تَرْضٰهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ	جو قبلہ تم چاہتے ہو تم کو اسی کی طرف پھر جانیکا حکم دینگے
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا	(اچھا) تو (اب نماز پڑھتے وقت) مسجد حرام کی طرف
كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ	منہہ اپنا کر لیا کرو اور (مسلمانو) تم بھی جہان کہین ہو

اُسی کی طرف کو اپنا منہہ کر لیا کرو[1]

اُس وقت سے خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑہنا

---

[1] خانہ کعبہ ایک مختصر مکان ہے۔ اور وہ بھی نشیب مین۔ خاص شہر مکہ مین حرم سے باہر اطراف و محلات مین اگر کوئی نماز پڑہے تو عین کعبہ کی طرف منہہ کرکے نماز پڑہنا سخت دشوار ہے۔ اسی لیے خداے تعالےٰ نے امت پر آسانی فرمائی کہ مسجد حرام کی طرف منہہ کرکے نماز پڑہنے کا حکم دیا۔ نہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوکے۔ کیونکہ اُس مین بے حد تنگی ہوجاتی اور مسجد حرام ایک فراخ چیز ہے۔ اُسکی طرف منہہ کرنا آسان ہے۔ بلکہ دیگر بلاد مین توجہت کعبہ ہی کافی ہے۔ عین کعبہ یا عین مسجد حرام ہی شرط نہین۔

شرط ہوگئی -

کعبہ ابراہیم | حضرت ابراہیمؑ اور آپ کی امت بھی کعبہ ہی کی طرف مونہہ کیا کرتی تھی - البتہ حضرت یعقوبؑ اور ان کی اولاد کا قبلہ بیت المقدس تھا - چونکہ آپ نے دراصل ملت ابراہیمی کی تکمیل کی - اس لیے یہی ضرورت تھی کہ مکۂ مکرمہ ہی آپ کی امت کا قبلہ بنے -

کعبہ صرف ترتیب نماز کیلیے ایک سمت ہے | لیکن قبلہ کی طرف مونہہ کرنے کا یہ مطلب کبھی نہین ہوا کہ کعبۂ مکرمہ کی پرستش کیجاے وہ صرف ترتیب نماز کے لیے ایک سمت ہے - ورنہ اگر آدمی رات کی تاریکی مین ہو یا سمندر مین سفر کر رہا ہو - یا ایسا ہی کوئی اور سبب پیش آجاے جس سے وہ قبلہ کی صحیح سمت نہ معلوم کر سکے - تو اسکو اٹکل سے ہی سمت مقرر کر کے نماز پڑہ لینی چاہیے اور اس کے لیے قرآن پاک کی یہ ہدایت کافی ہے -

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ | جسطرف تم متوجہ ہو خدا کی ذات وہین ہے

ستره | اس شرط کا ایک جز سترہ بھی ہے یعنی نماز پڑہتے وقت کوئی چیز سامنے کھڑی کر لینا - جب کوئی شخص نماز پڑہ رہا ہو تو اسکے سامنے سے گذرنا نہین چاہیے - نماز پڑہتے وقت خدا کی جو عظمت ہونی چاہیے اور جس تعظیم کی ضرورت ہے

وہ مین بیان کر چکی ہون - اس لیے یہ بھی تعظیم اور عظمت مین داخل ہے کہ نماز پڑہتے وقت کوئی شخص سامنے سے نہ گزرے -

حدیث شریف مین ہے کہ جب تم مین سے نماز کے لیے کوئی کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے عرض معروض کیا کرتا ہے اور اور اُسکا رب اُس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے اس لیے یہ بات نہایت بے ادبی مین داخل ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذرے اس کے علاوہ جب کوئی شخص سامنے سے گزرتا ہے تو خواہ مخواہ نمازی کی توجہ اُس طرف بٹ جاتی ہے اگر ایسا موقع ہو کہ جہان کسی کے گزرنے کا احتمال ہو تو سامنے کوئی چیز کھڑی کر لینی چاہیے اور آنحضرت نے ایسی چیز کا اندازہ کجاوہ کے پشتے کی لکڑی کے برابر بتایا ہے جو ایک ہاتھ کے قریب ہوتی ہے اس سے کم نہین ہونا چاہیے - اگر زیادہ ہو تو کوئی حرج نہین -

نیت

چوتھی شرط نیت ہے اور ظاہر ہے کہ جبتک کسی کام کو نیت اور قصد کے ساتھ نہ کیا جائے پورا نہین ہوتا جیسا کہ حدیث مین ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی اعمال کا مدار نیت پر ہے اگر بغیر نیت کے نماز شروع کر دی جائیگی تو دراصل وہ ایک نقل ہوگی اور کسی طرح مقبول نہین ہو سکتی کیونکہ بلا قصد شروع کی گئی ہے

اور خدا کے حضور میں حاضری دینے کا کوئی ارادہ نہین ہے اگرچہ زبان سے کہنا ضروری نہین ہے لیکن مناسب ہے کہ اپنے دلی ارادون کو زبان سے بھی ادا کرے

وقت نماز | پانچوین شرط نماز کا وقت ہے - یہ بحث بہت طویل ہے اور اس کے متعلق مین ایک پوری تقریر اوقات نماز کے عنوان سے کرون گی لیکن چونکہ شرائط نماز مین وقت کی بھی ایک شرط ہے اس لیے مختصراً صرف اسقدر کہنا ضروری سمجھتی ہون کہ جو کام جس وقت کے لیے مخصوص ہو اس کو اسی وقت انجام دیتے رہنے سے ایک نظام قائم ہوجاتا ہے اور جہان مقررہ وقت آیا خودبخود طبیعت کو ایک بیچینی محسوس ہونے لگتی ہے اس وجہ سے اوقات کا پابند ہونا انسان کے لیے ایک بڑی ضروری چیز ہے اور چونکہ عبادت انسان مین صفات حسنہ پیدا کرتی ہے اور پابندی اوقات بھی ایک بڑی عمدہ صفت ہے اسلیے نماز مین وقت کو مشروط کر دیا ہے جیساکہ قرآن مجید مین ارشاد ہے کہ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا | یعنی بلاشبہ نماز مسلمانون پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے

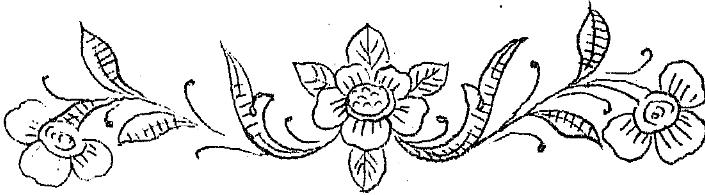
پس نماز کا جو وقت ہو اسی وقت ادا کرنی چاہیے

تکبیر تحریمہ | نماز مین تکبیر تحریمہ بھی بڑی ضروری چیز ہے اور اگرچہ بعض کے نزدیک وہ شرائط نماز مین داخل نہین لیکن

حنفیہ کے نزدیک فرائض مین سے ہے۔ بہرحال عام اتفاق سے
وہ ضرریات نماز مین داخل ہے۔

تکبیر تحریمہ کیا ہے؟ نیت کے ساتھ ہی اللہ اکبر کہنا گویا ارادہ
کے ساتھ ہی خدا کی عظمت کا اظہار فوراً زبان اور ہاتھون کی حرکت
سے کیا جائے اور اُس کے دربار مین اپنی حاضری کی اطلاع دی جا ئے
اس کے ساتھ ہی نماز کی حالت شروع ہوجاتی ہے اور جو چیزین کہ نماز سے
پہلے جائز تھین حرام ہوجاتی ہین جیسے کھانا، پینا، چلنا، پھرنا،
بات چیت کرنا وغیرہ اور اسی لیے اس تکبیر کو تکبیر تحریمہ کہتے ہین یہ تمام
شرطین نماز کی تکمیل کے لیے ضروری ہین بغیر ان کے نماز ادا نہین
ہوتی۔ ان تمام باتون مین بھی خداوند کریم کی عظمت اُس کا جلال
اور بزرگی، بندہ کا عجز و انکسار اور اطاعت و فرمان برداری کی
پوری شان موجود ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ



اوقات نماز

تعین اوقات کا راز خواتین! نماز کی حقیقت اور اوس کے شرائط جاننے
کے بعد اوس کے اوقات کا جاننا بھی ضروری ہے اوقات
کے متعلق یہہ سمجہہ لینا چاہیئے کہ جب ہر کام کے لئے ایک وقت
مقرر ہو اور ہر وقت کے لئے ایک کام معین ہو تو اوس کا
تسلسل اور اوس کی ترتیب برابر قایم رہتی ہے اور انسان گو ہزار
کامون مین مصروف ہو لیکن جب ایک معین کام کا معین وقت
آجاتا ہے تو خود بخود اوس کی طرف دل رجوع ہو جاتا ہے ۱
اوقات نماز کو اوسی خالق کائنات نے مقرر کیا ہے جس نے
نماز کو اپنے بندون کے لئے فرض قرار دیا ہے اور جو تمام دنیا کی
مصلحتون اور کائنات کے بھیدون سے واقف ہے اوس نے
اپنی عبادت کے جو وقت مقرر کئے ہین اون مین جہان بندون کا
امتحان مقصود ہے وہان اپنی بخشش عام مبذول کرنے اور دعا و استغفار کی

مقبولیت کا وقت بھی ملحوظ رکھا ہے ، اکثر حدیثون سے معلوم ہوا ہے کہ جو وقت نماز کے مقرر کئے گئے ہین اون مین برکات الٰہی نازل ہوتی ہین اور ملائکہ رحمت اُترتے ہین بندون کے اعمال خدا ے تعالٰی کے روبرو پیش ہوتے ہین اور ان ہی اوقات مین روح کو انبساط ہوتا ہے اور دنیا مین روحانیت پھیلتی ہے اور اوس کا اندازہ اور اس کا ذوق صرف اولیاے اللہ اور صوفیا کرام ہی کو ہوسکتا ہے عام آدمی اُس کا اندازہ نہین کرسکتے کیونکہ عام انسانون کے مقابلہ مین ان کی روحین نہایت لطیف ہوتی ہین لیکن غور کیا جاے تو تھوڑا بہت اثر ہر انسانکو محسوس ہوسکتا ہے۔

اس مین یہ بھی مصلحت ہے کہ روز وشب کو ایسے حصون پر تقسیم کیا گیا ہے کہ انسان اپنے کاروبار معیشت کو بھی انجام دے سکے اور اس کو آرام واستراحت کا بھی کافی موقع ملے لیکن اوقات کاروبار اور آسائش وآرام کے اول و آخر سلسلہ عبادات بھی جاری رہے ۔

اسرار اوقات مین یہ بات بھی داخل ہے کہ عبادت ادا کرنے کا وقت ایسا ہونا چاہئے کہ جس سے خدا کی نعمتون مین سے کسی نعمت کی یاد آجاے مثلاً روز عاشورہ کے نوافل اور

روزہ صدقات سے یہ مراد ہے کہ اس ماہ اور عشرہ مین جوجو واقعات ظہور پذیر ہوے ہین اون کی یاد قائم رہے ایسے ہی عید الضحی کی نماز ہے کہ جس سے اس واقعہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے کہ کس طرح عالم رویا مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ملا کہ وہ اپنے لخت جگر حضرت اسمٰعیل کی قربانی کرین اور ان دونون جلیل القدر انبیاء کو اس حکم کی بجا آوری و فرمان برداری اور صبر کا کیسا ثمر نیک عطا ہوا۔

عید الفطر کی نماز بھی رمضان کے روزون کے ادا کرنے کا شکریہ ہے اور ملت اسلام کے ظہور اور نزول قرآن مجید کو یاد دلاتی ہے۔

غرض فرض واجب اور نوافل ہر قسم کی نماز کے اوقات مین کوئی نہ کوئی مناسبت اور حکمت ضرور ہے، نماز پنجگانہ کے اوقات جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاے گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ یہ آپ کا وقت ہے اور انبیاے سابقین کا وقت بھی یہی تھا۔

قرآن پاک مین ذکر اوقات

اب دیکھنا چاہئے کہ قرآن مجید مین اوقات نماز کا ذکر کس طرح بیان ہوا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے:۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝	پس جسوقت تم لوگون کو شام ہو اور جسوقت صبح ہو اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرو اور آسمانون اور زمین مین اوسی کی تعریف ہے اور پھر دوپہر کو یعنی جب تم لوگون کو دوپہر ہو (اللہ کی تسبیح و تقدیس کرو)۔

دوسری جگہہ ارشاد ہے کہ:-

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝	(اے پیغمبر) آفتاب کے ڈھلنے سے انکے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب عشا) کی نمازین پڑہا کرو اور لازم کرو اپنے اوپر صبح کو قرآن (یعنی) نماز فجر پڑہنی کیونکہ صبح کا قرآن (سننے) فرشتے حاضر ہوتے ہین اور رات کے ایک حصہ مین (نماز) تہجد بھی (اور نمازین تو فرض ہین اور یہ) تمھاری (نماز) نفل (ہے) عجب نہین کہ (اس کی برکت سے) تمھارا پروردگار (قیامت کے دن) تمکو مقام محمود مین پہونچاے"

نماز صبح کی فضیلت	اس آیت مین نماز کو آفتاب کے ڈھلنے سے

رات کے اندھیرے تک قائم رکھنے کی ہدایت ہے اور صبح کی نماز کو قرآن الفجر کہکر اس کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہو کہ

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا	بے شک صبح کی نماز میں جو قرآن پڑھا جاتا ہے اوسکے سننے کو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔۔۔

چونکہ صبح کا وقت حضورِ قلب کا وقت ہے اس لئے نماز میں بھی خوب دل لگتا ہے۔

تہجد کی فضیلت پھر تہجد کا ذکر کرکے آنحضرتؐ کو خطاب ہے کہ اے میرے رسولؐ اس نماز کے پڑھنے سے آپ مقام محمود میں پہونچائے جائینگے، مقام محمود وہ ہے جہاں قیامت کے دن آپ جاکر اپنی اور تمام انبیا کی امتون کے واسطے اللہ سے سفارش فرمائینگے اس کا مفصل ذکر انشاءاللہ قیامت کے بیان میں آئے گا، اس جگہہ صرف اوقات نماز سے بحث ہے غرض کہ پہلی آیت سے اداے نماز کے پانچ وقت معلوم ہوے اور دوسری آیت سے جس میں تہجد کا ذکر بھی ہے، چھہ وقت بتائے گئے ہیں لیکن نماز تہجد فرض نمازون میں شامل نہین ہے، البتہ آنحضرتؐ یہ نماز برکات اور تجلیات خداوندی کے فیوض حاصل کرنے اور اپنی امت کی شفاعت کے لئے پڑھا کرتے تھے جس کے لئے آپ نے

آخری وصال تک بھی امتی امتی کہکر اپنی شفقت کو ظاہر فرمایا
خیر یہ چھٹی نماز تو آنحضرت کے لئے تھی جس کو آپ ہمیشہ پڑھا
کرتے تھے اس لئے بعض علما کا قول ہے کہ نماز تہجد آپ کے
اوپر فرض تھی مگر امت کے لئے پانچ ہی نمازین رکھی گئی ہین
اور اگر کوئی مسلمان تہجد کا بھی پابند ہو تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

اوقات نماز پر ایک اور نظر اب تم ذرا دوسری نظر سے ان اوقات
نماز پر غور کرو کہ نماز خداے ذو الجلال کی یاد ہے اور روح کی
غذا ہے تو جب جسم کی پرورش کے لئے انسان دن رات مین
کئی وقت ناشتہ کرتا اور کھانا کھاتا ہے تو روح کی تازگی
کے لئے بھی اس کی ضرورت ہے کہ کئی وقت مصلے پر جاکر اس کی
نعمتون کا شکریہ ادا کیا جاے اور روح کے لئے غذا بہم
پہونچائی جاے، روح کی حیثیت تو جسم سے بہت اعلیٰ ہے
جسم روح کا ایک خادم ہے پھر کس قدر افسوس کی بات ہے
کہ خادم کے تحفظ اور پرورش کا تو اس قدر اہتمام کیا جاے کہ
دن رات مین کئی دفعہ مختلف غذاؤن اور کھانون کا انتظام کرین
اور روح کے لئے کچھ نہ کیا جاے اس واسطے اسلام نے
ضروری زور دیا ہے کہ ہر روز جسمانی خوراک کے اوقات سے

روحانی خوراک کے اوقات کچھ زیادہ ہون۔

نماز فجر | یہ اوقات جو مقرر ہین اون ہین فجر کی نماز مہتم بالشان نماز ہے کیونکہ اس وقت ہر موسم مین نیند اور سستی کا غلبہ ہوتا ہے، آدمی اوٹھنا چاہتا ہے لیکن اُٹھا نہین جاتا، ہمت کرتا ہے مگر رہ جاتا ہے ایسی حالت مین نیند کی غفلت سے ہوشیار ہوکر خدا ے ذوالجلال کی عبادت مین مشغول ہوجانا، اصل تو یہ ہے کہ بڑا کام ہے، اس لئے اللہ تعالی نے خود بھی اس نماز کو قرآن الفجر کے نام سے موسوم کیا ہے، یہ وقت ظہور نور کا ہوتا ہے رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہین جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ جو ملائکہ بندے کے اعمال کو دیکھتے ہین، اوس وقت اون کا پہرہ بدلتا ہے اوسی وقت اللہ تعالی کا رحم تم پر نازل ہوتا ہے اور تاریکی سے روشنی مین لاتا ہے تاکہ تم موت صغری یعنی نیند سے ہوشیار ہو۔

تمھارے پروردگار نے پھر تم کو اپنے کاروبار دنیاوی کا موقع عطا فرمایا ہے تو واجب ہے کہ سب کامون سے اول اوس کا شکر یہ ادا کرو، پھر دنیاوی کامون مین مصروف ہوکر

اوس کی برکتین اور نعمتین حاصل کرو اس نماز کا وقت صبح صادق سے لیکر آفتاب نکلنے تک ہے۔

صبح کی دعا | اگر خدا توفیق دے تو صبح آنکھ کھلتے ہی کوئی دعا پڑھنی چاہیئے، جیسے:۔

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ وَالْعَظَمَةُ وَالْجَبَرُوْتُ وَالسُّلْطَانُ وَالْبُرْهَانُ لِلّٰهِ وَالْاٰلَاءُ وَالنَّعْمَاءُ لِلّٰهِ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ لِلّٰهِ وَمَا سَكَنَ فِيْهِمَا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى مِلَّةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○	صبح کی ہم نے اور صبح کی (سارے) ملک نے اللہ کے لئے اور (ساری) عزت وعظمت اور بزرگی و دبدبہ اور غلبہ و دلیل اللہ کیلئے ہے اور (سب) نعمتین اور بخششین اللہ کیلئے ہین اور رات دن اللہ کے ہین اور جو سب روز مین رہتے ہین اللہ کے مملوک ہین جو بڑا قہر والا ہے صبح کی ہم نے اسلام کی فطرۃ پر اور اخلاص کے کلمہ پر اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر جو اللہ کے خاص بندے اور مسلمان تھے وہ مشرکین مین سے نہ تھے۔

اس دعا کے علاوہ اور بھی چھوٹی بڑی دعائین ہین اور جس دعا کو جی چاہے یاد کر لینا چاہیئے۔

صبح کی نماز کا وقت صبح کی نماز ایسے وقت میں ادا کی جاے
کہ صبح کا اجالا خوب پھیل جاے اور ہر چیز بخوبی نظر آنے لگے
اندھیرا بالکل نہ رہے ، چنانچہ ایک روایت ہے کہ جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اتنی دیر کرکے
صبح کی نماز ادا فرمائی کہ لوگوں کو شبہہ ہوا کہ سورج نکل آیا ،
اور کسی کا خیال تھا کہ سورج نکلنے والا ہے ۔
مگر اتنی دیر بھی نہ چاہیے کہ آفتاب نکل آئے کیونکہ
پھر فجر کا وقت ہی نہیں رہتا ، اس وقت جو نماز پڑھی جاے گی
تو وہ ادا نہیں بلکہ قضا ہو گی ، لہذا ٹھیک وقت پر نیند سے بیدار
ہونے کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے ، اور عادت ڈالنی چاہیے
کہ کبھی نماز قضا نہ ہو ، تاہم اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جاے کہ
آنکھ نہ کھلے تو فوراً اٹھتے ہی ادا کر لینی افضل ہے ۔

نماز ظہر دوسرا وقت ظہر کا ہے اس وقت عموماً
دنیاوی کار و بار میں مشغولیت اور معاش حاصل کرنے میں
مصروفیت ہوتی ہے یا آدھے دن کا حصہ ختم کرنے کے بعد انسان
تھوڑی دیر کے لئے راحت و آرام میں مصروف ہو جاتا ہے
پس اس وقت اپنے مالک کی اطاعت ضروری ہے ۔

نماز ظہر کا راز دوسرے یہ بات بھی ہے کہ جیسے طلوع آفتاب سے پہلے موت صغریٰ (نیند) سے اُٹھ کر نماز ادا کی تو زوال آفتاب کے بعد بھی یہ ایک نماز بنام نماز ظہر ہونا چاہیئے گویا صبح جو تم نے نئی زندگی پائی تھی اوس مین اب پھر زوال شروع ہوا، اگر غور کرو تو یہ دن کا اٹھنا اور سورج کا زوال پذیر ہونا تمھاری فنا کو یاد دلا رہا ہے اوس کی ایک نشانی کو دیکھو کہ صبح سے دوپہر تک چند ہی گھنٹون مین کیا سے کیا تغیر ہوگیا، تمھاری آنکھون کے سامنے روزانہ یہی حالت رہتی ہے اس سے اپنی زندگی کے زمانہ کا مقابلہ کرو اور یاد خدا سے غافل نہ ہو۔

سب سے پہلی نماز ظہر کی نماز ہے سلسلہ اوقات مین ظہر کی نماز سب سے اول ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت جبرئیل علیہ السلام وقت بتلانے کے لئے تشریف لائے تھے تو پہلے یہی نماز پڑھائی تھی اسی لئے اسکو نماز پیشین کہتے ہین گویا دنیا مین سب سے پہلے اسی وقت نماز پڑھی گئی۔

نماز ظہر کا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد ہی ہو جاتا ہے جاڑون مین

جہان تک ممکن ہو جلد اور اول وقت ہی نماز پڑھنی چاہئے ، اور گرمیون کے زمانہ مین تاخیر سے پڑہنا مستحب اور اولی ہے۔ حضور کا ارشاد ہے :۔

اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ	یعنی جب گرمی کی شدت ہو تو ظہر کو ٹھنڈ کرکے پڑہو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کا اُبھان ہے

اوقات ظہر مین اختلاف علماء

ظہر کے اوقات مین علما نے کسی قدر اختلاف کیا ہے ، بعض کہتے ہین کہ صرف اتنی دیر تک ظہر کا وقت رہتا ہے کہ ہر شے کا سایہ ، سایۂ اصلی کو چھوڑ کر اُسی شے کے برابر ہو جائے لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ دو چند کے برابر تک وقت رہتا ہے تاہم مناسب یہی ہے کہ جب سایہ اپنے قد کے برابر ہو اوس سے پہلے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لے تاکہ دونون پر عمل ہو جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ لوگون کو وقت کی حد کا تعین پوری طور پر معلوم ہو جائے آخر وقت یعنی سایہ کے اپنے قد کے برابر پہنچ جانے پر نماز پڑھی اور اس سے ایک دن پہلے ظہر کی نماز دوپہر کے ڈھلتے ہی پڑھ لی تھی جس سے بعض لوگون کو شبہہ ہوا کہ ابھی دوپہر ہی ہے ، سایہ کی بحث بہت طویل ہے اور فقہ کی کتابون مین بڑی شرح و بسط سے اس کا ذکر موجود ہے

سمجھنے کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے کہ جب آفتاب نصف النہار پر ہو یعنی ٹھیک دوپہر کے وقت ہر شے کا جس قدر سایہ ہو اوس کو چھوڑ کر جب کسی شے کا سایہ یک چند یا بقول بعض علما جو ضعیف قول ہے دوچند ہو جاے اوس وقت تک نماز ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔

نماز عصر اس کے بعد نماز عصر کا وقت آجاتا ہے، اس وقت کچھ آدمی تو اپنے کاروبار معیشت سے فارغ ہو کر اپنے گھر پلٹتے ہین اس لئے اس وقت بھی اون کو سجدۂ شکر بجالانا چاہیے اور کچھ آدمی اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر خرید و فروخت سیر و تفریح اور دوست و احباب سے ملنے جاتے ہین اس نماز کی حفاظت کی بڑی تاکید کی گئی ہے کہ مبادا گھر کے کام دھندون اور بال بچون کی چہل پہل یا سیر تفریح مین مصروف ہو کر اللہ کو بھول جائین جس کے کرم سے اون کو یہ نعمتین عطا ہوئی ہین۔

نماز عصر کا راز یہ بھی غور کا مقام ہے کہ چند گھنٹے کے اندر دنیا کی حالت اور دن کی کیفیت مین کس قدر تغیر ہو گیا ہے ان تغیرات کو دیکھ کر خداے قدیر کی حمد و ثنا کرو اور اس کا

شکریہ (بصورت نماز عصر) بجا لاؤ ، اور دیکھو کہ آفتاب نکلنے سے ظہر کے وقت تک کیا کیا تغیرات ہوئے ، کس حالت میں نکلا کس قدر عروج پر آیا اور اب اوس کی حدت کتنی مدھم پڑگئی ہے اوس کی شعاعون کا رنگ روپ سب بدل گیا ہے ۔

یاد رکھو کہ "ہر کمالے را زوالے" فانی چیزون کو جو زوال شروع ہوا تو تم بھی اپنی فنا پر نظر کر کے خدا کی عبادت مین مشغول ہو جاؤ کہ رخصت ہونے کا وقت قریب ہے ، زندگی ڈھلتی چھاؤن ہے جسطرح درختون پر دھوپ نظر آتی ہے ایسے ہی اپنی عمر کو سمجھو آفتاب کی وہ چمک دمک ہی نہ رہی گویا بڑھاپا آگیا ہے ، اسی طرح انسانی عمر کا بھی حال ہے کہ وہ سورج کی طرح اپنی منزلین بڑی عزت کے ساتھ طے کر رہی ہے ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم پیدا (طلوع) ہی نہین ہوئے تھے پھر ہم طلوع ہوئے ، پھر بڑھتے بڑھتے جوان ہوئے ، یہ ہمارا وقت ظہر ہے ، اور اب پھر عمر مین زوال شروع ہوا ، یہان تک کہ عصر یعنی بڑھاپے کا وقت آیا اور مغرب کے وقت جس طرح سورج کو ڈوبنا ضروری ہے اسی طرح ایک دن ہماری ہستی کا چراغ بھی گُل ہونے والا ہے غرض یہ وہ نماز ہے کہ خداوند کریم نے عام طور سے نماز کی

تاکید فرماتے ہوے اس کی خاص طور پر تاکید کی ہے کہ

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝	مسلمانو! تمام نمازون کا عموماً اور بیچ (عصر) کی نماز کا خصوصاً تقید رکھو اور نماز مین اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہو۔

صلوٰۃ وسطےٰ

صلوۃ الوسطیٰ مین اگرچہ اختلاف ہے یعنی بعض نے فجر کو صلوٰۃ وسطیٰ سے تعبیر کیا ہے لیکن کثرت راے اور قوی حدیثون سے ثابت ہے کہ عصر ہی کی نماز صلوۃ الوسطی ہے ۔ صحیحین مین بھی نماز عصر قضا ہو جانے پر اسی طرح آیا ہے کہ مشرکون نے ہم کو صلوٰۃ الوسطیٰ سے روک دیا خدا اون کی قبرین آگ سے بھرے ۔

نماز عصر کی تاکید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

مَنْ فَاتَهُ الْعَصْرُ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ	جس شخص کی نماز عصر جاتی رہی گویا اوسکا گھر بار اور مال غارت ہوگیا۔

اور فرمایا ہے :۔

مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ حُبِطَ عَمَلُهٗ	جس شخص نے عصر کی نماز ترک کی اوس کا عمل ضائع ہوگیا۔

اے خواتین! جب اس نماز کے متعلق ایسی سخت تاکید ہوئی

اور حال یہ ہے کہ دن تمام ہونے کو ہے اور ہم سب پر پردہ غفلت پڑا ہوا ہے، دھوپ کو دیکھتے جاتے ہین اور کاروبار دنیاوی کے چھوڑنے کو جی نہین چاہتا کہ یہ کام رہ جاے گا اور وہ کام پڑا رہے گا اندھیرا ہو جاے گا توکل پر ملتوی رکھنا پڑے گا لیکن افسوس ہے کہ اس وقت قبر کا اندھیرا یاد نہین آتا جہان بال بچے دنیا، دولت کچھ کام نہین آئے گی کیا اسلام کی یہ ہی شان ہے کہ ہم منافقون کی طرح دھوپ کو دیکھتے جاتے ہین اور دنیا کے کام مین مشغول ہین مگر چار رکعت پڑھنا بار خاطر ہو رہا ہے

نماز عصر کا وقت | اس نماز کا وقت علاوہ سایہ اصلی کے سایہ اپنے قد کے برابر ہو جانے پر آتا ہے اور یہی اول وقت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز سورج بہت بلند تھا جب ہی نماز پڑھ لی اور دوسرے روز اس قدر دیر کی کہ کچھ لوگ کہتے تھے کہ سورج زرد پڑ گیا اور بعض کہتے تھے کہ زرد پڑنے والا ہے اس سے اول اور آخر وقت نماز کا معلوم ہو گیا۔

نماز مغرب | عصر کے بعد اب دن کا حصہ ختم ہو جاتا ہے اور رات شروع ہونے والی ہوتی ہے اور وہ آفتاب عالمتاب

جو مشرق سے طلوع ہوا تھا مغرب مین جا کر ڈوب جاتا ہے
اس نے بارہ گھنٹے مین تمام دنیا کی سیاحت کر لی اور ہر جگہہ اپنے
طلوع وعروج اور زوال و غروب سے خدا کی قدرت وعظمت کا
مشاہدہ کرا دیا۔

نماز مغرب کا راز | اس ڈوبنے والے خسرو انجم کی درخشندگی کی ایک مٹنے والی یادگار البتہ افق پر شفق کی صورت مین باقی ہے جو چند ہی دقیقہ سے کے بعد فنا ہو جاے گی۔ کیا یہ وہ آفتاب ہے جس کو مخلوق کے ایک حصہ نے اپنا خالق جانا اور معبود سمجھا ہے حالانکہ وہ تو چند ہی گھنٹون کے اندر اس طرح طلوع ہو کر غروب ہو جاتا ہے، یہ خالق ومعبود کیونکر ہو سکتا ہے، یہ تو منجملہ قدرت خدا کی بہت سی نشانیون کے ایک نشانی ہے:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝	اور (جہان اور بہت سی نشانیان ہین) خدا کی (قدرت کی) نشانیون مین سے رات اور دن اور سورج اور چاند (بھی) ہین (تو لوگو) نہ (تو) سورج کو سجدہ کرنا اور نہ چاند کو اور اگر تم کو خدا کی عبادت کرنی ہے تو اللہ ہی کو سجدہ کرنا جس نے ان چیزون کو پیدا کیا ہے۔

اچھا افق پر تو آفتاب کے فنا ہونے کا یہ نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور ادھر دن بھر کی تکان و مصروفیت اور تفریح کے بعد آرام کا خیال ہے پھر کھانے کا وقت آ رہا ہے تو ایسے وقت بھی ہم کو اپنے اس خدائے ذو الجلال کی تقدیس و عبادت بجا لانی چاہیئے، جس نے اپنے کلام پاک میں اپنی قدرت اور روز و شب کے دور کو اس طرح فرمایا ہے :-

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ	(لوگو) بے شک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	جس نے چھ دن میں آسمان و زمین کو پیدا کیا
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى	پھر عرش پر جا براجا وہی رات کو دن کا پردہ پوش
عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ	بناتا ہے (گویا) رات (ہے کہ) دن کے پیچھے
النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ	لپکی چلی آرہی ہے اور اوسی نے آفتاب اور مہتاب
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ	اور ستاروں کو پیدا کیا کہ یہ سب بفرمان الٰہی میں
اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ	(لوگو) سن رکھو خدا ہی کا خلق ہے اور خدا ہی کا
اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	حکم، اللہ جو دنیا جہان کا پالنے والا ہے (اوسکی ذات بڑی) بابرکت ہے۔

غرض یہ وہ وقت ہے جس میں ہم کو قدرت باری تعالیٰ کی ہیبت

نشانیان نظر آتی ہین جو اس فانی دنیا مین رہنے والون کے لئے
ہدایتین ہین ہم کو اس کی عبادت کے لئے فوراً تیار
ہوجانا چاہیئے ۔

نماز مغرب کا وقت | عام نمازون کے وقت سے اس نماز کا
وقت زیادہ تنگ ہے لہذا اس مین تعجیل کی ضرورت ہے
اذان ختم ہوتے ہی نماز شروع کردینی چاہیئے ۔

اس نماز کے وقت کی ابتدا اور انتہا بھی خود آنحضرت
صلی اللہ وسلم کے فعل سے معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے ایک
روز اس وقت مغرب کی نماز پڑھی جب شفق کی سرخی بالکل
غائب ہونے والی تھی ۔

نماز عشا | نماز مغرب تو ادا ہوچکی لیکن ذرا پھر افق
کی طرف دیکھنا چاہیئے آفتاب تو کچھ دیر ہوئی غروب ہوگیا ہے
مگر اب شفق کی سرخی بھی مٹ گئی ہے اللہ اکبر اس عالم مین کتنا بڑا
تغیر ہوگیا وہ آفتاب جو دمکتا ہوا نکلا تھا اور اس نے اپنی
روشنی سے جہان کو منور کردیا تھا ، اب اوس کا پتہ بھی نہین
اور اوس کی جگہہ اب تمھاری آنکھین پردہ شب کو دیکھ رہی ہین
اور اس پردہ مین تم پر خدا کی قدرت عیان ہو رہی ہے

تم نے ایک اور روشن چیز کو دیکھ لیا ہے یا اب تھوڑی دیر بعد دیکھو گے جس مین حدت کی جگہہ خنکی ہوتی ہے اور اس کو دیکھ کر تمھارے دل اور تمھاری آنکھوں کو فرحت پہونچتی ہے لیکن وہ بھی خدا کی ایک فرمان بردار مخلوق ہے اور دوسری مخلوق کے ساتھ اس کے آگے سربسجود ہوتی ہے۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ	سورج اور چاند ایک باقاعدہ حساب کے تحت (گردش مین) ہین اور جڑی بوٹیاں اور درخت بارگاہ خداوندی مین سربسجود ہین۔

سورج اور چاند انسان کی تسخیر مین ہین۔

پس انسان کے لئے جس کے آرام کی خاطر دن رات شمس و قمر گردش مین ہین گویا کہ اوسکے لئے تابعدار کر دئے گئے ہین۔ جیسا کہ ارشاد ہے :۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ	یعنی (اسی طرح ایک اعتبار سے) سورج اور چاند کو تمھارے لئے مسخر کر دیا ہے کہ دونون ٹپرے چکر کھا رہے ہین (اور ایسا ہی ایک طرح سے) رات و دن کو تمھارے لئے مسخر کر دیا۔

سونے کے وقت نماز نہ پڑھنا ناشکری ہے۔

تو کیا ناشکری نہین ہے کہ ایسے وقت جب بستر استراحت پر جانے کو ہو، اور

دماغ دنیا کے تفکرات وخیالات کی کشمکش سے نجات پاکر سکون حاصل کرتا ہے، خدا کا شکر نعمت نہ بجالاے اور اوس کی جناب مین اظہار عبدیت کے بغیر آرام کرے :۔

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ	البتہ اللہ ہی (زمین سے) دانہ اور گٹھلی کو پھوڑکر نکالنے والا ہے وہی زندے کو مردہ سے نکالتا ہے (جیسے انڈے سے مرغ) اور (وہی) زندہ سے مردے کا نکالنے والا ہے (جیسے مرغی سے انڈا) لوگو! یہی تو (تمھارا) خدا ہے پھر تم کدھر بہکے چلے جارہے ہو صبح کو پھاڑکر نکالنے والا ہے اور اوسی نے آرام کیلئے رات اور (سال وماہ) کے حساب کے لئے سورج اور چاند بناے ہین، یہ سب نظام شمسی اور قمری اوسی خداے زبردست اور دانا کے قائم کئے ہوے ہین۔

ہر چیز قدرت کی نشانی ہے خواتین! حقیقت تو یہ ہے کہ اس عالم کائنات مین جو کچھ ہماری نظرون کے سامنے ہے سب اُسی کی قدرت کی نشانیان ہین اور واقعی غور وخوض کرنے والون کو اون کے

متعلق غور کرنے مین ایک لطف آتا ہے ۔

سورج چاند سے کیا فائدے حاصل ہوتے ہین ۔ تم اپنی عبادت اور نماز کے سلسلہ مین دن رات اور سورج چاند کو بھی دیکھو اور ذرا غور کرو، جسکو جاہل سا جاہل آدمی بھی غور کرکے سمجھہ سکتا ہے کہ ان سے خدا نے کیسے کیسے کام لئے ہین، ان کا تعلق انسانی زندگی اور نباتات، جمادات، حیوانات سب سے ہے آفتاب کی گرمی سے اناج پکتا اور خشک ہوتا ہے، سیکڑون امراض اس کی گرمی سے دفع ہوتے ہین چاند سے روئیدگی پیدا ہوتی ہے سمندر مین مد و جزر ہوتا ہے، مہینہ، دن، سال معلوم ہوتے ہین اگر غور کیا جاے تو تواریخ معلوم کرنے کے لئے چاند سے بڑھکر کوئی دوسری جنتری نہین ہوسکتی ہے، شمسی مہینون کی تاریخون کا معلوم کرنا علم ریاضی کے جاننے پر موقوف ہے لیکن چاند چونکہ روزانہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اس لئے جو شخص بھی خیال رکھے اور اوس کی تدریجی ترقی و زوال پر نظر رکھے وہ صرف چاند کے دور کو دیکھ کر تاریخ بتلا سکتا ہے، رات کی تاریکی مین، خشکی و تری مین ستارون سے مسافرون کو سمتین معلوم ہوکر راستون کا پتہ چلتا ہے، خصوصاً بحری راستون مین تو سارا اندازہ

ستارون پر ہی ہے انہین کی مدد سے سمندرون مین جہاز چلتے ہین

پھر ارشاد ہے :-

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ
كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ
وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا
يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ
الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ
فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ
تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ
تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ
مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ
كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝
لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَا
اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ
وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ
النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ

پاک ہے وہ (ذات) جس نے زمین کی روئیدگی
کی قسم مین سے اور (خود) ان کو (یعنی انسانون
کی) قسم مین سے اور ان (مخلوقات) کی قسم
مین سے جن کو یہ نہین جانتے ہر طرح کی چیزین
پیدا کی ہین اور ان کے (سمجھنے کے) لئے
(ہماری قدرت کی) ایک نشانی رات ہے
کہ ہم اس مین سے دن کو کھینچ کر نکال لیتے ہین
تو بس یہ لوگ اندھیرے مین رہ جاتے ہین
اور آفتاب (ہے کہ) اپنے ایک ٹھکانے
کی طرف چلا جا رہا ہے یہ نظام شمسی خدا کا
باندھا ہوا ہے جو زبردست (اور ہر چیز سے)
آگاہ ہے اور چاند (ہے کہ) اسکے لئے ہم نے
منزلین ٹھرا دین یہان تک کہ (آخر ماہ مین
گھٹتے گھٹتے) پھر (ایسا ٹیڑھا اور پتلا) رہ جاتا ہے
جیسے (کھجور کی) پرانی ٹہنی، نہ تو آفتاب سے

فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ٥

بن پڑتا ہے کہ چاند کو جا لے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے اور کیا چاند کیا سورج سب (اپنے اپنے) مدار (یعنی گھیرے) مین (پڑے) تیر رہے ہین ۔"

انسان ہی خالق کے بجاے مخلوق کی عبادت کرنے لگے

اون انسانون کی عقلون پر رونا چاہیئے جنہون نے ان کے کرشمے دیکھے مگر اپنی کوتاہی فکر سے ان کے خالق کی پرستش بھول گئے اور مخلوق ہی کی پرستش کرنے لگے اور بڑی بڑی قومین اس گمراہی مین مبتلا ہو کر حقیقت کی راہ سے بھٹک گئین اور باوجودیکہ اونہون نے اون کو اصل مقصود کی طرف لانا چاہا مگر وہ اپنی بدقسمتی اور کم عقلی سے ادھر متوجہ نہ ہوئین ۔

انسان کا سونا جاگنا خدا کے ہی لئے ہو جاتا ہے ۔

یہ تو ایک درمیانی بات تھی اب مین پھر نماز عشا کا بیان کرتی ہون کہ اس نماز کی برکت اور اس سے جو قلبی طمانیت حاصل ہوتی ہے اوسکا اندازہ خود نماز پڑھنے والون ہی کو ہو جاتا ہے ، ذرا غور کرنا چاہیئے کہ چونکہ یہ وقت آرام و خواب کا ہوتا ہے اس لئے دوسرے کامون اور باتون مین مشغولیت نہین ہوتی اور دل خدا ہی کی طرف

متوجہ رہتا ہے، آدمی لیٹے لیٹے اور تسبیح و تہلیل کرتے کرتے سو جاتا ہے، اور اس طرح سو جانے مین اوس کی روح کو اتنا آرام ملتا ہے کہ کسی دوسری چیز سے حاصل نہین ہو سکتا وہ خدا کی یاد اور عبادت مین سوتا ہے اور گویا اوس کا سونا اور جاگنا خدا ہی کے لئے ہو جاتا ہے۔

نماز عشا کا وقت | اس نماز کو دیر کرکے پڑھنا مستحب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین اپنی امت پر شاق نہ سمجھتا تو حکم دیدیتا کہ عشا کی نماز دیر کرکے پڑھا کرین اس کے علاوہ اس نماز کے دیر مین پڑھنے سے انسان کا دل صاف ہوتا ہے اور اس پر صیقل ہو جاتی ہے، اس کی حد کی تعین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اپنے عمل سے فرمائی ہے کہ ایک مرتبہ جب آدھی رات کا تیسرا حصہ گذر چکا ہے تو آپ نے نماز پڑھی۔

تعین اوقات کے فوائد | خواتین! اوقات کی تعین مین بھی خداوند کریم نے انسان کو آسانیان مرحمت فرمائی ہین کیونکہ جیسا کہ مین پہلے بارہا کہہ چکی ہون کہ مذہب اسلام کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ وہ آسان ہے اور وسعت انسانی سے زیادہ تکلیف نہین دیتا۔

اسی لحاظ سے اوقات مین بھی آسانیان ہین کہ جو اوقات معین ہین
ان مین وسعت رکھی ہے اگر تمام آدمیون کو ایک ہی دقیقہ
اور ایک ہی ساعت مین نماز پڑہنے کا حکم دیا جاتا اور قبل و
بعد کی گنجائش نہ ہوتی تو بڑی مشکل ہو جاتی اس لئے اوقات مین
وسعت و گنجائش بھی کر دی یعنی وقت کا آغاز و اختتام
بھی بتا دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِيبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ	ظہر کا وقت جب دوپہر ڈھلے اور آدمی کا سایہ اوس کے طول کے برابر ہو جاے اور جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے رہتا ہے اور عصر کا وقت جب تک کہ آفتاب زرد نہ ہو اور مغرب کا وقت جب تک کہ شفق غائب ہوا و رعشا کا وقت آدھی رات تک اور وقت نماز صبح کا فجر کے ظاہر ہونے سے جب تک آفتاب نہ نکلے رہتا ہے، جب آفتاب نکل آئے تو نماز بند کر دو اس لئے کہ وہ شیطان کے دو سینگون کے درمیان سے نکلتا ہے۔

نماز کے لئے مکروہ اوقات

ان تمام اوقات مین یعنی آفتاب کے خاص نکلنے اور آسمان کے بیچون بیچ پھونچنے اور ڈوبنے کے وقت نماز کی ممانعت کی گئی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ پچھلی امتون مین بھی عبادت کے قریب قریب یہی اوقات معین تھے جو اسلام مین ہین لیکن جب ان مین شرک پھیلا اور آفتاب کو بھی اونہون نے معبود بنا لیا اور اس کی پرستش کرنے لگے تو اس کی پرستش کے لئے بھی اونہون نے اوقات مقرر کرلئے اس لئے اسلام مین ان اوقات کی ممانعت ہوگئی کیونکہ اسلام تو ہر چیز سے جس مین شرک کا شائبہ اور شرک کی مثال بھی ہو دور رہنے کی تاکید کرتا ہے۔

فوت شدہ نماز کی قضا

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ باوجود تعیین اوقات انسان کسی دوسرے کام مین مصروف ہوکر یا خلاف معمول سو جانے اور اسی قسم کی اور ضرورتون مین منہمک ہو جانے کے سبب سے وقت پر نماز ادا نہین کرسکتا پس اوس کی قضا پڑھنا اوسیطرح فرض ہے جس طرح کہ اوسکا وقت پر ادا کرنا فرض کیا گیا ہے

نماز قضا کے لئے کوئی خاص وقت معین نہین اور نہ کفارہ ہے۔

قرآن واحادیث سے جن پر ہماری شریعت

اور تمام مذہبی ارکان کا دارومدار ہے ، قضا نماز کے لئے کوئی خاص وقت معین نہیں ، اُن ہی معمولی اوقات میں جو نماز کے ہیں قضا پڑھنی چاہیئے اور مناسب ہے کہ جس وقت یاد آئے یا سو کر اُٹھے فوراً قضا نماز پڑھ لے مگر قضا کے لئے کوئی کفارہ نہیں ہے۔

آنحضرتؐ کی قضائے نماز آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب کو بھی ایسا اتفاق پیش آیا ہے کہ نماز وقت پر ادا نہ کر سکے اور پھر قضا پڑھی اور جس طرح جماعت سے ادا کیا کرتے تھے اوسی طرح قضا نماز بھی جماعت سے ادا کی ، ابو قتادہؓ نے کہا ہے کہ ہم جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ

---

[1] عَنْ اَبِی قَتَادَةَ۔ قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَخَافُ اَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ بِلَالٌ اَنَا اُوْقِظُکُمْ فَاضْطَجَعُوْا وَاَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهٗ اِلٰی رَاحِلَتِہٖ فَغَلَبَتْ عَیْنَاہُ فَنَامَ فَاسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ یَا بِلَالُ اَیْنَ مَا قُلْتَ فَقَالَ مَا اُلْقِیَتْ عَلَیَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَبَضَ اَرْوَاحَکُمْ حِیْنَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَیْکُمْ حِیْنَ شَاءَ یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ النَّاسَ بِالصَّلٰوةِ فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْیَضَّتْ قَامَ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ جَمَاعَةً (بخاری)

یارسول اللہ اگر آپ پچھلی رات مین کچھ آرام فرماتے تو مناسب ہوتا آپ نے فرمایا کہین ایسا نہو کہ تم سب سو جاؤ اور صبح کی نماز کا وقت نکل جاے، حضرت بلالؓ نے کہا کہ نہین مین جگادونگا چنانچہ سب لوگ لیٹ گئے، اور سب کو نیند آگئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس وقت خواب استراحت سے بیدار ہوے جب کہ آفتاب کا کچھ حصہ نکل چکا تھا آپ نے حضرت بلالؓ سے کہا کہ تم نے تو خوب جگایا اونہون نے جواب دیا کہ مین نہین عرض کر سکتا کہ آج مجھے کہان کی نیند آگئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا جب چاہتا ہے تمھاری روح قبض کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے واپس کر دیتا ھے جب سورج خوب اونچا ہوکر سفید پڑ گیا تو فرمایا ”اُٹھو اب اذان دو اور نماز پڑھو“ یہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے سو جانے کی وجہ سے قضا پڑھی تھی اور ایک دفعہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ جہاد مین مصروف ہونے کی وجہ سے نماز کا وقت گذر گیا اور چار وقت کی نماز ایک دفعہ پڑھنے کی نوبت آئی۔

حضرت ابن مسعودؓ[1] کہتے ہین کہ خندق کی لڑائی مین مشرکین عرب نے

---

[1] عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ ان المشرکین شغلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آیندہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازوں کے پڑھنے سے باز رکھا یعنی لڑائی کی دوڑ دھوپ سے فرصت نہ ملی یہاں تک کہ سارا دن اور رات کا کچھ حصہ گذر گیا تب آپ کو نماز کا خیال آیا تو فوراً حضرت بلال کو اذان دینے کا حکم فرمایا انہوں نے اوسیوقت اذان دیکر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی اسی طرح یکے بعد دیگرے عصر، مغرب، عشاء کی نماز ایک ہی وقت مین ادا فرمائی۔

قضا پڑھنا بھی فرض ہے

غرض نماز کی قضا پڑھنا اوسی طرح لازم ہے جس طرح کہ فرض کا ادا کرنا، اس لئے خواتین، نماز کو قضا ہو جانے کے بعد نہ پڑھنا ایک ایسا قصور ہے جس کی تلافی بجز نماز کے کسی اور طریقہ سے نہین ہوسکتی۔

تاہم اس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ نماز کا وقت کسی اور کام مین صرف نہ ہونے پائے اور نماز قضا کرنے کی نوبت نہ آئے کیونکہ بلا سخت مجبوری کے یہ گناہ کبیرہ ہے قضا صرف فرضون کی ہوتی ہے اور سوائے صبح کی سنتون کے اور سنتین یا نفل قضا کے حکم مین داخل نہین ہین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الخندق عن اربع صلوٰۃ حتی ذھب من اللیل ما شاء اللہ فامر بلال فاذن ثم اقام فصلی الظھر ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء (ترمذی نسائی)

پنج گانہ نمازون کے علاوہ اور نمازین

دن رات مین پانچ مرتبہ جو نمازین پڑہی جاتی ہین وہ تو روزمرہ کی فرض نمازین ہین ، جن کا مین تفصیلی بیان کر چکی ہون لیکن ان نمازون کے علاوہ اور نمازین بھی ہین جو ہر روز، ہر ہفتہ اور ہر ماہ وسال مین فرض و واجب اور سنت ہین اور کچھ نمازین نفل یعنی اختیاری ہین جو دن رات کے مختلف حصون مین اگر خدا توفیق دے اور وقت و موقع ہو تو ادا کرلی جائین، ان کے ادا نہ کرنے پر مواخذہ نہین ، البتہ ادا کرنا موجب ثواب عظیم اور باعث برکت ہے جس کا بیان اون کے موقع پر مین کرونگی ، ہان اتنی بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر ان نمازون کی وجہ سے دوسرے فرائض جو اس دنیاوی زندگی مین اپنی یا کسی دوسرے کی ذات کے متعلق ہمارے ذمہ ہین ادا نہ ہون تو ان نمازون کے ثواب سے ان کے مواخذہ کا پلہ گران ہوجائیگا۔

ہر ہفتہ مین جمعہ کے دن بجائے ظہر کے جس مین چار رکعتین ہوتی ہین دو رکعتین مسجد جامع مین با جماعت پڑہنا فرض ہے اور ہر روز نماز عشار کے سلسلہ مین وتر اور ہر سال مین عید الفطر اور عید الضحیٰ کا دوگانہ یعنی دو رکعتین عید گاہ مین ادا کرنی واجب ہین اور ماہ رمضان مین بعد نماز عشا تراویح سُنت مؤکدہ ہے۔ باقی نفل نمازین ہین جو عموماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرماتے تھے اور وہ محض تزکیہ روح اور صفائی قلب کے لیے ہین، کیونکہ آدمی جتنی زیادہ نماز پڑہیگا اوسیقدر اوس کو روحانی مدارج حاصل ہون گے، اور اس کا قلب پاک و صاف ہوگا اور یہی راز ان نفل نمازون کا ہے۔

نماز جمعہ جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا وقت ہے، سایہ ڈھلنے کے بعد نماز شروع کرنی چاہیے۔

اسلام مین یوم الجمعہ کی فضیلت لیکن اس دن کو اور اس نماز کو اسلام مین بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اور اس دن کی عظمت شعائر الٰہی مین داخل ہے، حدیث شریف مین ہے کہ ان دنون مین جن مین کہ سورج چمکتا ہے، جمعہ کا دن بہت بہتر دن ہے، اسی دن آدم پیدا ہوئے، اور اسی دن جنت مین

داخل کیے گئے، اور اسی دن ادس سے نکالے گئے، اور اسی دن قیامت برپا ہوگی، اور اسی دن جنت میں دیدار الٰہی ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں بندہ جو دعا مانگتا ہے قبول ہوتی ہے، دوسری حدیث ہے کہ جو مسلمان جمعہ کی شب کو یا جمعہ کے دن مریگا خدا اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا جمعہ کو عیدالمومنین کہا گیا ہے، اور ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل میرے پاس آئے انکے ہاتھ میں ایک روشن آئینہ تھا کہا کہ یہ جمعہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر اس کو پیش کرتا ہے کہ آپ کے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لیئے عید ہو، سلف صالحین کا تو یہاں تک ارشاد ہے کہ جمعہ میں اس شخص کا بڑا حصہ ہے جو ایک روز پہلے سے اس کا انتظار کرے

قرآن مجید میں نماز جمعہ کی تاکیدی آیات۔

یوں تو نماز کی عام طور پر تاکید ہے لیکن نماز جمعہ کی جو تاکید ہے وہ اس آیت سے معلوم ہوگی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا
نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ
الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ
ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ
ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن
كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○ فَإِذَا
قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا
فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا
مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ
كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ وَإِذَا رَأَوْا
تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا
وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا
عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ
وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ
الرَّازِقِينَ ○

مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیئے
اذان دی جائے تو یاد الٰہی (یعنی نماز) کی طرف
لپکو اور (اس وقت) بیچنا (کھوچنا) چھوڑ دو
یہ تمھارے حق مین بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔ پھر
جب نماز ہو چکے تو (تم کو اختیار ہے کہ) اپنی اپنی
راہ لو اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو
مین لگ جاؤ، اور (جہان رہو) کثرت سے خدا کی
یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ اور (اے پیغمبر)
جب یہ لوگ سودا (بکتا) یا تماشہ (ہوتا)
دیکھیں (تمھارے پاس سے چھٹک کر اسی کی)
طرف چل دوڑین اور تمھین (خطبہ پڑھتے)
کھڑا چھوڑ جائیں (اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ جو
(ثواب عبادت) اللہ کے یہان ہے وہ تماشے اور
سودے سے بہت بہتر ہے اور اللہ (سب) روزی دینے
والون سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

ان آیات کا شان نزول ان آیات کے شان نزول مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جب کہ آپ خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے

ملک شام کے تاجروں کا ایک قافلہ غلہ لیکر آیا اور اس نے قافلہ کے پہونچنے کی اطلاع کے لیے نقارہ بجایا جو لوگ اسوقت خطبہ مین حاضر تھے ان مین سے بہت سے آدمی کچھ تماشہ دیکھنے اور کچھ غلہ کی خرید و فروخت کے لیے چلے گئے ، صرف بارہ آدمی رہ گئے اوس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

مسلمانوں کی عام بے توجہی ۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں مین اس دن کی عظمت کا مطلق احساس نہین رہا وہ جمعہ کے دن نماز سے قبل نہ تو سیر و تماشہ کو چھوڑتے ہین ، نہ اپنا کاروبار اور خرید و فروخت بند کرتے ہین نہ دوسرے مشاغل سے باز رہتے ہین اور نہ نماز جمعہ مین شریک ہوتے ہین حالانکہ کیسی سخت تاکید ہے کہ جب اذان ہو جاے تو تجارت کا کام بھی جب تک کہ نماز نہ ہو جائے حرام ہو جاتا ہے ، ایک مسلمان جو قرآن پر عقیدہ رکھتا ہے ، جو حدیثون کو مانتا ہے سمجھ مین نہین آتا کہ کیونکر اور کس طرح اتنی دلیری پر آمادہ ہوتا ہے ۔

عورتین اس بے توجہی کو دور کرسکتی ہین

اس مین شک نہین کہ عورتین نماز جمعہ پر مکلف نہین اور اگر وہ مساجد مین نہ جائین تو کوئی گناہ نہین لیکن مین کہتی ہون کہ یہ کیا کم گناہ ہے کہ جو عورتین اپنے گھر کے

مردون پر اقتدار اور اثر رکھتی ہین، وہ ان کو نصیحت نہ کرین اور غیرت نہ دلائین، مائین بیٹون سے دباؤ کے ساتھ، بیویان خاوندون سے بے تکلفی کے ساتھ، بہنین بھائیون سے محبت کے ساتھ، اور بیٹیان باپون سے ادب کے ساتھ کہین تو کیا ان کہنا اون کی اسلامی حمیت کے لیے حرکت کا باعث نہ ہوگا اگر اس لحاظ اور اس تربیت کی وجہ سے جس کے باعث تمام اخلاق، آداب اور اسلامی خصوصیتون کو خیرباد کہدیا ہے، زبان سے بھی کچھ نہ کہین تو بھی ممکن ہے کہ گھر مین جس قدر عورتین ہین مان بہن، بی بی سب نماز جمعہ کا اہتمام صبح ہی سے کرین خود نہائین کپڑے بدلین، خوشبو لگائین، اور مردون کے لباس کو درست کردین تو اس طرح جمعہ کی تیاری کرین۔

جمعہ کے دن عورتین کیا کرین۔ خواتین! اگرچہ جمعہ کی نماز عورتون پر فرض نہین کی گئی، لیکن پھر بھی غسل جمعہ اور خوشبو لگانے، دُھلے یا نئے لباس کے پہننے کی تاکید ہے اور اس کو مستحب قرار دیا ہے اور اس کے متعلق بہت سی حدیثین ہین نماز ظہر ادا کرنے کے بعد عورتین صلوٰۃ التسبیح پڑھین اور ذکر الٰہی مین مشغول ہو جائین۔

جب مرد گھر کی اس حالت اور اس خاموش نصیحت کو دیکھین گے تو کہان تک ان کو غیرت نہ آئے گی ، صلاۃ التسبیح کی فضیلت اور ترکیب کتابون مین موجود ہے اور تم کو پڑھنے سے معلوم ہو جائے گی مین بھی اس تقریر مین اوس کا مختصر بیان کرونگی ۔

عورتین کس طرح شریک جماعت ہوسکتی ہین۔

یہان یہ بات بھی مجھکو بتانا ضروری ہے کہ اگر گھر ایسی جگہہ ہون کہ مردون کی جماعت کی آواز آتی ہو اور تم تکبیر و قرارت سن سکتی ہو تو اپنے ہی گھرون مین شریک جماعت ہو جاؤ ، لیکن اس کا لحاظ رہے کہ مقتدی کے لئے جو شرطین ہین وہ بھی پوری ہون مثلاً امام سے آگے نہ پڑہنا رکوع و سجود مین اوس کا ٹھیک اقتدا کرنا جس جگہہ عورتین کھڑی ہون وہان تک صفون کا اتصال ہونا اگر الفاظ نہین سن سکتی ہو تو اس قدر انتظار کرو کہ مرد جماعت سے فارغ ہو جائین اوسوقت تم نماز شروع کرو ، اسی وجہہ سے جب میری تقریر کے دوران مین مغرب کا وقت ہو جاتا ہے تو مین تھوڑی تاخیر سے نماز کو اٹھتی ہون ۔

ترک جمعہ کا نتیجہ

جمعہ ترک کرنے والے کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی آدمی بغیر عذر کے تین جمعون کو ترک کردے تو اللہ تعالی اس کے قلب پر مہر لگا دیتا ہے ، کون چاہیگا

کا اس کے عزیزون کے دلون پر مہرین لگادی جائین اور کس کی خواہش نہین ہوگی کہ اس کے گھر مین آٹھوین دن عید نہ ہو۔

نماز وتر — نماز وتر بعض کے نزدیک سنت اور بعض کے نزدیک واجب ہے لیکن فتوی وجوب ہی پر ہے، اس نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک ہے افضل تو یہی ہے کہ آخری شب مین پڑھے، لیکن اگر رات کو نہ اُٹھ سکنے کا احتمال ہو تو سونے سے پہلے پڑھ لینا چاہیئے اور یہی طریقہ ہم جیسے آدمیون کے لئے اچھا ہے کہ نماز عشاء کے ساتھ اس کو پڑھ لین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی پہلی رکعت مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری مین قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری مین قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تلاوت فرماتے تھے، آخری رکعت مین دعاے قنوت ضروری ہے، اس دعا مین گویا خدا کے سامنے خاص طور پر اقرار کیا جاتا ہے، کہ :-

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ	خداوندا ہم تجھ سے مدد مانگتے ہین اور تجھ سے بخشش چاہتے ہین اور تجھ پر ایمان رکھتے ہین اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہین اور ہم تیری بہترین تعریف کرتے ہین ہم تیرا شکر کرتے ہین اور

وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ	ناشکری سے بچتے ہین ہم اسکو چھوڑ دین گے جو تیرا
وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ	گناہ کرتا ہے ، خداوندا ہم تیری ہی بندگی کرتے
نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ	اور صرف تیرے لیے نماز پڑہتے اور سجدہ
اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ	کرتے ہین ، ہم تیری خدمت کی طرف دوڑتے
نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى	اور تیری رحمت کی امید رکھتے اور تیرے
وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى	عذاب سے ڈرتے ہین ، بے شک تیرا قطعی
عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ	عذاب کفار کو پہونچنے والا ہے۔

عیدین عیدین کی نماز کا وقت سورج بلند ہونے سے شروع ہوتا ہے ، جس وقت کہ اشراق کی نماز پڑھی جاتی ہے اور نصف النہار ہونے کے ذرا پہلے تک باقی رہتا ہے۔

حدیث مین ہے کہ عید الضحیٰ کی نماز ذرا سویرے اور عید الفطر کی کچھ دیر کرکے پڑھا کرو ، لیکن اس کے یہ معنی نہین کہ خواہ مخواہ دیر کرکے پڑھی جاے۔

یہ نماز سنت مؤکدہ ہے جب آپ مدینہ مین تشریف لاے تو اہل مدینہ کے لیے دو دن چہل پہل اور خوشی اور کھیل کود کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے عوض یوم الضحےٰ

اور یوم الفطر یعنی بقر عید اور میٹھی عید کا دن مقرر کیا، اور اس خیال سے کہ اس خوشی اور خرمی کے دنون مین بھی یاد خدا سے غفلت نہ ہو، یہ نمازین مقرر کین، اور ان نمازون کے ساتھ ہی ساتھ غربا اور فقرا کی امداد کے لیئے صدقہ اور قربانی کو جو حضرت اسمعیل ذبیح اللہ کی قربانی کے واقعہ کی یاد کو تازہ رکھنے کا ذریعہ ہے لازم قرار دیا اسی طرح ان دونون عیدون مین بہت سی مصلحتین رکھین اور ان دونون کو شعائر دین کی عظمت ملی، اس مین ایک مقصد بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے یہ بھی ہے کہ ہر قوم کے لیے ایک دن ایسا ضرور ہونا چاہیے کہ جس مین اس ملت کے لوگ اپنے اظہار شوکت اور مجمع کی کثرت ظاہر کرنے کی غرض سے باہر نکل کر جمع ہون، اس لیے عیدگاہ مین سب کا جانا مستحب قرار دیا، حتی کہ بچے اور پردہ نشین عورتین اور ایسی عورتون کا بھی جو چند دنون کے لیے نماز سے معاف ہوتی ہین عیدگاہ مین جانا مستحب ہوا، البتہ آخر قسم کی عورتون کو عیدگاہ سے علحدہ ہو کر ایک طرف کو بیٹھ جانا چاہیے مگر دعا مین ضرور شریک ہون۔

تراویح	ان نمازون کے علاوہ نماز تراویح کا وقت

جو رمضان شریف مین پڑھی جاتی ہے، عشا کے بعد ہے تراویح کی رکعتین امام شافعی کے نزدیک آٹھ، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیس[۲] کی تعداد مین پڑھی جاتی ہین، حتی الامکان تراویح کو جماعت سے پڑھنا چاہیے، اور حفاظ سے قرآن مجید سننا چاہیے کیونکہ اس التزام سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ لوگون مین قرآن مجید کے حفظ کرنے اور سنانے کا شوق رہتا ہے، بہتر تو یہ ہے کہ سوا سوا پارہ ورنہ دو پارے روز پڑھے جائین، کئی کئی پارے ایک ایک روز مین پڑھ ڈالنا مناسب نہین ہے، بعض حفّاظ ایک رات مین پورا کلام مجید ختم کرتے ہین، لیکن یہ شبینہ کا دستور صریحاً اصول شرعیہ کے خلاف ہے، کیونکہ ایک تو قرآن شریف ترتیل کے ساتھ پڑھنا ممکن نہین، اور حرکات و سکنات کا برقرار رہنا دشوار ہے۔

دوسرے جب طبیعت مین کسل و ماندگی پیدا ہوگئی اور وہ ذوق باقی نہین رہا جو نوافل مین سب سے بڑی چیز ہے تو ایسے نوافل سے کوئی فائدہ نہین ہوتا۔

تہجد | رات کو سوکر اوٹھنے کے بعد صبح صادق سے قبل جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کو تہجد کہتے ہین، اسکی رکعتون کی

کوئی تعداد معین نہین ، جب تک اور جس قدر پڑھی جاے اتناہی ثواب ہے لیکن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہ رکعت سے زیادہ پڑہنے کا ثبوت نہین ہے، جو اس نماز کے پڑہنے کا ارادہ کرے اوسکو چاہیے کہ عشاء کے وقت صرف فرض اور سنت پڑھ لے ، اور بعد نماز تہجد وتر ادا کرے بشرطیکہ اوسکو اپنے جاگ اوٹھنے کا پورا پورا وثوق ہو ورنہ بہتر یہی ہے کہ عشاء کے بعد ہی وتر پڑھ لے ، اور پھر اُٹھکر تہجد کی نفل پڑھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو ہمیشہ پڑہتے تھے ، اور آپ کے پڑہنے کی یہ کیفیت تھی کہ کبھی آدھی رات کے بعد اوٹھکر وضو کرکے نماز مین مصروف ہوتے، دو دو رکعت کی نیت باندہتے ، کبھی کبھی چار چار کی آخر مین وتر پڑہتے ، اور کبھی دو رکعت پڑھکر استراحت فرماتے ، پھر دو رکعت ادا کرتے اسی طرح ساری رات عبادت الٰہی مین گذار دیتے تھے۔

تہجد کے وقت کی برکت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ | جب رات کا اخیر تہائی حصہ باقی رہتا ہے

تَعَالٰی اِلٰی سَمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ

ہمارا رب تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَۃِ رَأْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا ھُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ یَضْرِبُ عَلٰی کُلِّ عُقْدَۃٍ عَلَیْکَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰہَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اسکی گدی پر تین گرہ لگاتا ہے، اور گرہ میں تمہارے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت باقی ہے، سو جاؤ پس اگر وہ جاگا اور اللہ تعالیٰ کو دل سے یا زبان سے یاد کیا تو غفلت کی ایک گرہ کھل جاتی ہے، اور وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور نماز پڑھی تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ شادمانی اور پاک نفسی کی حالت میں صبح کرتا ہے اور اگر نہ جاگا اور نہ ذکر کیا اور نہ نماز پڑھی تو وہ پلید نفسی کی حالت میں صبح کرتا ہے۔

نماز تہجد خدا کی نعمتوں کا شکر ہے

اس نماز کو اللہ تعالیٰ کی اُن نعمتوں کا شکریہ

سمجھنا چاہیے جو دن بھر مین اون کو حاصل ہوتی ہین۔

باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے لیکن آپ اپنے اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اکثر رات عبادت فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ عبادت کرتے کرتے آپ کے دونون پاؤن ورم کر گئے تھے، لوگون نے کہا آپ کس لیے اس قدر عبادت کرتے ہین، آپ تو معصوم ہین آپ نے فرمایا:۔

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا | کیا مین شکر گذار بندہ نہ بنون۔

خداوندکریم نے بھی نہایت عزت کے ساتھ تہجد پڑہنے والون کی تخصیص قرآن مجید مین ظاہر فرمائی ہے:۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا	ان کے پہلو بسترون سے جدا ہو جاتے ہین پکارتے رہتے ہین اپنے پروردگار کو امید وبیم کی حالت مین۔

نماز ضحےٰ | تہجد کے بعد نماز ضحیٰ کا درجہ ہے جو آفتاب طلوع ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے، اوس کی بھی دو قسمین ہین، اشراق اور چاشت، ان نمازون کا بھی بہت ثواب ہے اور اس کو پابندی کے ساتھ پڑہنا افضل اعمال مین سے ہے

اشراق | اشراق کا وقت ایک یا دو نیزہ آفتاب کے بلند ہونے پر ہوتا ہے، اس کی نماز کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعت پڑھنا چاہیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز فجر سے فارغ ہو کر آفتاب نکلنے تک ذکر الٰہی مین مشغول رہے اوسکو چار غلامون کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اور اشراق کی نماز کے دو یا چار رکعتون کے پڑھنے سے ایک حج اور عمرے کا ثواب ہوتا ہے۔

چاشت | جب دھوپ خوب پھیل جاے اور اس مین حدت پیدا ہو جاے تو چاشت کا وقت آتا ہے، اور یہ وقت ۹ بجے یا ۱۰ بجے کے قریب سمجھنا چاہیے، اس وقت کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ ۱۲ رکعتین پڑھی جاتی ہین، اکثر علمار کے نزدیک چار رکعتین پڑھنا مناسب ہے، کیونکہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کے وقت چار ہی رکعتین پڑھی ہین۔

نماز چاشت کی فضیلت مین بھی بہت سی حدیثین موجود ہین۔

بعض علما کا تو خیال ہے کہ یہ مستحب ہے، قاضی ابو بکر نے فرمایا ہے کہ یہ نماز انبیا اور رسولون کی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :۔

يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى

صبح کو ہر بندہ پر ایک صدقہ لازم ہوتا ہے چنانچہ ہر تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنا ایک صدقہ ہے اور ہر تحمید یعنی الحمد للہ کہنا ایک صدقہ ہے اسی طرح ہر تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور ایسے ہی تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا صدقہ ہو اور بھلائی کی بات بتلانا ایک صدقہ ہو۔ اور برائی سے روکنا ایک صدقہ ہو۔ اگر ان باتوں کا موقع نہ ملے تو دو رکعت چاشت کے وقت نماز پڑہنا کافی ہو

اشراق و چاشت کی نماز کا طریقہ ان نمازوں کو بہت طول نہ دینا چاہیے لیکن نہ اتنی جلدی کہ رکوع اور سجود کے تمام مراتب اچھی طرح ادا نہ ہو سکیں۔

کونسی سورتیں پڑھنی چاہییں اگرچہ ان نمازوں میں کسی سورۃ اور آیات کی تخصیص نہیں لیکن بعض بزرگوں کے نزدیک والشمس اور واللیل اور والضحیٰ اور الم نشرح پڑھنا اولیٰ ہے۔

نماز خسوف و کسوف سورج گہن اور چاند گہن کے وقت بھی نماز پڑہنا اور صدقہ و خیرات کرنا مسنون ہے، اگرچہ اس حالت اور انقلاب کا تعلق آسمان اور ستاروں سے ہے لیکن اس سے

قادر مطلق کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور اسی عظمت کے خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔

اعتقاد جاہلیت جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ عالم پر جب کوئی عظیم الشان حادثہ پیش آنے کو ہوتا ہے، مثلاً کوئی بڑا شخص مرنے والا ہوتا ہے یا ضرر عام پیدا ہوا چاہتا ہے تو سورج گہن یا چاند گہن پڑتا ہے اور اتفاق سے جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم کا جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے حالت شیر خوارگی میں انتقال ہوا تو اسی روز سورج گہن واقع ہوا، لوگوں نے اپنے پرانے خیال کے مطابق سورج گہن کو اسی سانحہ سے منسوب کیا اور کہنا شروع کیا کہ پیغمبر صاحب کے فرزند ابراہیم کے انتقال ہونے پر سورج گہن پڑا ہے۔

آنحضرت صلعم کا خطبہ مبارک چونکہ لوگوں کے اس اعتقاد میں ایک طرح کی بوئے شرک پائی جاتی تھی اس کے دفع کرنے کے لیے آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ چاند اور سورج خدا کی دو نشانیاں ہیں اور یہ دونوں کسی کے مرنے پر نہیں گہتے۔

لوگو!

جب تمہیں یہ موقع پیش آئے تو ذکر الٰہی میں مصروف

ہو جاؤ، دعا مانگو، تکبیر و تہلیل مین مشغول ہو، نماز پڑھو، خیرات دو۔

امت محمد! خدا تعالیٰ بڑا غیرت مند ہے اوس سے بڑھ کر کوئی غیور نہین، بخدا اگر تمھین ان باتون کا علم ہو، جس کا مجھے علم ہے تو روؤ بہت اور ہنسو تھوڑا۔

نماز کا وقت | اس نماز کا وہی وقت ہے جب گہن پڑنے لگے، لیکن جن وقتون مین نماز کی ممانعت ہے، اگر ان مین گہن پڑے تو اُن وقتون مین نماز نہ پڑہین البتہ تسبیح و تہلیل مین مصروف ہون، اور خیرات و صدقہ دین، اون اوقات کے نکل جانے کے بعد بھی اگر گہن باقی ہو تو نماز پڑھ لین۔

باجماعت نماز ادا کی جائے ان نمازون مین بوڑھی عورتون اور بچون کو بھی شریک کیا جائے جہان تک ممکن ہو سورج گہن مین جماعت سے نماز ادا کی جائے دو رکعت پڑھی جائین۔ قراءۃ بلند آواز سے ہو چاند گہن مین اپنے اپنے گھر نماز پڑہنا چاہیے

کونسی سورتین مسنون ہین | سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت مین سورۂ عنکبوت اور دوسری رکعت مین سورۂ روم پڑھنا مسنون ہے۔

آنحضرت صلعم نے سورج گہن کے وقت کس طرح نماز پڑہی۔	حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین سورج گہن ہوا تو آپ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑہی، اور اتنا طویل قیام فرمایا جتنا کہ سورۂ بقر کی تلاوت مین ہوتا ہے، پھر آپ نے بڑا رکوع کیا پھر دوسرا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا، پھر ایک اور طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر اُٹھے اور سجدہ کیا، پھر نماز ختم کی۔

اس وقت گہن سے سورج نکل چکا تھا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بتحقیق سورج اور چاند خدا کی نشانیون مین سے دو دو نشانیان ہین، یہ نہ کسی کے مرنے پر اور نہ کسی کے پیدا ہونے پر گہنتے ہین، پس جب تم ان کو گہنتے ہوے دیکھو تو اللہ کو یاد کرو یہ سُن کر صحابہ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا ہم نے دیکھا کہ آپ نماز مین کسی چیز کے لینے کا قصد کر رہے ہین، پھر دیکھا کہ آپ اسکے لینے سے پیچھے ہٹے، آپ نے فرمایا مین نے بہشت کو دیکھا تھا اور اوس مین سے انگور کے خوشے لینے کا قصد کیا تھا اور اگر مین اسکو لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس کو کہاتے، اور مین پیچھے ہٹا جب کہ مین نے دوزخ کو دیکھا اور اس کی گرمی سے مین ڈر گیا اور مین نے آج تک ایسی ہولناک جگہ نہین دیکھی۔

عورتوں کی ناشکری کا نتیجہ | خواتین !

اس روایت کا آخری حصہ جس کو اب میں بیان کروں گی ہماری صنف کے خاص غور کے قابل ہے اور اس میں ناشکرگذار عورتوں کی حالت بیان کی گئی ہے ، اور کیا کوئی اس سے انکار کرسکتا ہے کہ عورتوں میں یہ عیب نہیں ہے ۔

اب تو ! اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بیشے اس جگہ کے لیئی دوزخ کے رہنے والوں میں اکثر عورتوں کو دیکھا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ عورتوں کے اس میں زیادہ ہونے کی کیا وجہ ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے شوہروں کا کفران نعمت کرتی ہیں اور احسان کی ناشکری کرتی ہیں ، اگر ان کے ساتھ مدت تک احسان کیا جائے اور وہ ایک بات اپنی مرضی کے خلاف پائیں تو تمام نیکیوں کو بھلا کر کہدینگی کہ ہم نے کبھی کوئی اچھی بات ہی نہیں دیکھی ۔

خواتین !

در اصل یہ ان عورتوں کی حالت ہے جو خاوند کی نیکیوں اور حسن سلوک کے باوجود ذرا سی خلاف مرضی بات دیکھکر تمام کی کرائی نیکیوں کو بھلا کر گلے ، شکوے اور ناشکری پر اتر آتی ہیں ، خداوند کریم توفیق عطا کرے کہ عورتیں

ناشکر گذار نہ ہوں۔

صلوٰۃ التسبیح | نوافل میں صلوٰۃ التسبیح کی بھی بڑی فضیلت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو اس نماز کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس سے دس طرح کے گناہ دور ہو جاتے ہیں، یعنی اول و آخر کے نئے اور پرانے قصداً، سہواً، صغیرہ اور کبیرہ مخفی و علانیہ۔

آپ نے اس کی ترکیب جو بتائی وہ یہ ہے کہ چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھنی ضرور ہے، اور جب اول رکعت میں قرأت سے فارغ ہو جائیں تو قیام کی حالت میں ہی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ مرتبہ پڑھنا چاہیے، پھر رکوع میں دس دفعہ اور پھر قومہ میں بھی دس دفعہ انہیں کلمات کو دوہرانا چاہیے۔

سجدہ میں اور سجدہ کے بعد جلسہ میں اور پھر دوسرے سجدہ میں بھی دس دس دفعہ انہیں کلمات کو پڑھنا چاہیے، اور دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر دس دفعہ کہنا چاہیے، اس طرح ایک رکعت میں ان کلمات کی تعداد پچھتر ۷۵ ہو لی، اور اسی ترتیب کے ساتھ باقی تین رکعتوں کو پورا کرنا چاہیے، حنفیہ کے

نزدیک ایک روایت مین اتنا فرق ہے کہ پہلی رکعت مین سبحانک پڑھنے کے بعد پندرہ مرتبہ کلمہ مذکور پڑھا جاے، پھر الحمد اور سورۃ پڑھ کر کھڑے کھڑے ہی دس مرتبہ پھر وہی کلمہ پڑھے، اس طرح ۲۵ مرتبہ قیام مین ہو گیا، اب دوسرے سجدے سے اُٹھ کر نہ پڑھے بلکہ سجدہ سے اوٹھتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جاے۔

"صلوۃ التسبیح" اگر ممکن ہو تو روزانہ ایک دفعہ پڑھی جاے اور اگر روز ناممکن ہو تو ہر جمعہ کے دن ایک دفعہ اور اگر جمعہ کے دن بھی ممکن نہ ہو تو ہر مہینہ مین ایک مرتبہ اور اگر ہر مہینہ مین ممکن نہ ہو تو ہر سال مین ایک مرتبہ اور اگر سال بھر مین بھی ممکن نہ ہو تو تمام عمر مین ایک دفعہ پڑھ لینا چاہیئے۔

ایک بزرگ نے کہا ہے کہ مین نے غم اور رنج اور ملال کے دفع کرنے کے لیے صلوۃ التسبیح کی طرح کوئی چیز نہین دیکھی اور اکثر بزرگون کا اسپر عمل رہا ہے، اس نماز کے لیے بھی کوئی وقت نہین ہے البتہ اون اوقات مین پڑہنے کی ممانعت ہے جن اوقات مین دوسری نمازین پڑھنا ممنوع ہے۔

اور نفل نمازین | ان نمازون کے علاوہ اور بھی نمازین ہین جو نوافل مین داخل ہین اور ان کو ضرورت کے وقت دعا اور

اظہار عاجزی کے لیے پڑھتے ہیں جیسے نماز استخارہ، نماز حاجات نماز استسقاء، نماز خوف، نماز سفر وغیرہ ان نمازوں کو بھی ان ہی اوقات میں پڑھنا چاہیے جن میں نماز جائز رکھی گئی ہے اور جو شرعاً ممنوع نہیں ہیں جن کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

خواتین!

مین نے حتی الامکان جہان تک کہ میری معلومات ہے اور مین نے کتابین دیکھی ہین، ان کی بنا پر عبادات کے سلسلے مین نماز کے متعلق چار تقریرون مین پورا بیان کیا ہے ان اصولی باتون کے سمجھنے اور ان پر غور کرنے کے بعد باقی جو چیزین ہین وہ فرض واجبات اور سنن وغیرہ ہین جن کا اس قدر یاد کرنا کہ وہ بالکل ذہن نشین اور حفظ ہو جائین ضروری ہے۔

ترک نماز کا مواخذہ نہایت سخت ہوگا۔

اب مین صرف نماز کے متعلق تم سے اتنی بات اور کہون گی کہ قیامت کے دن جب اوس خدائے ذوالجلال اور بندون کے درمیان حقوق کا محاسبہ ہوگا تو حقوق اللہ مین سب سے پہلے نماز کی اور حقوق العباد مین سب سے پہلے قتل کی پرسش ہوگی، اور

باقی اعمال کی بعد مین اور اس طرح پرسش کی جائیگی کہ مثلاً اگر فرض روزون مین کچھ نقصان ہوگا تو وہ نفل سے پورے کردیے جائین گے اور اگر زکوۃ مین کچھ نقصان ہوا ہوگا تو صدقہ نفل سے اور اگر حج مین کچھ نقصان ہوا ہوگا تو نفل حج سے یا عمرے سے اس کمی کو پورا کرد یا جاسے گا - اور اگر کسی کا حق اوسپر ہوگا تو اس کے دوسرے اعمال سے تلافی کردی جائیگی، اسی طرح اور تمام اعمال کا حال ہوگا، لیکن نماز اور قتل کا مواخذہ ایسا ہے کہ اس کی پاداش سے بغیر نہ رہیگی، افسوس ہے کہ ہم مسلمانون نے نماز ہی کا ترک سب سے سہل سمجھہ لیاہے اور سب سے زیادہ تساہل اسی مین برتا جاتا ہے -

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ط رَبَّنَا اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝

اے میرے پروردگار مجھکو توفیق دے کہ مین نماز پڑہتا رہون اور (نہ صرف مجھکو بلکہ) میری اولاد کو (بھی) اور اے ہمارے پروردگار میری دعا قبول فرما اے ہمارے پروردگار جس دن (اعمال کا) حساب ہونے لگے مجھکو اور میرے مان باپ کو اور (سب) ایمان والون کو بخشش دیجیو +



خواتین! آج مین اسلام کے دوسرے رکن روزہ کا بیان کرنا چاہتی ہون کیونکہ ایک تو میری تقریر کے سلسلہ مین اب اسی کی باری ہے دوسرے رمضان المبارک کا مہینہ بھی آہی گیا ہے اور اسلئے بھی کہ رمضان المبارک سے پہلے اس کی فضیلت اور روزون کے احکام سے واقف ہو جانا ضروری ہے۔

نماز اور زکوٰۃ کی طرح رمضان کے روزے بھی فرض ہین قرآن مجید مین ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ

مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگون (یعنی اہل کتاب) پر روزہ رکھنا فرض تھا اسیطرح تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ تم بہت سے گناہون سے بچو (وہ بھی) گنتی کے چند روز ہین۔

امم سابقہ پر بھی روزے فرض تھے | اس آیت شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے ہم ہی پر فرض نہین کئے گئے بلکہ ہم سے پہلے جو امتین گذری ہین اون پر بھی فرض تھے۔ البتہ وقتون اور دنون کے مقرر کرنے مین اختلاف رہا ہے، حضرت موسیٰ سے پہلے جو انبیا گذرے اون کی امتون پر ایام بیض یعنی ۱۳-۱۴ و ۱۵ تاریخ قمری کے روزے فرض تھے اور اس طرح سال مین ۳۶ یوم کے روزے ہوتے تھے، یہود پر ہفتہ مین شنبہ کے دن کا اور ہر سال مین عاشورہ کا روزہ فرض تھا نصاریٰ پر ہماری طرح ایک ماہ کے روزے فرض کئے گئے تھے لیکن جہان اور بہت سی باتون مین افراط و تفریط ہوگئی وہان روزے مین بھی ترمیم کردی گئی، یعنی بجاے اوس مہینہ کے خاص بہار کا موسم تجویز کرلیا اور تعداد مین بھی کمی و بیشی کرڈالی، ان اہل کتاب کے علاوہ بت پرست اقوام مین بھی روزہ کا دستور ہے، چنانچہ ہندوستان مین بہت سی ہندو قومین روزہ رکھتی ہین، غرض عبادت کا یہ طریقہ عام مذہبون اور قومون مین ملا جلا پایا جاتا ہے، لیکن اسلام نے اس طریقہ مین اصلاح کی اور اس عبادت مین اعتدال پیدا کیا

اور یہ معتدل اور اصلاح یافتہ صورت ہے جو ماہ رمضان کے روزوں کی ہے۔

روزہ تقوی کا باعث ہے | جس طرح دوسرے ارکان اسلام میں بیشمار حکمتیں اور مصلحتیں ہیں اسیطرح روزہ بھی حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہے۔

سب سے بڑی حکمت جو روزہ میں ہے وہ اسی آیت کے الفاظ:۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ میں بھری ہوئی ہے یعنی خداوند کریم نے روزہ کو فرض کرنے کا سبب تقوی کا حصول قرار دیا ہے۔

تقوے کی تعریف | تقوی یا پرہیزگاری بظاہر ایک مختصر سا لفظ ہے لیکن معنی کے اعتبار سے نہایت وسیع ہے تقوی کے معنی ہر ایسی بات سے جس پر برائی کا شبہ بھی ہو پرہیز کرنے اور بچنے کے ہیں گویا روزہ اس قدر انسان کو محتاط بنانے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے کہ ہر ایسی بات سے وہ احتیاط رکھے جس میں برائی کا ذرہ برابر بھی شائبہ پایا جاتا ہو۔

روزہ صبر پیدا کرتا ہے | قرآن کریم نے اہم امور کی کامیابی بڑی حد تک

صبر و استقامت پر رکھی ہے اور یہ وہ خلق عظیم ہے کہ جسکے
پیدا ہونے پر انسان تمام کامیابیون کو حاصل کرسکتا ہے
قرآن مجید نے جس بات کا نام صبر رکھا ہے اس سے
صرف یہ مراد نہین کہ جب کوئی تکلیف یا اذیت پہونچے تو انسان روئے اور
چلائے نہین بلکہ صبر کی تعریف یہ ہے کہ تکالیف اور مصائب کا
استقلال سے مقابلہ کرے اور اس وقت اپنے جذبات کو
روکنا بھی صبر مین داخل کیا ہے۔ الغرض صبر ایک انمول
جواہر ہے اور اس کے حاصل کرنے مین جس قدر ماہ صیام سے
امداد ملتی ہے وہ کسی اور چیز سے نہین مل سکتی۔

غور کر کے دیکھو کہ جس شخص کو بھوک پیاس اور دوسری
خواہشون کو باوجود ان پر قدرت رکھنے اور سامان موجود
ہونے کے روکنے کی طاقت حاصل ہوگی، وہی صبر و استقامت کا
مالک ہوسکتا ہے۔ اگر مصیبت کا کوئی وقت پڑے تو اوس مین
تحمل کرسکتا ہے، طبیعت مین اعتدال قائم ہوتا ہے، خدا کی
نعمتون کی قدر ہوتی ہے اور اوس کے شکر کرنے کی
عادت پڑتی ہے۔

روزہ طباً مفید ہے

پھر روزہ سے تزکیہ جسمانی بھی ہوتا ہے

اور وہ تمام رطوبات اور فضلات خشک اور فنا ہو جاتے ہین
جو طرح طرح کے امراض پیدا کرنے کے باعث ہوتے ہین
تمام حکمائے اسلام نے روزہ کے اس فائدہ کو مانا ہے اور اب تو
یورپ کے ڈاکٹر بھی تسلیم کرتے ہین کہ اس طرح کی ریاضت صحت
کے لئے مفید ہے۔

اکثر امراض کا علاج غذا کے روکنے سے کرتے ہین ، بعض
امراض ہین ہلکی یا کم غذا اور بعض مین فاقہ تجویز کیا جاتا ہے وہ
امراض جو بعض اعضائے رئیسہ کے ارد گرد چربی زیادہ ہونے سے
پیدا ہوتے ہین اس کی زیادتی کو دور کرنا اور اعتدال پر لانا
جس طرح روزون سے ممکن ہے اس طرح کسی اور دوا سے
ممکن نہین۔

روزہ انسانی ہمدردی ہے

انسان مین جو بہترین صفت مانی گئی ہے
وہ نوع انسان کے ساتھ ہمدردی ہے جس سے دین و دنیا کی
عزت حاصل ہوتی ہے اور ہمدردی کا جو سبق روزہ سے حاصل
ہوتا ہے وہ کسی اور شے سے حاصل نہین ہوتا۔

یہ ایک فطری بات ہے اور ہر آدمی کے روزمرہ کا تجربہ ہے
کہ جب تک کوئی شخص کسی تکلیف مین مبتلا نہ ہو اوس وقت تک

اوسکو دوسرون کی تکلیف کا صحیح اندازہ نہین ہوسکتا، پس روزہ ہی ایک ایسی چیز ہے جو دوسرون کی تکلیفون پر انسان کو نرم دل بنا دیتا ہے اور اُن لوگون کے ساتھ صحیح ہمدردی پیدا کرتا ہے جو تنگدستی اور فاقہ کی تکلیفون مین مبتلا رہتے ہین۔

شان مساوات

اسلام کی تمام اور عبادتون مین جس طرح مساوات کی شان پیدا ہے اوسی طرح روزہ مین بھی ہے تمام امیر و غریب مرد و زن سب اپنے آرام اور لذت کو ترک کردیتے ہین اور یکسان حالت مین ہوجاتے ہین۔

روزہ کی جزا خدا ہی دیگا

خواتین! روزہ کی برکتین اور اس کے فوائد اصل تو یہ ہے کہ حد شمار سے باہر ہین اور برسون تک بھی مین تو کیا کوئی بڑا عالم بھی اون کو بیان نہین کرسکتا، تاہم مختصراً مین بیان کررہی ہون اور اسی سلسلہ مین تم کو ایک حدیث سناتی ہون جس سے اس کی فضیلت اور برکت کا اندازہ ہوگا۔

حدیث شریف مین ہے کہ:۔

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَعَّفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ	یعنی بنی آدم کے تمام اعمال حسنہ کا ثواب دس سے لیکر سات سو گنا تک ملتا ہے لیکن خدا تعالی فرماتا ہے مگر روزہ کا کیونکہ وہ

فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ
بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ
وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ
لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ
عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ
عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَ
لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ
اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ
رِیْحِ الْمِسْكِ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ
فَاِذَا كَانَ صَوْمُ اَحَدِكُمْ
فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ
فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ
اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ
اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ

میرے ہی لئے ہے اور مین ہی اوس کی جزا دونگا
یعنی اسکی جزا مین مین جانتا ہون اور آپ ہی دونگا
اسکو کسی دوسرے کے سپرد نہین کرونگا کیونکہ بندہ
صرف میری خاطر اپنی خواہش اور کھانے پینے کو
ترک کرتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیان ہین
پہلی تو روزہ کے افطار کے وقت، اور دوسری
خوشی اپنے پروردگار سے ملنے کے وقت اور
روزہ دار کے مُنھ کی بو اللہ کے نزدیک مشک
کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور روزہ
سپر ہے اس سبب سے کہ آدمی دنیا مین شیطان کے
شر سے اور آخرت مین دوزخ کی آگ سے بچتا ہے
پس جب تم مین سے کسی کا روزہ ہو تو چاہیے
کہ فحش بات نہ کرے نہ فضول شور و شغب کرے
اور اگر اسکو کوئی بُرا بھی کہے یا اس سے لڑنے کا
ارادہ کرے تو کہہ دینا چاہیے کہ مین روزہ دار ہون

خواتین! غور کرو کہ خدائے پاک نے دوسری عبادت کا ثواب
دس گنے سے لیکر سات سو گنے تک بتایا ہے لیکن روزہ کی

نسبت ارشاد فرمایا کہ بندہ چونکہ صرف میرے لئے کھانے
پینے اور اپنی خواہشون کو ترک کرتا ہے اس لیے اس کا ثواب
مین خود ہی دونگا ، اگر ایسا جملہ کسی حاکم وقت کی زبان سے
کسی شخص کے لئے نکل جاے تو وہ شخص کیسی کیسی امیدین قائم
کرے اور اس کا دل کس طرح باغ باغ ہو جاے ، چہ جائیکہ
یہ فرمان اور یہ وعدہ اوس احکم الحاکمین کا ہے جس کے
قبضۂ قدرت مین تمام جہان اور اوس کی نعمتین ہین اور دنیا کے
بڑے بڑے بادشاہ اوس کے تابع فرمان اور محتاج ہین
پھر یہ بات بھی سوچنے کے قابل ہے کہ ہر عبادت اوسی ذات مطلق
اور معبود برحق کے لئے کی جاتی ہے اور ہر ایک کے اجر کی اوسی سے
امید ہوتی ہے لیکن روزہ کے متعلق جو اوس نے فرمایا ہے

اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ
بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَ
طَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ

یعنی روزہ خاص میرے لئے ہے اور مین ہی
اوس کی جزا دونگا کیونکہ اس نے میرے
ہی لئے اپنا کھانا پینا چھوڑا ہے —

یہ ایک خصوصیت ہے جو تمام عبادتون مین صرف روزے
ہی کے ساتھ ہے ، اس کا سبب یہ ہے کہ روزہ مین نمود وریا
نہین ہوتی اور سب سے زیادہ محبوب چیزون کو بلا کسی غرض کے

ترک کر دیا جاتا ہے اور اوس تکلیف پر صبر اختیار کیا جاتا ہے
جو اون چیزون کے چھوڑنے سے اوسے اُٹھانی پڑتی ہے

روزہ ایک قسم کا صبر ہے

صابرین کے لئے اللہ تعالیٰ کے جو
جو وعدے ہین وہ کسی توضیح کے محتاج نہین وہ خود فرماتا ہے

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ   صابر بندے ہی ہین جن کو (قیامت مین)
اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ   ان کا اجر بے حساب دیا جاے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صابر کے لئے ثواب بے حساب ہے اور روزہ بھی صبر ہے جیسا کہ اَلصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ سے ظاہر ہے اس لئے اس کا اجر بھی بے حساب ملیگا، پھر جب روزہ نصف صبر ہے اور صبر نصف ایمان ہے جیسا کہ اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ سے معلوم ہوتا ہے تو روزہ ربع ایمان ہوا اور ظاہر ہے کہ ایمان خدا ہی کے لئے ہوتا ہے، اسی لئے حدیث قدسی مین اللہ تعالے نے روزہ کو اَلصَّوْمُ لِیْ فرمایا ہے۔

بھوکا رہنا نفس کی اصلاح اور مجاہدہ ہے۔

یون تو صبر کی بہت سی صورتین ہین لیکن بھوک اور پیاس ایسی چیز ہے جس پر صبر کرنا نہایت مشکل کام ہے کیونکہ انسان کی جس قدر خواہشین ہوتی ہین وہ سب معدہ کی خواہشون کے تابع ہین اور جب تک

اوسکی خواہشین پوری نہین ہوجاتین کوئی دوسری خواہش پیدا نہین ہوتی یہی وجہہ ہے کہ انسان ہر قسم کی تکلیف گوارا کرلیتا ہے لیکن بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت نہین ہوسکتی اس لئے سب سے زیادہ مجاہدہ اور جبر معدے کی خواہشات پر غالب آجاتا ہے کیونکہ جس قدر گناہ بھی ہین وہ یا تو معدے کے بھرنے کے لئے ہوتے ہین یا معدے کے بھرنے سے ہوتے ہین اور اگر معدے کی اصلاح کرلی جاوے اور اوس کو بھوک اور پیاس کا خوگر بنالیا جاوے تو گناہ کی سب سے بڑی وجہہ مفقود ہوجاوے گی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "شیطان آدمی مین خون کے چلنے کی جگہون مین پھرتا ہے، پس اوس کی راہون کو بھوک سے تنگ کرو۔

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جنت کے دروازے ہمیشہ کھٹ کھٹایا کرو۔ مین نے کہا یا حضرت کس چیز سے؟ آپ نے فرمایا کہ بھوک سے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہین کھایا۔ بعض وقات اون کو بھوکا دیکھکر مین رو پڑتی اور کہتی کہ مین آپ کے قربان جاؤن دنیا سے اتنا تو لے لیا کیجئے جس سے قوت رہے اور بھوک سے محفوظ رہیئے۔ تو آپ یہ فرماتے کہ اے عائشہ میرے بھائیون نے

یعنی الوالعزم رسولون نے مجھ سے بھی زیادہ شدائد اٹھاے اور اون پر صبر کر کے جب پروردگار کے سامنے گیے تو اون کی بڑی عزت ہوئی اور ثواب ملا، مجھکو یہ حیا آتی ہے کہین ایسا نہ ہو کہ زندگی مین آرام و آسایش کے ساتھ بسر کرنے سے کل کو اون سے مجھکو کم تر رتبہ ملے، پس چند روز صبر کرنا اس سے آسان ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ بخدا اس گفتگو کے بعد ایک ہفتہ بھی نہین گذرا کہ آپ نے وفات پائی۔

خواتین! درحقیقت نفس کو مرغوبات سے باز رکھنا اور جسم کو غذا نہ پہونچانا روح اور جسم دونون کے لئے کیمیا کا نسخہ ہے لیکن اس کا اثر اوس وقت تک نہین معلوم ہو سکتا جبتک انسان خود اس عمل کو نہ کرے اور ہر مسلمان جو روزہ رکھتا ہے اور تقویٰ کرتا ہے اس کے اثر اور لطف سے واقف ہوتا ہے ان باتون کے علاوہ اور بہت سی مصلحتین اور برکتین ہین جن کا احاطہ نہین ہو سکتا۔

ہر عبادت انسانی فلاح ہے

روزہ پر ہی کیا موقوف ہے اسلام مین جتنی عبادتین فرض کی گئی ہین سب مین ہماری ہی فلاح اور بہبودی اور ہمارے ہی مفاد کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اگر ہم اون پر عمل

کرین گے تو ہمارے ہی لئے فائدہ اور نجات کا ذریعہ ہے اور
نہین تو اپنے کئے کی سزا پائین گے ، جیساکہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے :-

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا	"جو شخص اچھا عمل کرتا ہے وہ اپنے لئے اور جو برا عمل کرتا ہے وہ اپنے لئے"

خدائے پاک کو اپنے لئے نہ کسی عبادت کی ضرورت ہے
اور نہ اوسکو کسی کی پروا ہے وہ خود فرماتا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ	اللہ تمام عالم سے بے نیاز ہے -

خواتین !
غور کرنے کی بات ہے کہ یہ خدا کا کس قدر احسان ہے
کہ جو باتین سراسر ہمارے لئے مفید اور ہماری بہبودی کا ذریعہ
ہین اونہین کو اپنی خوشنودی کا سبب قرار دیا ہے "تاکہ اگر
ہم ان پر عمل کرین تو ہمارے لئے مفید ہو اور خدا کی خوشنودی
اوس پر مزید حاصل ہو ، گو خدائے تعالیٰ نے ہمین جن باتون کے
کرنے کا حکم دیا ہے اشارۃً اون کے فوائد اور مصلحتین بھی
بتادی ہین لیکن بندے ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض تو یہی ہے
کہ خواہ ہمین اون کے فوائد معلوم ہون یا نہ ہون اوس پر

بے چون و چرا عمل کریں اور اس طرح ہم اپنے اسلام یعنی احکام الٰہی کی فرمان برداری کا ثبوت دیں۔

ہر عبادت کا ایک وقت ہے

خواتین! خدا تعالیٰ نے جن عبادتوں کو فرض کیا ہے اون میں حد اور وقت کا تعین بھی کر دیا ہے تاکہ اعتدال قائم رہے اور اوقات کی پابندی اور حدود کے اندر رہنے کی عادت پیدا ہو۔

رمضان خیر و برکت کا مہینہ ہے

اسی بنا پر روزوں کے لئے بھی ایک زمانہ مقرر کیا گیا ہے اور جو زمانہ مقرر کیا گیا ہے وہ نہایت سعید اور مبارک ہے، یہ زمانہ ماہ رمضان المبارک ہے جس سے انسان پر نجات ابدی کا راستہ کھلا، اس کو حق و باطل کی تمیز کے لئے چراغ ہدایت ملا جیسا کہ کلام مجید میں ارشاد ہے کہ:-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ	(روزوں کا مہینہ رمضان کا ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہے (اور قرآن) لوگوں کا رہنما ہے اور (اس میں) ہدایت اور (حق و باطل کی تمیز) کے کھلے کھلے حکم موجود ہیں تو (مسلمانو) تم میں سے جو شخص اس مہینہ میں (زندہ) موجود ہو تو چاہئے کہ اس مہینے کے روزے رکھے"

دیکھو خود خداوند کریم نے اس آیت مین رمضان کی کیسی برکت ظاہر کی ہے اور اس کو ظاہر کرکے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے آنحضرت صلعم نے اس کی برکت کی اور بھی زیادہ تصریح فرمادی ہے کہ

مَنْ صَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

یعنی جو شخص ایمان اور طلب ثواب کی غرض سے روزہ رکھتا ہے اوس کے پہلے گناہ بخشدیے جاتے ہین ۔

ایک اور حدیث ہے کہ :-

إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے شیطان اور سرکش جن قید کردیے جاتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند کردیے جاتے ہین اور ایک دروازہ بھی نہین کھولا جاتا اور بہشت کے دروازے کھولدیے جاتے ہین اور ایک دروازہ بھی بند نہین کیا جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے اللہ کی طرف متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے برائی سے بازرہ اور

وَلِلّٰهِ عُتَقَآءُ مِنَ النَّارِ
وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ

آگ سے اللہ کے واسطے آزاد کیے ہوئے ہیں
یعنی اس ماہ مبارک کی حرمت کی وجہ سے
اللہ تعالیٰ اپنے بہت سے بندون کو آگ سے
آزاد کرتا ہے شاید کہ تو بھی انہین مین سے ہو،
اور یہ منادی رمضان کی ہر رات مین ہوتی ہے"

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطانون کے بہکانے سے جو تم بری باتون مین پھنسے ہوتے ہو اون کو چھوڑ دو اور اللہ تعالےٰ کی عبادت کرکے اوس کی طرف متوجہ ہو یعنی اوس کی عبادت مین کوشش کرو، یہ وہ وقت ہے کہ تم کو اس کا بہت ثواب دیا جاے گا اور توبہ کرو اور برائیون سے بچو کیونکہ توبہ کی قبولیت کا بھی وقت ہے۔

خواتین!

یہ مہینہ در اصل عبادت اور خیر و برکت ہی کا ہے اور جس قدر ممکن ہو اس مہینہ مین ثواب کے کام اور عبادات و خیرات کرنا چاہیے ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا مہینہ آتا تھا قیدی کو چھوڑتے تھے اور ہر سوال کرنے والے کو دیتے تھے۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ بہشت شروع سال سے اگلے سال تک رمضان کے واسطے مزین کیا جاتا ہے یعنی چونکہ اس ماہ میں مغفرت کی کثرت ہوتی ہے اور جو نیک بندے ہیں وہ روزے رکھتے ہیں اور تراویح پڑھتے ہیں جس کے ذریعے سے وہ جنت میں درجے حاصل کرتے ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں تو ہمیشہ عبادت کثرت سے فرمایا کرتے تھے، لیکن رمضان میں خاص کر بہت زیادتی کرتے تھے اور آخر مہینہ میں اور بھی زیادہ اہتمام فرماتے تھے آپ کے صحابی بھی روزے کے بہت دلدادہ تھے اور بچوں تک کو روزہ رکھایا کرتے تھے۔

غرض اس مبارک مہینہ میں ہر بات کسی نہ کسی ثواب کا درجہ رکھتی ہے، افطار، سحر، کھانا اور دوسرے کو کھلانا یہ سب ثواب ہی ثواب ہے۔

افطار اور سحری کا وقت ان حکمتوں اور فضیلتوں کے جاننے کے بعد اب روزے کے وقت اور افطار و سحر کی نسبت بھی مختصر لکھنا چاہتی ہوں روزے کا آغاز اور اختتام اس آیت سے معلوم ہوتا ہے:-

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى | یعنی کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ (رات)

تَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ	کالی دہاری سے صبح کی سفید دہاری تم کو صاف دکھائی دینے لگے، پھر رات تک روزہ پورا کرو۔

جو کچھ کھانا پینا ہو وہ طلوع صبح صادق سے پہلے پہلے کھالے کیونکہ طلوع صبح صادق سے روزہ شروع ہو جاتا ہے، اور افطار کا وقت جب کہ مغرب مین آفتاب چھپ جاے اور مشرق کی طرف سیاہی نمودار ہو، مگر یہ شناخت تو اوس وقت ہوگی جب کہ مطلع صاف ہو اور بارش کا موسم نہ ہو لیکن جب مطلع مکدر ہو یا بارش کا موسم ہو تو ظن غالب اور پختہ انداز سے کام لینا چاہیئے، صحیح گھڑی سے بھی ایک حد تک انداز کی تائید ہوتی ہے اور افطار و سحر کے اوقات کی جو جنتری ہوتی ہے اوس سے امداد لیکر ظن غالب حاصل کر لینا چاہیئے لیکن جنتری اور گھڑی پر بھروسہ نہ چاہیئے، اور اون شہرون مین جہان اسلامی حکومت ہے بالعموم افطار و سحر کے وقت کی شناخت کے لئے توپین سر کی جاتی ہین، اگر حاکم نے اس کا انتظام اہل علم و محتاط لوگون کے ذمہ کر دیا ہے تو اوس پر روزہ افطار کرنا درست ہے

سحری کا کھانا	سحر کا کھانا مستحب قرار دیا گیا ہے، اور

حدیث شریف مین ہے

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَۃً | سحری کرو تحقیق سحری مین برکت ہے"

دوسری حدیث ہے کہ سحری کرنا چاہئے خواہ ایک گھونٹ پانی کا ہو اس مین برکت اور اجر عظیم ہے۔

عرباض ابن ساریہ ایک صحابی تھے وہ روایت کرتے ہین کہ مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مین سحری کھانے کے لئے اس طرح سے بلایا کہ " بابرکت کھانے کی طرف آؤ "

سحری کی جو تاکید کی گئی ہے اوس مین در اصل تو یہ رمز ہے کہ یہود جو روزہ رکھتے تھے وہ سحر کھانے سے بہت کچھ اجتناب کرتے تھے اس لئے اسلام نے سحر کا حکم دیا۔ تاکہ ہمارا روزہ یہود کے روزے سے ایک خاص امتیاز پیدا کرے اور نیز یہ بھی کھلا ہوا فائدہ ہے کہ اکثر آدمی افطار و تراویح کے بعد کچھ مضمحل ہو جاتے ہین اور یا تو اچھی طرح غذا نہین کھاتے یا ویسے ہی سو جاتے ہین تو سحر کے وقت اوٹھ کر کھالین اس کے علاوہ چونکہ دن مین دو وقت بلکہ اب تو چار وقت کھانے کی عادت ہوتی ہے اس لئے سحر کو بھی کچھ کھالین تاکہ تازگی اور قوت باقی رہے۔

چونکہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت بلال رضؓ
بخیال اعلام انتہاء وقت سحر رمضان میں صبح کی اذان طلوع
صبح سے کچھ پہلے کہدیا کرتے تھے اس لئے سحر کے متعلق اوس وقت
یہان تک حکم ہوا کہ جس وقت تم مین سے کوئی صبح کی اذان سنے
اور اُس کے ہاتھ مین کھانے کا برتن ہو تو اوس کو چاہیئے کہ وہ
کچھ کھالے، بغیر کچھ کھائے ہوئے برتن کو ہاتھ سے نہ رکھدے
اس لئے یہ خیال بھی ضروری ہے کہ بالکل صبح نہ ہوگئی ہو ورنہ
روزہ نہ ہوگا۔

روزہ کی نیت | سحر سے پیشتر یا اوس کے بعد روزہ کی نیت
کرنی بھی واجب ہے، اور جب تک نیت نہ ہوگی روزہ درست
نہ ہوگا کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے، حضرت حفصہؓ
فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جو شخص روزہ کی نیت فجر کے پہلے نہ کرے اوس کا روزہ
کامل نہین ہوتا۔ اور نیت کو مین پہلے بتلا چکی ہون کہ نیت دل سے ارادہ کرنے کو کہتے ہین۔

افطار اور اوس کا وقت | افطار بھی عین وقت کے اوپر کرنا چاہیئے
اور اُس مین دیر کرنا سخت ممنوع ہے، آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک لوگ افطار جلدی کرتے رہین گے

خیریت سے رہیں گے۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اپنے بندوں میں سے وہ بندہ مجھے زیادہ پسند ہے جو افطار میں تعجیل کرے یعنی جب وقت ہو جائے تو پھر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

افطار کی دعا افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ	یعنی اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔"

اس دعا میں کس قدر مختصر لفظوں میں اپنے روزہ رکھنے کی وجہ یعنی اپنی فرمان برداری کا اظہار اور اوس کی شان رزاقی کا اقرار ہے، اور اس وقت ان الفاظ کے کہنے میں کس قدر اخلاص اور اوسکی نعمتوں پر کس قدر اظہار تشکر ہوتا ہے۔

روزہ کس چیز سے کھولا جائے یوں تو جائز ہے کہ جس حلال چیز سے چاہے انسان روزہ افطار کرے لیکن مسنون اور بابرکت طریقہ یہ ہے چھوہارے سے روزہ کھولے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:۔

اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ	جب کوئی تم میں کا روزہ کھولے تو

عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَآءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ ۔

چھوہارے سے کھولے کیونکہ اس میں برکت ہے اور اگر چھوہارا نہ ملے تو بہتر یہ ہے کہ صرف پانی سے کھولے کیونکہ پانی پاک صاف کرنے والا ہے"

بلکہ قرآن پاک مین ہے کہ ہم نے ہر چیز کی حیات پانی سے کی ہے یعنی پانی وہ چیز ہے جس پر مدار زندگی ہے۔

خواتین !

اسلام مین جس قدر آسانیان ہین اور فرائض و عبادات مین جو سہولتین عطا کی گئی ہین وہ اور کسی مذہب مین نہین ہین ، خود خداوند کریم نے فرمادیا ہے کہ دین مین آسانی ہے ، اور دوسری جگھہ روزون کے ہی احکام مین ہے کہ خدا تو تمھارے لئے آسانی چاہتا ہے سختی نہین چاہتا پھر یہ ارشاد ہے کہ اللہ کسی کو تکلیف یعنی کسی کام کرنے کا حکم نہین دیتا لیکن اوسکی وسعت یعنی طاقت و برداشت کے مناسب۔

روزہ مین رعایت

اب روزے کے ہی حکم مین مسافر، بیمار، حاملہ، اوردودھ پلانے والی، اور ایام والی عورت کو یہ رعایت ہے کہ اگر ان کو روزہ ضرر رسان ہو تو رمضان مین نہ رکھین بعد کو جب یہ عذر نہ رہے تو قضا روزے رکھ لین اور خواہ ایک ساتھ

اور مسلسل سب روزے رکھین یا سال بھر مین پورے کرلین بڈھون کو
جو روزے کی طاقت نہین رکھتے بالکل ہی معافی دیدی ہے،
البتہ وہ ہر روزے کے معاوضہ مین ایک مسکین ومحتاج کو
دو وقت صبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائین یا بقدر صدقۃ الفطر
کسی کو غلہ دیدین لیکن اس بات پر نظر رکھنے چاہیئے کہ جس قسم کے کھانے کا
اپنے لئے اہتمام کرین اوسی قسم کا کھانا بدلے مین بھی کھلائین۔ ایّام کی حالتین
عورتون کو روزہ رکھنا جائز ہے اور بعد رمضان اُن دنون کے روزے قضا کرنا فرض ہے

قضا روزہ

قضا روزہ رکھنے کی جو آسانیان دی گئی ہین
اون مین بہانہ نکالنا بڑا سخت گناہ ہے اور کوئی انسان
خدا سے کیا بہانہ کرسکتا ہے جب کہ وہ ہر بھید اور ہر حال سے
خبردار اور واقف ہے۔

مسافر کا روزہ

مسافر کو اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ اگر
سفر مین کوئی تکلیف نہ ہو تو روزہ قضا نہ کرے، ایک
حدیث ہے کہ جس شخص کے پاس سواری ہو جو منزل تک اوسکو
آرام سے پہونچا سکے تو رمضان کو جس جگہ پاے روزہ رکھے
علما نے اس وجہ سے کہ قرآن پاک مین مسافر کے لئے افطار
کی اجازت مطلقاً دی گئی ہے اس حدیث کو استحباب پر محمول

اور حج بدل بھی کرا سکتے ہین ، اور جس شخص کے ذمہ کوئی روزہ واجب ہو اور مرجاے تو اوس کے معاوضہ مین وارث روزہ نہین رکھ سکتا ہے بلکہ روزہ کے عوض ایک مسکین کو ہر دو وقت صبح شام کھانا کھلا سکتا ہے۔

روزہ مین بری باتین بہت سخت گناہ ہین

خواتین! اب مین اپنی تقریر ختم کرتے ہوے یہ بھی بتاے دیتی ہون کہ روزہ کے لئے جب اللہ تعالی نے اون تمام چیزون سے روک دیا ہے جو ہماری محبوب اور مرغوب تھین اور جن کے بغیر زندگی دشوار ہے تو وہ چیزین تو بدرجہ اولی چھوڑ دینا چاہیئے جو یون بھی بُری ہین اور جن کی بُرائی پر تمام انسان عقیدہ رکھتے ہین ، مثلاً روزہ کی حالت مین جھوٹ بولنا ، جھوٹی گواہی دینا ، کسی پر بہتان لگانا، غیبت اور چغلی کھانا بُرا اور سخت بُرا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین دو عورتون نے روزہ رکھا، آخر دن مین بھوک اور پیاس کی شدت سے وہ مرنے کے قریب ہو گیئن ، آنحضرت کے پاس اُنھون نے کسی کو بھیجا کہ وہ یہ جاکر دریافت کر آئے کہ ہم لوگ روزہ افطار کر لین ، آپ نے اون کے پاس ایک پیالہ بھیجا کہ

اُن دونون سے کہو کہ جو کچھ تم نے کھایا ہے اس پیالہ مین قے کردو چنانچہ ایک عورت نے تازہ تازہ خون اور گوشت سے قے کرکے نصف پیالہ کو بھر دیا دوسرے نے بھی یہی چیزین قے کین یہان تک کہ پیالہ بھر گیا لوگون نے تعجب کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اُنھون نے اللہ کی حلال کی ہوئی چیز سے روزہ رکھا اور اوس کی حرام کی ہوئی سے افطار کیا ایک جگہ دونون ملکر بیٹھ گئین اور لوگون کی غیبت کرنا شروع کیا یہ وہی گوشت لوگون کا ہے جو اون دونون نے کھایا تھا۔

روزہ کے تین درجے ہین

حضرت امام غزالی نے روزے کے تین درجے مقرر کئے ہین جن کو سمجھ لینا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم درجہ اعلیٰ کا روزہ رکھین جو کچھ مشکل بھی نہین صرف تھوڑا سا صبر اور ضبط درکار ہے۔

وہ فرماتے ہین کہ روزے کے تین درجے ہین اول عام لوگون کا روزہ دوسرے خاص لوگون کا روزہ تیسرے خاص الخاص لوگون کا روزہ۔ عام لوگون کا روزہ یہ ہے کہ روزے کی حالت مین صرف کھانے پینے کی چیزون اور خواہشات نفسانی سے باز رہے، اور یہ برائے نام روزہ کہلاتا ہے۔

خاص لوگون کا روزہ یہ ہے کہ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ پیر، تمام اعضا کو معاصی اور گناہون سے باز رکھے۔

خاص الخاص لوگون کا روزہ دل کا روزہ ہوتا ہے یعنی خیالات پست اور افکار دنیاوی سے غرض ماسوی اللہ کے بالکل یکسو ہو جائین۔

تقوے کے بغیر روزہ نامقبول ہے۔	خواتین!

روزہ دن بھر بھوکے پیاسے رہنے کا نام نہین ہے بلکہ در اصل تقوے کے ساتھ خدا کے اس فرض کو بجا لاتا ہے، روزے مین تقوے کے خلاف باتین اور کام کرنے سے اللہ تعالےٰ اس روزہ کی اور اُس آدمی کی پروا نہین کرتا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جھوٹ بات بولنا نہ چھوڑے اور بُرے کامون سے پرہیز نہ کرے تو خدا کو اُس کی ضرورت نہین کہ اوس نے اپنا کھانا پینا ترک کر رکھا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبہ کا ترجمہ	خواتین!

روزون کی تاکید و ہدایت اور

رمضان کی فضیلت کے متعلق مین نے تمھارے سامنے
کافی بیان کر دیا ہے ، اب تقریر ختم کرتے ہوے تم کو
صرف آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک
خطبہ یعنے تقریر کا جو حضور نے شعبان کے آخری جمعہ مین
رمضان المبارک اور روزون کی نسبت ارشاد فرمایا تھا
ترجمہ سناتی ہون جس مین ہم مسلمانون کے لئے بڑی اعلی نصیحتین
بھری ہوئی ہین ۔ آپ نے فرمایا کہ :۔

"اے لوگو! عظیم الشان مہینہ تمھارے سر پر آگیا
یہ مبارک مہینہ ہے ، یہ وہ مہینہ ہے جس مین ایک
ایسی رات ہے جو ہزار مہینون سے بہتر ہے
اللہ تعالے نے اس ماہ کے روزے فرض
کئے ہین اور اس (ماہ صیام) کی راتون مین
قیام کرنا (تراویح پڑھنا) نفل قرار دیا ہے
(اللہ کا) تقرب حاصل کرنے کی غرض سے
جس شخص نے اس مہینہ مین کوئی نیکی کی
(تو گویا) اوس کا یہ نیکی کرنا ایسا ہے
جیسے اوس نے کسی دوسرے مہینہ مین

فرض ادا کیا اور جس نے اس مہینہ مین کوئی فرض ادا کیا اوس نے گویا اور مہینہ مین ستر فرض ادا کئے، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے یہ ہمدردی کا مہینہ ہے (یعنی اس مہینہ مین لوگون کے ساتھ ضروری ہمدردی اور غریبون کو اپنے کھانے مین شریک کرنا چاہیئے) یہ وہ مہینہ ہے جسمین مسلمان کی روزی بڑھتی ہے جس نے کسی روزہ دار کا روزہ کھلوایا (اوسے کھانا کھلایا) اوس کے گناہون کی مغفرت ہوجاے گی اور اوس کی گردن (جان) دوزخ کی آگ سے نجات پاے گی، اور جتنا ثواب روزہ دار کو ملے گا، اوسی قدر اوس روزہ کھلوانے والے کو بھی ملے گا لیکن روزے دار کے ثواب مین کچھ کمی نہین کی جاے گی۔

اثناے خطبہ مین ایک صحابی کا سوال۔

حضرت سلمان فارسی کہتے ہین کہ ہم نے (صحابہ نے) عرض کی یارسول اللہ ہم مین ہر ایک تو ایسا نہین ہے کہ

روزہ دار کا روزہ کھلوا دے (اُسے کھانا کھلا دے)

یعنی ہر ایک کو تو کھانا کھلانے کی مقدرت ہی نہیں

تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سلسلۂ خطبہ مین جواب

اوسے بھی ثواب دیگا جس نے ایک گھونٹ

دودھ کی یا ایک کھجور، یا ایک گھونٹ پانی سے

روزہ کھُلوایا۔ (لیکن) جو روزہ دار کو شکم سیر

کر کے کھلائے گا خداے تعالیٰ (روز قیامت)

اوسے (خاص) میرے حوض سے ایک ایسا

گھونٹ پلائے گا کہ پھر وہ شخص جب تک کہ جنت

مین داخل نہ ہو لے کبھی پیاسا ہی نہ ہوگا۔

اور یہ (رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے

کہ جس کی ابتدا رحمت (سے ہوتی) ہے

اور بیچ (یعنے درمیانی دنون) مین گناہون کی

بخشش ہے، اور آخر مین (دوزخ کی) آگ سے

نجات ہے اور جو شخص اس مہینہ مین اپنے لونڈی غلام سے

کام کم لیگا اللہ اوسے (قیامت کے دن) بخشیگا اور

(دوزخ کی) آگ سے بچائے گا۔"

نفل روزے

خواتین! بندوں پر جو عبادتیں کہ خداوند کریم کی طرف سے فرض ہین اون کو تو ہر صورت مین ادا کرنا ہی ضروری ہے لیکن ان کے علاوہ اور جو جو عبادتین کی جاتی ہین وہ دل کی صفائی معبود برحق کی خوشنودی اور اس کی رضا اور اجر حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہین۔

صلہ کی ایک مثال

اس کی مثال یون ہے کہ کوئی آقا اپنے نوکر کے ذمہ جو کام کر دے وہ بغیر کمی بیشی کے صدق دل سے اوسکو کرتا رہے تو کہا جاے گا کہ اس نوکر نے اپنے فرض کو ادا کیا لیکن اگر وہ اپنے ذمہ کے کامون سے زیادہ کام کرتا ہے تو ہر شخص یہ ہی سمجھے گا کہ آقا کی رضامندی حاصل کرنے اور انعام کی خاطر یہ زیادہ کام کرتا ہے اور یقیناً ایسا نوکر زیادہ عزیز ہو جاتا ہے اور اوسکی تنخواہ کے سوا انعام بھی ملتا ہے بس یہ ہی حال نفل عبادتون کا ہے۔

نماز مین بھی نفل نمازین ہین، مالی عبادت مین صدقہ ہے جن کو ہم نے نماز اور صدقہ والی تقریرون مین بیان کیا ہے۔

نفل روزہ کیا ہے | اسی طرح روزون مین بھی نفل روزے ہین، اور ان کی دوسری مثال ایسی ہی ہوسکتی ہے جیسے انسان صدقہ دیکر مال کو پاک اور صاف کرتا ہے اسی طرح روزہ رکھ کر اپنے بدن کا تنقیہ کرتا ہے اور جس طرح صدقہ دینے کا ہر شخص کو اختیار ہے کہ چاہے دے اور چاہے نہ دے بعینہ بالکل یہی حالت نفل روزون کی ہے کہ چاہے رکھے اور چاہے نہ رکھے، لیکن جس طرح صدقہ دینے کا بہت اجر ہے اوسی طرح اون روزون سے بھی بہت بڑا اجر حاصل ہوتا ہے۔

نفل روزہ کا زمانہ | ان کے لیے نہ کوئی دن مخصوص ہے اور نہ کوئی زمانہ ہی معین ہے جب چاہین طلب ثواب کی غرض سے رکھ سکتے ہین البتہ ایام تشریق یعنی ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذی الحجہ اور عیدین مین روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

نفل روزہ کا اجر | قیس بن یزید الجہنی سے روایت ہے کہ جس

شخص نے نفل روزے رکھے اوس کے واسطے جنت مین ایک
درخت لگایا جاتا ہے جس کا پھل انار سے چھوٹا ہوتا ہے
اور سب سے بڑا وہ اسیطرح خوشگوار ہوتا ہے جس طرح شہد
اور اُس کی شیرینی ایسی ہی ہوتی ہے جس طرح شہد کی
اور یہ پھل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ روزہ دار کو کھلائیگا
ابو امامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو شخص ایک دن کا روزہ خدا کی راہ مین رکھے
اللہ تعالیٰ اوس کے اور آگ کے درمیان ایک ایسی خندق
بنا دیتا ہے جیسے آسمان وزمین کا درمیان - اور ابو سعید
خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جو شخص اللہ کی راہ مین ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالےٰ
اوس کا مُنھ ستر برس کی مسافت کے برابر آگ سے دور
کردے گا - اسی طرح حضرت سلامۃ بن قیصر سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لطلب
رضامندی اللہ تعالیٰ روزہ رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اوس کو
دوزخ سے اتنا دور رکھتا ہے جتنا کوا بچپن سے بوڑھا ہوکر
مرجانے تک اُڑتا ہے ، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ

کو ااپنے روز پیدائش سے ساری عمر تک جس قدر اڑیگا اللہ تعالےٰ نفل روزہ رکھنے والے کو آگ سے اوتنی ہی دور کردے گا۔

خطیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نفل روزے اس طرح رکھے کہ اوس کی کسی کو خبر نہ ہو تو اللہ تعالےٰ اوس کو جنت مین داخل کرتا ہے

طبرانی نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک خوان ہے اوس مین ایسی چیزین ہین جنہین نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھہ نے دیکھا اور نہ کسی دل پر اس کا خطرہ گذرا وہ ان روزہ دارون کو دی جائیگی۔

بعض نوافل روزون کے دن مقرر ہین۔	ان مین کچھ روزے ایسے بھی ہین جن کیلئے ایک زمانہ مقرر ہے اور اون کے

فضائل بے شمار منقول ہین، یون تو تمام دن اور مہینے خدا کے ہین اور بہ ظاہر اون مین کوئی فرق نہین معلوم ہوتا لیکن احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ بعض دن اور تاریخین دوسری اور تواریخ پر فضیلت رکھتی ہین اب اس کا سبب کہ یہ کیون فضیلت رکھتی ہین اللہ ہی جانے اور اس کا صحیح علم خدا کو ہی ہے مگر بعض کے اسباب فضیلت احادیث

شریف اور بزرگان دین کے اقوال سے مفہوم ہوتے ہین
جن مین سے ہرایک کا ذکر ان کے موقع پر کیا جاے گا
ان خاص ایام مین روزون اور دوسرے نیک کامون کا
نسبتاً ثواب زیادہ ہوتا ہے اور یہ دن بعض تو ہر ہفتہ مین
آتے ہین، مثلاً دوشنبہ، جمعرات، اور جمعہ ان دنون مین
روزہ رکھنا اور خیرات کرنا مستحب ہے۔

دوشنبہ اور جمعرات کے نوافل روزے۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "پیر اور
جمعرات کے دن درگاہ رب العزت مین اعمال عرض کئے
جاتے ہین، مین اس کو اچھا سمجھتا ہون کہ میرے اعمال
پیش کئے جائین اور مین روزے سے ہون" انہین سے
ایک اور حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دوشنبہ اور جمعرات کو اکثر روزے رکھتے تھے آپ سے
پوچھا گیا کہ یارسول اللہ آپ اکثر دوشنبہ اور جمعرات کو
روزہ رکھتے ہین آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دودنون مین
سوا اُن مسلمانون کے جو ترک ملاقات کرتے ہین بخشش
کرتا ہے اور اُن لوگون کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

چھوڑ دی جائیں یہاں تک کہ صلح کریں۔

دو شنبہ کا دن کیوں مبارک ہے۔

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھپر قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا اور اسی دن میں نے ہجرت کی اور اسی دن میری وفات ہو گی، یعنی خواتین! یہ ایسا دن ہے کہ جس دن ہم کو ایسی بڑی نعمت ملی اور اس نعمت کے شکریہ میں چونکہ روزہ جناب باری تعالیٰ میں سب سے زیادہ محبوب ہے اس لئے اس دن روزہ رکھنا مستحب ہوا اور چونکہ شکر زیادتی نعمت کا سبب ہے اس لئے اس کا ثواب بھی بہت ہے لیکن باوجود اس کے کہ یہ دن اور دنوں پر فضیلت رکھتے ہیں آن حضرت ہمیشہ ان دنوں میں روزہ رکھنے پر پابند نہیں تھے کیونکہ اگر آپ پابندی کرتے تو ان دنوں میں روزہ موکد ہو جاتا اور آپ کو یہ منظور نہ تھا کہ آپ اپنی امت کو وسعت سے زیادہ تکلیف دیں۔

سنیچر اور اتوار کا روزہ نفل اور اس کا سبب۔

آپ سنیچر اور اتوار کو بھی روزہ رکھتے تھے

اور اس کا سبب یہ تھا کہ سنیچر اور اتوار یہود و نصاریٰ کے عید کے دن ہین یہ لوگ اس دن روزہ نہین رکھتے اس لئے آپ نے ان دونون مین روزہ رکھ کر اون سے اختلاف فرمایا تاکہ امتیاز قائم رہے ، لیکن نہ رکھنے پر کوئی تاکید نہین فرمائی۔

یہود و نصاریٰ سے اختلاف کی وجہ

علاوہ برین اس وقت اس وجہ سے بھی اس اختلاف کی ضرورت تھی کہ ان مذہبون کے پیرو بھی مسلمان ہوتے تھے اور اگران مین وہی مراسم اور اعتقادات و خیالات رہتے تو آیندہ کے لئے خطرہ تھا کہ مبادا ان کا رجحان اپنے قدیم مذہب کی جانب رہے۔

ہندوستان مین اکثر بت پرست قومون کو مسلمان ہوئے صدہا برس گزر چکے ہین لیکن ان مین بھی بعض قدیم رسمین جاری ہین حتےٰ کہ تعلیم یافتہ گھرانے بھی ان رسمون سے خالی نہین ہین ، غرض یہ اختلاف اس لئے بھی اختیار کیا گیا کہ وہ سوائے اسلام کے طور طریق کے اور کوئی طور و طریق اختیار نہ کرین ، اسی لئے آپ نے سنیچر اور اتوار کو روزہ رکھ کر اختلافی طور پر اپنے اس عقیدہ کا اختلاف ظاہر کر دیا

ورنہ ان دونوں مین اگر اہل اسلام کی عیدین واقع ہون تو پھر روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔

کن تاریخون مین روزہ رکھنا بہتر ہے۔

بہرحال دنون کے اعتبار سے تو روزہ رکھنے کے یہ دن بہتر ہین لیکن تاریخون کے اعتبار سے قمری مہینون کی تیرہ[۱۳]، چودہ[۱۴]، پندرہ[۱۵] تاریخ کو فضیلت ہے۔

ابی زر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مہینہ مین روزے رکھو تو تیرہوین چودھوین، پندرہوین کو روزہ رکھو، یہی دن ایام بیض کے بھی ہین۔ ایام بیض کا سبب تسمیہ باختلاف روایات مختلف ہے کسی نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ ان روزون سے چونکہ گناہ دور ہوتے ہین اور دل روشن ہوتے ہین اس لئے ایام بیض کہتے ہین۔

ایک وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ چونکہ دن مین تو آفتاب تمام دن ضیاگستر رہتا ہے اور رات کو چاندکی چاندنی ہوتی ہے اور چونکہ روشنی بھی منجملہ خدا کی اور نعمتون کے ایک نعمت ہے اور ضرورتاً بھی انسان آب وہوا کے بعد سب سے زیادہ

اسی کا محتاج ہے اس لئے ان کو ایام بیض کہتے ہین غرض یہ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان تاریخون مین روزے
سے رہتے تھے لیکن اس پر آپ نے مداومت نہین فرمائی۔
ایک روایت مین ہے کہ جو شخص ہر مہینہ مین تین دن
ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک روزے رکھے گا
اس کو سال بھر کے روزے رکھنے کا ثواب ملیگا۔
عثمان بن ابی العاصی سے روایت ہے کہ ہر مہینہ مین تین روزہ
رکھنا عمدہ روزے ہین۔
ایک روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ مین
تین روزے رکھتے تھے فرمایا ہان، پھر کہا وہ تین دن کونسے
تھے حضرت عائشہ رض نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس کی پروانہ فرماتے تھے۔
ایک اور حدیث حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ کسی
مہینہ مین سنیچر، اتوار، دوشنبہ روزہ رکھتے تھے، اور
کسی مہینہ مین منگل، بدھ، جمعرات، اس کا یہ مطلب ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دن یا کسی تاریخ کو

مخصوص نہین فرمایا بلکہ مہینہ مین بلا تعین دن و تاریخ تین روزے رکھتے تھے، اور یہ بھی مسنون ہین۔

ان کے رکھنے کی دو صورتین ہوتی ہین ایک تو یہ کہ جب چاہے رکھ لے دوسرے یہ کہ پہلی، دوسری، تیسری یعنی یا سنیچر، اتوار، اور دوشنبہ، یا منگل، بدھ، جمعرات، یا تیرہوین، چودھوین، پندرھوین، یا دوشنبہ، سہ شنبہ چہارشنبہ، پنجشنبہ، جمعہ، شنبہ یا نوچندی دوشنبہ اور پنجشنبہ، یا نوچندی، پنج شنبہ اور دوشنبہ، یا دوشنبہ جمعرات ایک مرتبہ دوبارہ دوسرے ہفتہ کا دوشنبہ یا ہر عشرہ مین ایک روز یا آخر مہینہ مین تین روز روزہ رکھنا چاہئے۔

ان کے بعد وہ روزے ہین جو سال بھر مین آتے ہین:۔

عرفہ کا روزہ

ان سب مین افضل عرفہ کا روزہ ہے، کیونکہ اس دن تمام حجاج میدان عرفات مین جمع ہوتے ہین اور ان پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو وہ لوگ جو میدان عرفات مین نہین ہین روزہ رکھکر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرین، اس دن

روزہ رکھنے کا حکم انہیں لوگوں کو ہے جو میدان عرفات میں نہیں ہیں اس لئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن جب کہ آپ عرفات میں تھے روزہ نہیں رکھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی ام الفضل سے مروی ہے کہ عرفہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفات میں اونٹ پر سوار کھڑے تھے، لوگ اس بات میں اختلاف کر رہے تھے کوئی کہتا تھا آنحضرت کا روزہ ہے، کوئی کہتا تھا نہیں ہے تو میں نے ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا آنحضرت صلعم کے پاس بھیج دیا، آپ نے پی لیا۔

بعض صالحین کہتے ہیں کہ ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ عرفہ کے دن روزہ رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ اے اللہ مجھکو عرفہ کے ثواب سے محروم مت کر میں نے اوس سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میرے والد بھی دعا مانگتے تھے اور جب وہ مرگئے تو میں نے ایک روز خواب میں دیکھا پوچھا کہ کیوں اللہ تعالےٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا تو کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھکو اسی دعا سے بخش دیا اور جب میں قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس

ایک نور آیا اور مجھسے کہا گیا کہ یہ عرفہ کا ثواب ہے تو مین نے اوس کی بڑی تکریم کی۔

عاشورہ کا روزہ

اس کے بعد دوسرا درجہ عاشورہ کا ہے ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو عاشورہ کے دن یہودیون کو روزہ دار پایا، آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ یہ کیسا دن ہے جو تم اس مین روزہ رکھتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ یہ بڑا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن موسیٰ علیہ السلام کو اور اون کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اوسکی قوم کو ڈبو دیا اس وجہہ سے موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے واسطے روزہ رکھا اس لئے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہین۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کے لئے بہ نسبت تمھارے ہم زیادہ لائق تقدا ہین، خود بھی روزہ رکھا، اور اس روزے کے رکھنے کا حکم بھی دیا۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کو فرماتے تھے اور

اُس پر رغبت دلاتے تھے اور جب وہ نزدیک آتا تھا تو نصیحت کرتے تھے لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ منع کیا نہ حکم دیا اور نہ اس دن آنے کے قریب ہماری خبرگیری رکھی۔

بہر صورت اس روزہ کا ثواب بھی بہت ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو عاشورہ کے دن روزہ رکھے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اوس کے سال بھر کے گناہوں کو جو پہلے ہوئے ہیں معاف کر دے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ:۔

من کان اصبح منکم صائما فلیتم صومہ ومن لم یصبح صائما فلا یاکلن شیئا فان ھذا یوم نصر فیہ موسیٰ علے فرعون فصامہ الیھود شکرا ونحن احق بالشکر	جو شخص روزہ کی حالت میں صبح کرے تو چاہیئے کہ اپنے روزہ کو پورا کرے اور جو شخص روزہ دار نہ ہو تو اوسکو چاہیئے کہ کچھ نہ کھائے یہ وہ دن ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون پر فتح پائی ہے اور اس دن یہود نے شکر کے لیے روزے رکھے تو ہم ان سے زیادہ مستحق ہیں کہ شکر ادا کریں“

اسی مین ایک اور روایت ہے کہ نوح علیہ السلام جب کشتی سے اترے تو وہ عاشورہ کا دن تھا تو شکر کے لئے اونہون نے خود بھی روزہ رکھا اور اپنے ساتھیون کو بھی حکم دیا۔

عاشورہ کا دن نہایت مقتدر دن ہے اکثر انبیا نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا ہے۔

یہ دن پہلے انبیا کے نزدیک بہت مقتدر تھا، ایک روایت مین ہے کہ اسی دن اللہ تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی اور اسی دن حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے اس لئے اس دن روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

ابوہریرہؓ کی روایت سے مروی ہے کہ

صوموا یوم عاشورة یوم کانت الانبیاء تصومه فصوموه	عاشورہ کے دن روزہ رکھو یہ وہ دن ہے کہ انبیا اس کا روزہ رکھتے تھے اس لیے تم بھی اوس دن روزہ رکھو"

دوسری روایت ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے کہ :۔

عَاشُورَآءُ عِیدُ نَبِیٍّ کَانَ قَبْلَکُمْ فَصُومُوہُ اَنْتُمْ	عاشورہ تمھارے پہلے نبی کی عید کا دن ہے پس تم اوس روز روزہ رکھو۔

اس مین کچھ اختلاف ہے کہ عاشورہ کا دن عشرہ محرم ہی ہے

جیسا کہ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ عاشوراء یوم العاشر
تاریخ خمیس مین عاشورہ کی اور فضیلتین لکھتے ہوے لکھتے ہین
کہ ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر یوم عاشورہ کا
روزہ فرض کیا اور وہ عشرہ محرم ہے پس اس دن روزہ رکھے

ذی الحجہ کے روزے

اس کے بعد ذی الحجہ کے مہینہ مین نوین تاریخ تک
روزہ رکھنا چاہیئے، حضرت حفصہؓ روایت کرتی ہین کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چار چیز دن کو کبھی نہین چھوڑتے تھے عاشورہ کا
روزہ اور نوین ذی الحجہ تک کا یعنی ذی الحجہ کے اول نو دنون کا
روزہ اور مہینہ مین تین دن کا روزہ اور دو رکعت سنت نماز
فجر سے پہلے ایک اور حدیث ہے کہ کوئی دن ذی الحجہ کے دس روز کے
مقابلہ مین ایسے نہین جن مین (ہمارا) عمل اللہ تعالی کے نزدیک
افضل یا محبوب ہوان دنون مین ایک دن کا روزہ سال بھر کے
روزون کے برابر ہے، ابن نجار حضرت جابرؓ سے روایت
کرتے ہین کہ جو شخص ایام العشر کا روزہ رکھیگا اللہ تعالے
اوس کے ہر روزہ کو سال بھر کے روزہ کے برابر لکھیگا،
اس مہینہ کو بھی ان اور مہینون سے فضیلت حاصل ہے جس مین

نفل روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ حج کا مہینہ ہے۔

عشرہ محرم کا روزہ	اس کے بعد عشرہ محرم کا روزہ ہے ان

ان دنون مین بھی روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے اور چونکہ یہ سال کا پہلا مہینہ ہے اس لئے اس کا آغاز بھی ایسے عمل سے ہونا چاہئے جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبوب تر ہو۔

ان دنون مین ایک دن روزہ رکھنے سے تیس نیکیون کا ثواب ملتا ہے، چنانچہ طبرانی ابن عباس سے روایت کرتے ہین

مَنْ صَامَ يَوْمًا مِّنَ الْمُحَرَّمِ فَلَهٗ لِكُلِّ يَوْمٍ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَةً	جس شخص نے محرم کے مہینہ مین ایک دن روزہ رکھا اوس کے لئے تیس نیکیان ہین

اسی مین دوسری روایت انس سے ہے کہ:۔

مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِّنْ شَهْرٍ حَرَامٍ اَلْخَمِيْسَ وَالْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ كُتِبَ لَهٗ عِبَادَةُ سَنَتَيْنِ ٥	محرم کے مہینہ مین جس شخص نے جمعرات جمعہ سنیچر تین دن روزہ رکھا اُس کے واسطے دو سال کی عبادت لکھی جاے گی

ذی الحجہ کے بعد اس مہینہ کا درجہ ہے۔

شش عید کے روزے	پھر شش عید کے روزے ہین، حدیث مین ہے

کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور اوس کے بعد چھ روزے شوال کے مہینہ مین رکھے وہ ہمیشہ روزہ رکھنے والے کی طرح

ہوگا ، ایک روایت ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے لئے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ تم پر تمہاری زوجہ کا بھی حق ہے ، رمضان کے روزے رکھو اور ان دنون کے جو اس سے متصل ہین یعنی شش عید کے اور ہر بدھ اور ہر جمعرات کے ، پس گویا تم نے ہمیشہ روزے رکھے ، یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے مین زوجہ وغیرہ کی حق تلفی ہے لہذا صرف رمضان اور شش عید اور بدھ جمعرات کے روزے کافی ہین انہین سے ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب ملیگا۔

کتب احادیث مین لکھا ہے کہ :۔

مَنْ صَامَ سِتَّةَ اَیَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ کَانَ تَمَامَ السَّنَةِ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا	جس شخص نے عید الفطر کے چھ دن کے روزے رکھے اوس نے تمام سال روزے رکھے اور جس نے ایک نیکی کی اوس کے واسطے دس گنا ثواب ہے۔

اس لئے ایک ماہ رمضان کا تو دس ماہ کا ثواب ہوا اور شوال کے چھ روزون کا (۶۰) روزون کے برابر ثواب ملا اور ۶۰ دن کے دو مہینے ہوتے ہین لہذا پورے بارہ مہینے یعنی ایک سال کے لئے ثواب کا استحقاق حاصل ہوگیا ۔ اور جب

کوئی شخص ہر سال ایسا ہی کریگا تو وہ لامحالہ ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب پاے گا۔

ماہ رجب کے روزے | اس کے بعد رجب کے مہینے مین روزہ رکھنے سے بھی بہت ثواب ہوتا ہے، کنزالعمال مین حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ جنت مین ایک نہر ہے جس کا نام رجب ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین ہے جس شخص نے رجب کے مہینہ مین ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اوس نہر کا پانی پلاے گا، دوسری روایت ہے کہ رجب کے مہینہ مین پہلے دن کا روزہ تین سال کا کفارہ ہے - اور دوسرے دن کا دو سال کا، اور تیسرے دن کا ایک سال کا پھر ہر دن ایک مہینہ کا، نیز کنزالعمال مین ہے کہ:-

من صام یوما من رجب	جس شخص نے رجب مین ایک دن روزہ
کان کصیام سنة ومن صام	رکھا وہ سال بھر کے روزون کے برابر ہے
سبعة ایام غلقت عنه	اور جس نے سات دن روزہ رکھا اس کے لئے
سبعة ابواب جهنم ومن	سات دروازے دوزخ کے بند کردیے
صام ثمانیة ایام فتحت	جائین گے اور جس نے آٹھ دن روزے رکھے
له ثمانیة ابواب الجنة	اس کے لئے آٹھ دروازے جنت کے

ومن صام عشرة ایام لم یسأل الله شیئا الا اعطاہ ومن صام خمسة عشر یوما نادی مناد من السماء قد غفرت لک ما سلف فاستانف العمل قد بدلت سیاتک حسنات ومن زاد زاد الله وفی رجب حمل نوح فی السفینة فصام نوح فامر من معه ان یصوموا وجرت بهم السفینة ستة اشهر الی اٰخر العشر خلون من المحرم۔

کھولدیے جائین گے اور جس نے دس دن روزہ رکھا تو جو کچھ وہ سوال کریگا وہی اللہ تعالیٰ اوس کو دیگا اور جس نے پندرہ دن روزہ رکھا تو آسمان سے ایک پکارنے والا اوسے پکار کر کہتا ہے کہ تیرے پہلے سب گناہ معاف کیے گئے اب تو از سر نو اپنا عمل شروع کر اور تیری برائیون کو نیکیون سے بدل دیا اور جو شخص جتنا اضافہ کریگا خدا بھی اوس کو اوسی قدر زیادہ دیگا۔

اسی مہینہ مین حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوے تھے انہون نے خود بھی روزہ رکھا اور اپنے ساتھیون کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا اور چھ مہینے یعنی عشرہ محرم تک کشتی مین سوار رہے۔

ماہ شعبان کے روزے اس کے بعد شعبان کا مہینہ ہے، یہ وہ مہینہ ہے جس مین خود ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے روزے رکھتے تھے جتنے کسی اور مہینہ مین نہ رکھتے تھے۔

اس سے خود اندازہ ہوسکیگا کہ اس مہینے مین روزہ رکھنے کا کس قدر ثواب ہوگا ۔

انبیاء سابقہ کا روزہ

پہلے انبیا علیہم السلام بھی روزہ رکھتے تھے

حضرت نوح کا روزہ

حضرت نوح علیہ السلام نے ہمیشہ روزہ رکھا

حضرت داؤد کا روزہ

حضرت داؤد علیہ السلام ہمیشہ ایک دن بیچ روزہ رکھتے تھے، عمر بھر اونھون نے اپنا یہی طریقہ رکھا ۔

آنحضرت کے نفل روزے

لیکن آپ کے روزون مین کوئی خاص التزام نہین پایا جاتا تھا ایک روز رکھتے، اور ایک روز افطار فرماتے تھے، کبھی دو روز رکھتے اور دو روز افطار فرماتے کبھی کبھی کئی روز تک افطار فرماتے رہتے، چنانچہ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر روزے رکھتے تھے کہ ہم سمجھتے تھے کہ آپ اب نہ افطار کرین گے، اور جو افطار کرتے تھے تو ہم سمجھتے تھے اب روزہ نہ رکھین گے، غرض آپ نے ماہ رمضان المبارک کے سوا اور کبھی مہینہ بھر تک مسلسل روزے نہین رکھے ۔

ایک دن بیچ روزہ رکھنا بہتر ہے ۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقۂ صوم آپ کو پسند تھا، آپ فرماتے ہین ۔

افضل الصیام صوم اخی داؤد کان یصوم یوما و یفطر یوما	افضل روزون مین سے بھائی داؤد کا روزہ ہے وہ ایک روز روزہ رکھتے تھے اور دوسرے روز افطار کرتے تھے۔

خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ایک روز مجھ پر دنیا کے خزانون کی کنجیان اور زمین کے دفینے پیش کئے گئے، مین نے اوسے واپس کردیا اور کہا کہ مین ایک روز تو پیٹ بھر کے کھانا کھاؤن گا اور دوسرے روز بھوکا رہون گا جس روز پیٹ بھرے گا اوس روز تو تیری حمد کرون گا اور جس دن بھوکا رہون گا اوس دن عاجزی کرون گا۔

اس حدیث نیز ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے آخری حد یہی رکھی ہے کہ ایک روز روزہ رکھو اور ایک روز نہین۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مین اس سے بھی بڑھ کر چاہتا ہون آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر کوئی صورت نہین۔

حضرت عبداللہ کا یہ منشا تھا کہ مین اس طریقہ سے بھی کہ ایک روز روزہ رکھون اور ایک روز نہ رکھون زیادہ روزہ رکھنا چاہتا ہون

آپ نے جواب دیا کہ نہین اس سے بہتر اور کوئی صورت نہین۔

ہمیشہ روزانہ روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

غرض یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے اس لئے مسلسل روزے نہ رکھے جائین ان کے علاوہ چند دن مخصوص ہین جن مین روزہ رکھنا درست نہین۔

کن ایام مین روزہ ممنوع ہے

ابن عامر سے روایت ہے کہ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفة ویوم النحر ویوم التشریق عیدنا اھل الاسلام وھی ایام اکل و شرب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عرفہ کا دن اور یوم النحر یعنی دسوین ذیحجہ اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید کے دن ہین یہ دن کھانے پینے کے ہین۔

دوامی روزہ سے ایک صحابی کو ممانعت۔

ایسے ہی کہمس ہلالی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ گئے اور پھر چلے آئے، اور ایک سال بعد پھر دوبارہ گئے تو ان کی حالت بہت متغیر تھی انہون نے رسول اللہ سے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے مجھے نہین پہچانا کہا تم کون ہو کہا مین کہمس ہلالی ہون جو آپ کے پاس گزشتہ سال آیا تھا، فرمایا

تمھاری حالت کیا ہوگئی پہلے تو یہ صورت نہ تھی پھر مین نے کہا کہ
جب سے آپ کے پاس سے جدا ہوا ہون اوس وقت سے
کبھی دن مین افطار نہین کیا یعنی ہمیشہ روزہ رکھے اور نہ کبھی
رات کو سویا یعنی ہمیشہ شب بیداری کی رسول اللہ نے فرمایا
تم کو کس نے حکم دیا تھا کہ اپنی جان کو عذاب مین ڈالدو، پھر
فرمایا کہ رمضان کے مہینے مین روزہ رکھو اور ہر مہینے مین ایک دن
مین نے کہا کچھ اور زیادہ کیجیے تو آپ نے دو دن بڑھا دیے
پھر مینے کہا کچھ اور تو آپ نے فرمایا کہ تین دن ۔

یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے، اس لئے
مسلسل روزے نہ رکھے جائین، ان کے علاوہ چند دن
مخصوص ہین جن مین روزہ رکھنا درست نہین، وہ دن یہ ہین
عیدالفطر، عیدالضحیٰ، ایام تشریق، ذی الحجہ کی گیارہوین
بارھوین، تیرھوین، کیونکہ یہ دن کھانے پینے کے ہین، جیساکہ
اوپر حدیث مین گذر چکا ہے ۔

نفل روزہ مین جمعہ کی خصوصیت نہ چاہئے۔	حضرت ابو ہریرہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کی تخصیص کرکے روزہ نہ رکھے

مگر اس طرح کہ اس سے پہلے یا پیچھے رکھے یعنی صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے بلکہ ایک روز جمعرات یا سنیچر کا اس مین ملا لے، اسی طرح صرف جمعہ کے روز بھی روزہ رکھنا نہ چاہیے، ہان اس سے پہلے اور پیچھے اگر متواتر روزے رکھے تو ممنوع نہین۔

عورت اپنے شوہر کی اجازت بغیر نفل روزہ نہ رکھے۔

بلوغ المرام مین ابی ہریرہ کی روایت سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحل للمرأۃ ان تصوم وزوجھا شاھدًا الا باذنہ غیر رمضان

اوس عورت کو جس کا خاوند اوسکے پاس موجود ہو بلا اوس کے حکم کے بجز رمضان کے اور روزہ رکھنا درست نہین۔

لہذا نفل روزہ رکھنے سے پہلے خاوند سے دریافت کر لینا ضروری اور مقدم ہے۔

روزہ ایک نہایت قدیم طریقہ عبادت ہے۔

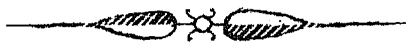
خواتین! مین نے روزون کی ان دونون تقریرون مین فرض اور نفل دونون قسم کے روزون کے متعلق ضروری باتین تمھارے سامنے بیان کر دی ہین اور اب آخر مین صرف اس قدر اور کہنا چاہتی ہون کہ یہ عبادت ایسی عبادت ہے کہ حضرت آدم سے لیکر ہمارے رسول آخر الزمان اور خاتم النبیین علیہم الصلوات والسلام تک ہر امت مین اس کا وجود

پایا جاتا ہے ، اور اِس وقت بھی ہندؤن یہودیون اور عیسائیون
یہ عبادت جاری ہے ، اگرچہ بظاہر بہت تھوڑا فرق ہے لیکن
اصل حقیقت مین نہایت عظیم الشان ہے۔

ہمارے روزون کا وقت معتدل ہے۔

ہمارے مذہب مین روزے کا وقت ایسا معتدل رکھا گیا ہے کہ ہر آدمی کو اسوقت مین
جو کچھ تکلیف ہوتی ہے اس کو برداشت کرسکتا ہے اور جو لوگ
کہ اتنی تکلیف بھی نہین برداشت کرسکتے جیسے بچے اور بوڑھے
وہ روزے سے معاف ہین یاسفر اور بیماری کی حالت مین وہ
اوس کا کفارہ دے سکتے ہین۔ یا قضا رکھ سکتے ہین۔

غرض سَل اور عبادتون کے اس عبادت مین بھی انسان کی
طاقت اور برداشت کا لحاظ رکھا گیا ہے اور تم اس تقریر مین
سُن چکی ہو کہ سوائے رمضان کے روزون کے مسلسل روزے
رکھنے کی بھی ممانعت ہے میرے خیال مین تو یہ عبادت ایک ایسی
عبادت ہے کہ انسان اگر گرمیون مین نہین تو جاڑون مین بہت کچھ
اس کا اجر اور ثواب حاصل کرسکتا ہے ، صرف ہمت درکار ہے



لیلۃ القدر و اعتکاف

خواتین!

لیلۃ القدر یون تو رمضان المبارک کا سارا مہینہ عبادت و ثواب کا ہے اور روزہ دار مسلمان جتنے کام کرتا ہے اون سب مین اوس کو ثواب حاصل ہوتا ہے لیکن اپنے حبیب کی امت پر اس سے بھی زیادہ انعام خداوندی ہین کہ اس ماہ مبارک مین ان کے لئے ایک ایسی رات بھی مخصوص فرمائی ہے جس کا نام لیلۃ القدر ہے، اور جس کو ہزار مہینہ پر بزرگی و شرف حاصل ہے، قرآن شریف مین خاص ایک سورت مین اوس کی فضیلت و بزرگی ظاہر کی گئی ہے پہلے مین اسی کو تلاوت کرتی ہون:-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ	
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	
اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ	ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر مین نازل (کرنا شروع) کیا اور تم کیا سمجھے
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ	کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے، اس مین فرشتے

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ۝	اور روح اپنے پروردگار کے حکم سے ہرکام کے
تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ	(سرانجام دینے کو) اترتے ہین۔ یہ (رات)
رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ	طلوع صبح تک (سراسر) سلامتی ہے۔

خواتین !

لیلۃ القدر مین کیا کیا ہوا اب تم خود سمجھ لو کہ یہ خیر و برکت کی کیسی مبارک رات ہے ، جس مین قرآن مجید نازل ہوا۔

لیلۃ القدر کے کام یہ وہ بابرکت رات ہے جس مین رحمت خاص کی تجلی ہوتی ہے ، ملائکہ اور روحین نازل ہوتی ہین اسی رات مین بندون کے رزق مین وسعت اور ان کے گناہون کی بخشش ہوتی ہے اور عبادات و دعائین قبول ہوتی ہین ، مرنا ، جینا ، بیمار ہونا ، اور جو کچھ بھی ہونے والا ہوتا ہے سب اسی رات مین عالم بالا مین مشتہر کردیا جاتا ہے اور ہر کام پر ملائکہ تعینات ہو جاتے ہین۔

مختصر یہ ہے کہ یہ وہ مقدس اور خیر و برکت سے بھری ہوئی رات ہے جس کو خلاق عالم ہزار مہینون سے جن مین کئی ہزار دن اور کئی ہزار راتین ہوتی ہین زیادہ خیر کی رات فرماتا ہے اور فرشتون اور روحون کو اس دنیا مین نازل ہونے کا

حکم دیتا ہے اور جب تک صبح نہین ہوتی اوس مین انسان اور دنیا و ما فیہا کے لئے سلامتی ہی سلامتی کا اعلان کرتا ہے۔

لیلۃ القدر مین عبادت نہ کرنا بد نصیبی ہے۔

ایک روایت مین ہے کہ رمضان کا مہینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مہینہ آیا جس مین ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینون سے بہتر ہے جو شخص اُس کے خیر سے محروم رہا یعنی اوسکو عبادت کی توفیق نہ ہوئی وہ تمام بھلائیون سے محروم رہا اور اس سے بجز اون لوگون کے جو بد نصیب ہین اور کوئی محروم نہین کیا جاتا، دوسری حدیث ہے کہ آخر عشرہ رمضان مین ایک رات ہزار مہینون سے بہتر ہے، یعنی اوس مین کوئی عمل کرنا اون ہزار مہینون کے عمل کرنے سے افضل ہے جس مین لیلۃ القدر نہ ہو۔ جو اس سے محروم رہا وہ تمام خیر سے محروم رہا۔

لیلۃ القدر کے شرف کی مقدار۔

خواتین! لیلۃ القدر کا ہزار مہینہ سے بہتر ہونا تو خود قرآن مجید سے ثابت ہی ہے البتہ اس بات مین اختلاف ہے کہ آیا شب قدر صرف ایک ہزار مہینون سے زیادہ شرف

رکھتی ہے یا اس سے بھی زیادہ تعداد کے مہینوں سے۔

بعض نے کہا ہے کہ اسکی فضیلت کی کوئی حد نہیں اور قرآن مجید میں جو ایک ہزار کی تخصیص کی ہے اوس کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں ایک ہزار سے زیادہ کے لئے کوئی عدد نہیں اس لئے ہزار مہینے کہا۔

بعض نے لکھا ہے کہ اُس زمانہ میں عابد وہی شخص کہا جاتا تھا جس نے ہزار مہینے مسلسل عبادت کی ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس دراز مدت کے عوض ایک ایسی رات اس امت کو عطا فرمائی جو ہزار مہینے سے اچھی ہے۔

نزول ملائکہ و روح سے کیا مراد ہے۔

خواتین! اس سورت میں قرآن مجید کے نازل کرنے اور اس رات کو ہزار مہینوں سے افضل فرمانے کے بعد روح اور ملائکہ کے نزول کا جو بیان ہے اوس کو بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ مفسرین کے نزدیک روح سے مراد اس جگہ حضرت جبرئیل ہیں یا ایک دوسرا فرشتہ ہے جس کا نام روح ہے۔ بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ روح یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جب نزول ہوتا ہے تو وہ مسلمانوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور چونکہ وہ خود محسوسات میں سے نہیں ہیں اسلئے

اون کا مصافحہ بھی غیر محسوس ہے تاہم علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ جب مصافحہ ہوتا ہے تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین، دل مین رقت اور بدن مین نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔

اس رات مین فرشتون اور روح کا نزول اس عالم مین ہوتا ہے اور انسانون کے اچھے اعمال سے ان کو مسرت ہوتی ہے اور بُری اعمال سے تکلیف پہونچتی ہے۔

حضرت جبرئیل فرشتون کے ساتھ تشریف لاتے ہین۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے، جبرئیل علیہ السلام فرشتون کی جماعت کے ساتھ اُترتے ہین اور ہر بندہ جو کھڑے یا بیٹھے بیٹھے (غرض کسی حالت مین بھی) کچھ عبادت یا اللہ تعالیٰ کی یاد کر رہا ہو اوس کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہین۔

لیلۃ القدر کو شرف عطا کرنے کی وجہ

خواتین!

لیلۃ القدر کو جو اس درجہ شرف و بزرگی عطا کی گئی اوس کی نسبت یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اگلی امتون کی عمرون کی اور عبادت کی کیفیت معلوم ہوئی تو آپ نے بہت افسوس کیا کہ میری امت کے لوگون کی عمرین

بہت کم ہین ، یہ تھوڑی عمر ہین اون لوگون کی سی عبادت
نہین کرسکتے تو اللہ تعالیٰ نے اون کو ایسی رات دی جو ہزار
مہینہ سے بہتر ہے اور ایک اور روایت ہے کہ ایک روز
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے بعض انبیاؑ
کا تذکرہ کیا کہ اون لوگون نے اسّی اسّی برس عبادت کی اور
ایک لمحہ بھی نافرمانی نہین کی اس سے اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہوا اتنے مین حضرت جبرئیل
علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپ کی امت نے ان لوگون کے اسّی اسّی برس عبادت کرنے پر
تعجب کیا پھر حضرت جبرئیل نے سورہ انّا انزلنا پڑھی اور کہا
کہ یہ اس سے زیادہ افضل ہے جس پر آپ نے تعجب کیا تھا۔

لیلۃ القدر کا خاص وقت معین نہین ہے۔

خواتین !

باوجود اس شرف کے اور باوجود
ایسی مبارک رات ہونے کے جس کی برکت پر قرآن مجید
گواہ ہے اور جو محض امت محمدی کی عبادت اور نیکیون کے
درجات زیادہ کرنے کے لئے ہے پھر بھی اوس کا خاص وقت
معین نہین فرمایا گیا اور کوئی نہین کہہ سکتا کہ لیلۃ القدر

کب آتی ہے ، البتہ قرائن اور آثار بتا دیے گئے ہین ،
اس اخفا مین بھی خداوند کریم کی مصلحتین ہین ، یہ امر تو
تو قریب قریب مانا ہوا سا ہے کہ شب قدر رمضان شریف کے
عشرۂ آخر مین ہوتی ہے جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے
اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بھی ایک
روایت منقول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر عشرۂ رمضان مین
ہی کسی طاق رات مین ہوتی ہے ، چنانچہ آپ روایت کرتی ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب قدر کو آخر
عشرہ کی کسی طاق رات مین تلاش کرو ، طاق راتون سے مراد
تیسرے عشرہ کی اکیسوین [21] تیئیسوین [23] ، یا پچیسوین [25] ، یا ستائیسوین [27]
یا انتیسوین [29] راتین ہین ۔
ایک دوسری روایت سے جو حضرت عبد اللہ بن انس سے
مروی ہے ، یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایکبار تیئیسوین [23] شب کی
تخصیص فرمادی تھی ، عبد اللہ بن انس نے آنحضرت سے
عرض کیا کہ مین جنگل مین رہتا ہون اور وہین نماز پڑھتا ہون
مجھکو کوئی خاص رات بتا دیجیے تاکہ اس رات مین مسجد نبوی مین
حاضر ہو کر عبادت کرون تو آپ نے تیئیسوین [23] رات کا حکم دیا ،

لیکن اس حکم سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہین ہے کہ شب قدر تیئیسوین[۲۳ کی] تاریخ ہی کو ہوتی ہے کیونکہ دوسری روایات سے اس کے خلاف بھی مفہوم ہوتا ہے یہ ممکن ہو کہ اس مرتبہ بذریعہ وحی و الہام آپ کو علم ہوگیا ہو اور آپ نے اسی علم کی بنا پر حضرت عبداللہ بن انس[رض] سے فرمادیا ہو کثرت سے علما اس طرف گئے ہین کہ بیشتر ستائیسوین تاریخ کو شب قدر ہوتی ہے - اور اس کے متعلق ایک عجیب نکتہ بیان کیا ہے کہ لیلۃ القدر مین نو لفظ ہین اور سورۂ قدر مین تین مرتبہ لیلۃ القدر کا اعادہ کیا گیا ہے اس لئے نو اور تین کی ضرب سے حاصل ضرب ۲۷ ہوتا ہے، اور اس سے ۲۷ تاریخ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے - دوسرا نکتہ حضرت ابن عباس[رض] سے یہ منقول ہے کہ اس "سورہ" مین تیس کلمہ ہین اور کلمہ "ھی" ستائیسواں کلمہ ہے جس کا مرجع لیلۃ القدر ہے، غرض یہ کہ خود حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کا ہمیشہ کے لئے کسی تاریخ کا تعین نہین فرمایا اور جہان کہین تخصیص پائی جاتی ہے وہ اوس سال سے مخصوص سمجھی جائے اور چونکہ عام روایتون مین بھی ثابت ہے کہ شب قدر آخر

عشرہ کی طاق راتون مین ہے اس لئے آخر عشرہ مین جو مغفرت کے لئے مخصوص ہے ہر رات عبادت کرنا چاہئے اور کسی تاریخ کو مخصوص کر کے غافل نہ ہو جانا چاہئے۔

شب قدر کے تعین نہ فرمانے سے غالباً یہی فائدہ ہو کہ شب قدر کے جویا عبادت سے غافل نہ ہو جائین اور اسی رات کی تلاش مین ہر رات عبادت کر کے مغفرت چاہین۔

امام فخر الدین رازی نے اس کے پوشیدہ ہونے کے بہت سے وجوہ لکھے ہین۔

وہ لکھتے ہین کہ جس طرح جمعہ کے دن دعا کے قبول ہونے کی ساعت کو اور پانچون نماز مین صلوٰۃ وسطیٰ کو اور اسمار الٰہی مین اسم اعظم کو خدائے تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے اسیطرح شب قدر کو بھی پوشیدہ رکھا ہے، اور اس مین بھی حکمت تھی کہ اگر شب قدر عام لوگون کو معلوم ہو جاتی تو جو لوگ ہوا پرست اور نفس کے گرفتار ہین باوجود اطلاع کے اس رات کو بھی عیش و عشرت اور عصیان و نافرمانی مین گذارتے اور اون پر ہزار مہینہ کا عذاب ہوتا، اور بعض کوتاہ اندیش اوس تاریخ کو عبادت کر کے سال بھر کے لئے مطمئن ہو جاتے، اس لئے رحمت الٰہی

اِس کی متقاضی ہوئی کہ لوگ اوس کے وقت کے تعین سے
بے خبر رہین تاکہ جان بوجھکر اس عذاب عظیم مین گرفتار نہ ہون
اور جنہون نے عبادت کی ہے وہ عبادت سے بے فکر نہ ہوجائین

امت محمدی کے لئے شب قدر نعمت غیر مترقبہ ہے۔

خواتین !
مختصر یہ ہے کہ یہ رات ہمارے لئے
ایک نعمت غیر مترقبہ ہے، دیکھو پہلی امتون کی عمرین دراز
ہوتی تھین، اون کے قوی قوی ہوتے تھے، اس وجہہ سے
اون پر سخت سخت اعمال اور احکام بھی فرض تھے، اور وہ
لوگ نہایت تندہی اور محنت سے اون کو انجام دیتے تھے
باوجود اس کے اون کے لئے کوئی ایسی رات معین نہین
فرمائی گئی جس سے اون کو اس قدر آسانی ہوتی اور ایک
رات مین عبادت کر کے اتنا ثواب حاصل کرتے یہ ہمارے نبی آخرالزمان صلی اللہ
علیہ وسلم پر اور اون کی امت پر ایک خاص رحمت ہے
کہ باوصف اسکے کہ ہم پر صرف ایسی ہی باتین فرض ہین جن کو بہت
آسانی سے انجام دے سکتے ہین۔ پھر بھی ایک ایسی رات عطا
کی گئی ہے جسکی عبادت ۸۳ برس ۴ ماہ کی عبادت کے برابر
ہے، یعنی ہماری ایک رات کی عبادت کا ثواب اس قدر

ملتا ہے جتنا کہ لوگون نے کم وبیش ۸۳ برس عبادت کر کے حاصل کیا ہو اور لطف یہ کہ ہر سال یہ رات آتی ہے اگر ہم اپنی عمر مین دس بیس مرتبہ بھی اس رات کو پا جائین تو کس قدر ثواب اور خدا کا تقرب حاصل کر سکتے ہین اور یہ انتہائی درجہ کی خوش قسمتی ہے، لیکن اگر اس کے برعکس ہو تو اس سے زیادہ اور کیا کم بختی اور بدنصیبی ہوگی کہ ایسی رات کہ جو سراسر نعمت ہو اور ہر سال اس نعمت کا دورہ ہوتا ہو حاصل ہونے پر بھی اوس کے فیض سے مستفیض نہ ہون اور اوس پاک بے نیاز کی عبادتون سے غافل ہو جائین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مہربانیون اور رحمتوںکا اس طرح تذکرہ فرماتے ہین کہ میری امت اور اگلی امت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو نصف دن تک ایک اجرت مقرر کر کے کام پر لگایا اور پھر نصف دن سے لیکر عصر تک اسی کام پر اسی اجرت مین دوسرے کو مقرر کیا اور پھر عصر سے لیکر مغرب تک تیسرے شخص کو دُگنی اُجرت پر تعینات فرمایا پہلے نے کہا میرا وقت اتنا اور مزدوری اوسیقدر جس قدر کہ نصف دن سے لیکر عصر تک کام کرنے والے کی ہے اور

اس کا وقت مجھسے نصف پھر دوسرے نے بھی تیسرے کے نسبت یہی شکایت کی کہ ان کا وقت مجھسے کم اور اجرت دوچند ہے ، مالک نے فرمایا کہ یہ میری عنایت ہے ، جس پر جسطرح چاہوں مبذول کروں میں نے تمھارے حق مین تو کوئی کمی نہین کی اونہون نے کہا نہین ۔ وہ پہلا شخص حضرت موسی علیہ السلام کی امت (یہود) ہے اور دوسرا حضرت عیسی علیہ السلام کی امت (عیسائی) ہے ، اور تیسرا میری امت ہے ، تمھارے لئے وقت کم اور اُجرت دوچند ہے ۔

غرض یہ رات بھی امت محمدی (صلعم) کے لئے خداوند کریم کی خاص رحمت و برکت ہے پس ہر مسلمان کو اس رحمت و برکت سے فائدہ اُٹھانا چاہئے ، اور لہو و لعب مین پڑ کے یا عبادت سے تغافل کرکے خدا کا ناشکر گذار اور کافر نعمت نہین بننا چاہئے ۔

لیلۃ القدر مین مغفرت کی دعا مانگنا چاہئے ۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر مین شب قدر کو پاجاؤن تو کیا دعا مانگون ، آپ نے جواب دیا کہ کہو کہ "اللہ[1] تعالی تو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو دوست رکھتا ہے پس تو معاف کر"

[1] اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی ۔

لیلۃ القدر مین بداعمالی پر باز پرس بھی سخت ہے

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح اس مین نیکی کا ثواب بہت ملتا ہے اسی طرح برا عمل کرنے سے باز پرس بھی بہت سخت ہوگی ۔

لیلۃ القدر مین اعتکاف کی وجہہ

اس لئے بُری اعمال سے بچنے کے لئے آخر عشرہ رمضان مین اعتکاف کی ہدایت کی گئی ہی کیونکہ جب پورے عشرہ مین کوئی شخص عبادت کرتا رہیگا تو لامحالا وہ شب قدر کو پالے گا جو انہین راتون مین سے کوئی ایک رات ہے اور اوس روز تمام بُری باتون سے مجتنب رہ کر اور عبادت مین مشغول رہ کر بے شمار ثواب حاصل کرلیگا

اعتکاف

اب چونکہ اعتکاف کا ذکر آگیا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مختصر سا بیان بھی کر دیا جاے ۔

اصطلاح شریعت مین اعتکاف سے یہ مراد ہے کہ کسی ایسی مسجد مین جہان جماعت سے نماز ہوتی ہو ایک مدت معین تک ہر قسم کی ناپاکیون سے پاک ہوکر اعتکاف کی نیت سے ٹھہرا رہنا ۔

عورتون کے لئے اعتکاف کی شرط

لیکن مسجد مین اعتکاف مردون کے ساتھ مخصوص ہے ، عورتون کے لئے عام مساجد مین اعتکاف کرنا مکروہ ہے ، ہان اگر گھر مین مسجد ہو

تو وہان اعتکاف کرسکتی ہین ورنہ گھر کے کسی ایسے گوشہ مین
معتکف ہونا چاہئے جسکو نماز کے لئے مخصوص ومقرر کرلیا گیا ہی۔
یہ ضرور ہے کہ وہ اعتکاف سے قبل شوہر سے اجازت
حاصل کرلین بلا اجازت شوہر اعتکاف درست نہین کیونکہ
اس مین اندیشہ رہتا ہے کہ عورت جو شوہر کے آرام وراحت
کی ذمہ دار ہے اعتکاف کی وجہ سے اپنے فرائض وخدمات
ادا نہین کرسکے گی اس لئے اس کو پہلے اجازت لینے کی
ضرورت ہے، البتہ جن عورتون کے شوہر نہین ہین وہ اعتکاف مین
آزاد ہین۔

اعتکاف کا مقصد | اعتکاف سے یہ مقصود ہے کہ جب تک
اعتکاف رکھے دنیا کی تمام باتون سے جدا رہے اور تنہائی
مین خلوص نیت اور خشوع کے ساتھ عبادت مین مشغول رہے
اور اس کا فائدہ صاف اور کھلا ہوا ہے کہ جو شخص اعتکاف
کرتا ہے اوس کا دل امور دنیا سے یکسو ہوکر عبادت الٰہی
کی طرف ہی متوجہ رہتا ہے وہ اپنے نفس کو اپنے آقا
اور مولا کے بالکل سپرد کردیتا ہے اور اس طرح اوسکو
قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے، اوس پر رحمتین نازل ہوتی ہین

اور وہ گویا ایک ایسے محفوظ قلعہ مین پناہ لیتا ہے جہان شیطان کے کسی مکر کا کوئی وار اوس پر نہین چل سکتا،

ابن عباسؓ روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والون کے لئے فرمایا ہے کہ گناہو نسے بند رہتا ہے، اور اوس کے لئے نیکی کرنے والون کی طرح نیکیان جاری کی جاتی ہین۔

اعتکاف گناہون کے محترز رہنے کا ذریعہ ہے۔

جو آدمی مسجد مین رہے گا اور مسجد سے باہر نہ جاے گا تو لا محالہ وہ گناہون سے محترز رہے گا اور جن نیکیون کو وہ اعتکاف کے سبب سے نہین کر سکتا، وہ بھی اس کے حق مین محسوب کی جائین گی اور جاری رہین گی یعنی بغیر کئے ہوے اس کو نیکیون کا ثواب ملیگا۔

قرآن مجید مین اعتکاف کا تذکرہ

اعتکاف کی تاکید تو احادیث سے ثابت ہوتی ہے لیکن اس کا ذکر قرآن مجید مین بھی ہے:۔

وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝	اور ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے فرمایا کہ ہمارے (اس) گھر کو طواف کرنے والون اور اعتکاف کرنے والون اور رکوع (اور) سجدہ کرنے والون (یعنی نمازیون) کے لئے پاک (صاف) رکھو۔

قرآن پاک مین اور بھی چند جگہہ اس کا تذکرہ ہے

لیکن احادیث مین اس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اعتکاف کا زمانہ | اعتکاف کے لئے رمضان ہی کی کوئی تخصیص نہین اور دوسرے مہینون مین بھی ہوسکتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پابندی کے ساتھ اسی مہینہ کے آخر عشرہ مین اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اور آخر عشرہ مین اعتکاف فرمانے کی غرض یہی تھی کہ شب قدر کو پالین، اور امت کو بھی اسی وجہ سے حکم دیا تاکہ لوگ اس نعمت کو حاصل کرین، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ رمضان کے اخیر عشرہ مین اعتکاف فرماتے تھے یہان تک کہ وفات پائی اور آنحضرت کے بعد امہات المومنین بھی اعتکاف فرمایا کرتی تھین ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ مین اعتکاف فرمایا، پھر درمیان کے عشرہ مین اعتکاف فرمایا ایک ترکی خیمہ مین اور پھر خیمہ سے اپنا سر نکال کر فرمایا کہ مین نے شب قدر کی تلاش مین اول عشرہ مین اعتکاف کیا، پھر درمیان کے عشرہ مین، پھر میرے پاس فرشتہ آیا اور مجھسے کہا کہ شب قدر آخر کے عشرہ مین ہے، پس جو لوگ میرے ساتھ

معتکف تھے اون کو چاہیئے کہ وہ آخر کے عشرہ مین اعتکاف کرین ، مجھے خواب مین شب قدر کا وقت خاص بتا یا گیا لیکن پھر وہ وقت میرے دل سے بھلا دیا گیا ، یعنی جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ فلانی شب ہے لیکن مین بھول گیا (اتنا یاد ہے) کہ اوس رات کی صبح کو مین نے اپنے آپ کو کیچڑ مین سجدہ کرتے دیکھا یعنی صبح کی نماز جو پڑھی تو مسجد مین کیچڑ مین سجدہ کیا تھا ۔ مین بھول گیا کہ وہ کونسی رات ہے ، اسکو آخر عشرہ کی ہر رات مین تلاش کرو ۔

راوی یہ بھی روایت کرتے ہین کہ جس رات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا اوس رات کو بارش ہوئی تھی اور مسجد کی چھت خرما کی شاخ کی بنائی ہوئی تھی اور یہ اوس مین سے پانی ٹپکا تھا ، اور مین نے خود دیکھا تھا کہ آن حضرت کی پیشانی پر اکیسوین کی صبح کو پانی ، اور مٹی کا نشان تھا ۔

اعتکاف مین مسجد سے باہر نہین جانا چاہیئے ۔

دوران اعتکاف مین بجز حوائج ضروری یعنی پیشاب ، پاخانہ وغیرہ کے مسجد سے یا جو جگہہ اعتکاف کے لئے معین کی گئی ہو اوس

جگہہ سے باہر نہ جانا چاہئے، اور اگر بلا ضرورت باہر چلا گیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک تھوڑی دیر باہر جانے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ھے، اور صاحبین کے نزدیک تھوڑی دیر باھر چلے جانے سے اعتکاف نہین ٹوٹتا جب تک کہ اکثر یوم یعنی نصف دن سے زائد باہر نہ رہے اور اگر نصف دن سی زائد باہر رہا تو بیشک اعتکاف ٹوٹ جاے گا اور یہی قول راجح ہے -

اعتکاف کی حالت مین ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت نوافل اور تسبیح اور تہلیل مین مشغول رہنا چاہئے اور مسجد مین داخل ہونے سے قبل اپنے لئے ایک جگہ متعین کرلے، اور بیسوین کو غروب آفتاب کے وقت مسجد مین اور اپنے گھر کے ایک موقع معین مین مستورات بہ نیت اعتکاف داخل ہو جائین، اگر کوئی غروب آفتاب کے وقت مسجد مین داخل ہو گیا لیکن فجر کی نماز پڑھ کر اوس مقررہ جگہہ مین داخل ہوا تو اعتکاف مین کوئی خلل نہ ہوگا -

بے کار اور فضول باتین ہر گز نہ کرے کیونکہ اعتکاف عبادت کے لئے چند روزہ گوشہ نشینی کا نام ہے تاکہ یکسوئی کے ساتھ خدا کی عبادت مین مصروف ہو جاے، کھانے کا

اعتکاف مین ہی آجانے کا انتظام کر لینا بہتر ہے، ورنہ کہانا لانے کے لئے باہر جانا ممنوع نہین ہے، یعنی کھانا لانے کیلئے خواہ گھر سے ہو یا بازار سے اور اس شرط سے کہ کوئی دوسرا شخص نہ ملے تو معتکف کو جانا درست ہے، مگر گھر یا بازار مین کھانا نہ کھانا چاہیے بلکہ مسجد مین ہی لاکر کہاے۔

اعتکاف کی قضا اگر بیماری یا اور کوئی دوسرے قوی مانع کی وجہہ سے اعتکاف توڑنا پڑا تو اوس کی قضا باوجود سنت مؤکدہ ہونے کے لازم ہوگی مدت اعتکاف دس روز ہے۔

اعتکاف کیلئے تساہل نہین کرنا چاہیے غرض یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس مین خداوند کریم نے محض اپنی اوس رحمت عام کے باعث جو امت محمدی پر ہے ہم کو عبادت کا ایسا موقع دیدیا ہے کہ ایک رات مین ہزار مہینون کی عبادت کا ثواب حاصل کر سکتے ہین تو کس قدر افسوس ہوگا کہ ذراسی سستی اور تساہل کے باعث ہم ایسی دولت ہاتھ سے گنوادین *



خواتین! قدیم سے دنیا کے اکثر مذاہب مین ایک نہ ایک دن خوشی کا مقرر رہے، اور ان مذاہب کے پیرو مقررہ دن پر مختلف طریقون سے خوشیان مناتے ہین۔

عرب جاہلیت مین خوشی کے دن عرب مین جاہلیت کے زمانہ مین بھی یہی دستور تھا خوشی منانے کے لئے اہل مدینہ نے دو دن متعین کر لئے تھے جب وہ دن آتے تو مدینہ والے اپنے تمام مشاغل، اور کامون کو چھوڑ کر اپنی رسم اور اپنے طریقون کے مطابق کھیلتے کودتے اور خوشی مناتے تھے۔

مسلمانون کے خوشی کے دن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ بہت خوش ہوتے اور کھیلتے کودتے ہین آپ نے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہین، صحابہ نے عرض کیا "جہالت کے زمانہ مین ہم لوگ ان دونون مین کھیلا کرتے تھے"، رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدا نے اس سے بہتر دو دن

تمہاری خوشی کے عنایت فرمائے ہیں، اور وہ دو دن عید الفطر اور عید الضحیٰ کے ہیں۔

عید الضحیٰ کے متعلق تو میں اوس کے وقت پر تقریر کرونگی آج عید الفطر کی تقریر کرتی ہوں، کیونکہ اسی ہفتہ میں یہ عید آنے والی ہے، اور سلسلہ تقریر میں بھی اسی عید کا نمبر ہے۔

عید الفطر کے برکات

خواتین! عید الفطر کے دن اللہ اپنے اُن بندوں پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اُن کے گناہوں کو بخشتا ہے جنہوں نے روزہ کے اس فرض کو ادا کیا ہے جو اوسے سب سے زیادہ مرغوب اور محبوب ہے، اور جس کے اجر کا اُسنے خود وعدہ فرمایا ہے، اور چونکہ یہ دن اس کے نزول رحمت اور بخشش کا ہوتا ہے اور ہر سال عود کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اس لئے اس کا نام عید رکھا گیا۔

خواتین! اس میں شک نہیں کہ یہ دن ہمارے لئے بڑی نعمت اور رحمت کا ہے، کیونکہ اس دن اوس کی رحمت وعنایت سے ایک بڑے فرض سے فراغت حاصل ہوتی ہے

اور یہ خوشی ہوتی ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرض عبادت بجالانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور بہت بڑے اجر کا مستحق و امیدوار بنایا، ایک روایت مین ہے کہ جب عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ان فرشتون کے سامنے فخر فرماتا ہے غالباً اون ملائکہ کے سامنے جنہون نے بنی آدم پر طعن کیا تھا، پھر فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے اپنا مفوضہ کام پورا کرلیا، فرشتے عرض کرتے ہین کہ اے ہمارے رب اس کا بدلہ یہ ہے کہ اون کو اون کے کام کا پورا اجر دیا جاے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، اے فرشتو! میرے غلامون اور لونڈیون نے جو اون پر میرا فرض تھا، ادا کیا، یعنی روزہ رکھا، اور پھر وہ گھرون سے دعا پڑھتے ہوے عیدگاہ کی طرف چلے قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی، اور اپنے کرم اور علو مرتبت کی مین ان کی دعا قبول کرون گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے گھرون کو پھر جاؤ مین نے تم کو بخشا اور تمہاری برائیان نیکیون سے بدل ڈالین اور ہر برائی کے بدے صحیفۂ اعمال مین نیکی لکھدی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ لوگ گھرون کو ایسی حالت مین

لوٹتے ہین کہ اُن کے واسطے مغفرت کی جاتی ہے۔

خواتین! اس حدیث پر غور کرو کہ اس وقت کس درجہ اوس کی رحمت جوش پر ہوتی ہے اورکس طرح وہ اپنے بندون کی مغفرت کے لئے آمادہ ہوتا ہے۔

عید کے دن سب کو عیدگاہ جانے کی اجازت ہے۔

عید کے دن اظہار خوشی کے لئے تمام مسلمان بچے اور مرد حتی کہ پردہ نشین عورتون کو بھی مسجدون مین جانے کی اجازت ہے۔ اُس دن غسل کرنا، عمدہ کپڑے پہننا خوشبو لگانا اور اپنے مقدور کے مطابق اپنی آرائش وزیبائش کرنا مسنون ہے۔

عید کی وجہ سے قرض نہین لینا چاہئے۔

لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ قرض وام لیکر نئے کپڑے بنائے جائین یا اپنی زیبائش و آرائش کی جائے، بعض لوگ عید کی خوشی مناتے اور خصوصاً بچون کی عید کرنے کے لئے سود دیکر بھی قرض لیتے ہین، حالانکہ جس طرح سود لینا حرام ہے اوسی طرح سود دینا بھی حرام ہے، اور اس مسنون فعل کو ایسے ناجائز طریقے سے ادا کرنے مین کوئی ثواب حاصل نہین ہوتا بلکہ مواخذہ اور عذاب الٰہی کا اندیشہ ہے۔

اگر خدا مقدرت دے تو اس کے مطابق ضرور اچھے کپڑے بنانے چاہئین اور آراستگی کرنی چاہئیے۔

آنحضرتؐ کا لباس عید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عمدہ لباس زیب تن فرماتے اور ایک قیمتی چادر اوڑھا کرتے تھے، کبھی ایسی چادر ہوتی تھی، جس مین سُرخ سرخ دھاریان پڑی ہوتین پھر خوشبو لگاتے اور عیدگاہ تشریف لے جاتے سب کامون سے پہلے نماز عید ادا فرماتے آپ کے زمانہ مین عورتین بھی عیدگاہ جایا کرتی تھین اور ذرا فاصلے پر اپنی جماعت قائم کرکے نماز پڑھتی تھین، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس دن جس طرح مردون مین وعظ فرماتے اسی طرح عورتون کی جماعت مین تشریف لاکر ان کو بھی نصیحتون سے مستفید فرماتے تھے۔

آنحضرتؐ کی نماز عید

حضرت عباس سے کسی نے پوچھا کہ کیا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز مین تھے، کہا ہان، حضرتؐ نے نماز پڑھی، پھر خطبہ فرمایا اور پھر عورتون کی جماعت مین تشریف لے گئے، اون کو نصیحت کی، اور احکام دین اور عذاب و ثواب آخرت کی یاد دلائی اور صدقہ فطر اور للہ دینے کا حکم دیا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

حضرت بلالؓ بھی تھے، مین ... گلے
اور کانون سے زیور اُتار اُتار کر بلالؓ کو ... ن تا کہ
وہ فقیرون کو دیدین۔

مسلمان عورتون کی بے حسی

لیکن افسوس اس زمانہ مین تو ہندوستان مین عام طور پر عورتون کے لئے عید کی کوئی خوشی ہی نہین رہتی ہے، اور نہ اس خوشی کا ان کو کوئی احساس ہے عموماً عید کے دن گھرون مین ان کا یہ ہی کام ہوتا ہے کہ صبح اُٹھ کر شیر خورما تیار کردین۔ اور گھرون کے مردون اور بچون کے غسل و تبدیل لباس کا اہتمام کر دین۔ اور اگر گھر مین عید سے پہلے کوئی موت واقع ہوتی ہے تو عید کا دن محرم بن جاتا ہے۔ ان کو نہ اپنے لباس کی طرف توجہ ہوتی ہے اور نہ ان کی اس مذہبی تفریح کے اسباب موجود ہوتے ہین، اور نہ ان کے باہمی عید کی تہنیت ہوتی ہے۔

حالانکہ عید تو در اصل اس خوشی کا نام ہے جو فرض صیام ادا کرنے سے حاصل ہوتی ہے، اور عورتین اور مرد دونون اس خوشی مین شریک ہین۔

عید کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بچون کے ساتھ شفقت کا ایک واقعہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عید کے دن بچون تک کی خوشی اور چہل پہل کا بڑا خیال

رہتا تھا۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ نماز عید کے واسطے
برآمد ہوئے، لڑکے کھیل رہے تھے، اور ان مین ایک لڑکا
بیٹھا ہوا رو رہا تھا اور ان کے ساتھ نہین کھیلتا تھا آپ نے کہا
کہ اے لڑکے کیون روتا ہے اور ان لڑکون کے ساتھ کیون نہین
کھیلتا، اُس نے عرض کیا کہ وہ مجھے جانتے پہچانتے نہین، اُس نے
یہ بھی عرض کیا کہ میرا باپ غزوہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تھا وہان شہید ہو گیا۔ میری مان نے دوسری شادی
کرلی، میرے تمام مال کو کھالیا، اور مجھے میرے گھر سے
نکالدیا، نہ میرے پاس کھانے کو ہے اور نہ پہننے کو، نہ کپڑے
ہین اور نہ گھر ہے، جب مین نے اُن لڑکون کو جو نئے نئے کپڑے
پہنے ہین دیکھا تو رنج ہوا اور رونے لگا، یہ سنکر آپ نے اوس کا
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیا تو اس بات کو پسند کرے گا کہ تیرا باپ
مین ہون اور تیری مان عائشہ اور تیری بہن فاطمہ ہو اور تیرے
چچا علی ہون اور حسن وحسین تیرے بھائی ہون، لڑکے نے پہچانا
کہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین۔ کہا کہ مین کیون نہ راضی ہونگا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو اٹھالیا، اور اپنے
مکان لے گئے، اور اوس کو اچھے اچھے کپڑے پہنائے اور

کھانا کھلایا، اس کا دل مسرت سے بھر گیا اور ہنستا ہوا خوش خوش لڑکون کے پاس گیا۔ جب ان لڑکون نے اس کی یہ حالت دیکھی تو کہنے لگے کہ تو تو ابھی روتا تھا اور اب اس قدر خوش ہے۔ لڑکے نے کہا کہ پہلے مین بھوکا تھا اب سیر ہون پہلے ننگا تھا اور اب کپڑے پہنے ہون، پہلے یتیم تھا اور اب رسول اللہ میرے باپ ہین، اور عائشہ میری مان۔ یہ سُن کر ان مین سے ہر ایک لڑکے نے بیساختہ کہا کہ کاش ہمارے باپ بھی غزوہ مین شہید ہو گئے ہوتے، کہ یہ فخر و سعادت حصہ مین آتی، پھر وہ لڑکا آپ کی وفات تک خدمت اقدس مین حاضر رہا۔

عید کے دن غریبون کی امداد

خواتین! اس روایت سے جس طرح ایک یتیم کے ساتھ آپ کی شفقت و رأفت کا حال معلوم ہوتا ہے اسی طرح یہ ہدایت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ عید کے دن جن لوگون کو خدا توفیق دے غریب اور یتیم بچون کی مدد کرین اور اون کے ساتھ پدرانہ شفقت سے پیش آئین کاش مسلمان اغنیا آپ کے اخلاق گرامی سے تھوڑا سا ہی سبق حاصل کرین تو بہت سے غریبون کی مصیبتین کم ہو جائین اور وہ بہت

بڑے اجر و ثواب کے مستحق ہو جائین۔

خواتین! غریبون اور یتیمون پر مہربانی و احسان کرنا اُن کے ساتھ سلوک و شفقت سے پیش آنا اون لوگون پر فرض ہے جو مقدور رکھتے ہین یا دوسرے مقدور والے کو ترغیب دلا سکتے ہین اور جو ایسا نہین کرتے وہ سنگدل ہوتے ہین جیساکہ سورۂ ماعون مین ارشاد ہے:۔

اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ؕ	(اے پیغمبر) بھلاتم نے اس شخص کے حال پر (بھی) نظر کی جو (روزجزا) کو جھوٹ سمجھتا ہے۔ اور (اسی سبب سے) یہ شخص ایسا (سنگدل ہوگیا) ہے کہ یتیم کو دھکے دے دیتا ہے اور مسکین (کو آپ کھانا کھلانا تو درکنار لوگون کو بھی اس) کے کھلانے کی ترغیب نہین دیتا۔

صدقہ فطر کی مصلحت پس اگر عیدین مین ان کے ساتھ سلوک کیا جائے تو ان کے دلون کو اور بھی راحت پہونچیگی اور وہ بہت زیادہ مسرور ہون گے اور جتنی زیادہ راحت و خوشی ہوگی اُسی قدر ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ اسی لئے عید کا صدقہ فطر

رکھا ہے تاکہ کوئی شخص اس دن بھوکا نہ رہے۔

عورتون کو خاص کر صدقہ کا حکم

خصوصاً ایسے صدقات کا بہت زیادہ خیال خواتین اسلام کو ہونا چاہیئے، کیونکہ ہمیشہ رحمدلی، اور ہمدردی کا مادہ عورتون مین ہی زیادہ ہوتا ہے، تم نے اوپر سُنا ہے کہ عید کے دن مسلمان عورتین کس جوش کے ساتھ اور کس طریقے سے حضرت بلال کو اپنے زیور تک صدقہ مین اُتار اُتار کر دیدیتی تھین، ایک دوسری حدیث مین ہے کہ جب عیدین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ چکتے تو اگر آپ کو اس وقت کسی لشکر کے بھیجنے کی ضرورت ہوتی یا اور مسلمانون کے فائدے کے کسی کام کی حاجت ہوتی تو آپ اس خطبہ مین اوسکا تذکرہ فرماتے اور حکم دیتے اور کئی مرتبہ آپ فرماتے صدقہ دو صدقہ دو صدقہ دو اس روایت کا راوی اس کے بعد کہتا ہے کہ جو اُن مین زیادہ صدقہ کرتے تھے وہ عورتین ہوتی تھین، پس خاتونان اسلام کو اپنا یہ شرف کبھی نہین چھوڑنا چاہیئے اور اون کو قومی ضرورتون کے وقت اور مسلمانون کے فائدون کے کام مین کشادہ دلی اور فیاضی سے مدد دینی چاہیئے، اور خصوصاً عید کے دن تو ان یتیمون اور غریبون کے ساتھ مادرانہ شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیئے

اور یہ خیال کر کے کہ ہمارے رسول مقبولؐ جن پر ہمارے مال اور ہماری جانین فدا ہین خود بھی یتیم تھے، یتیمون کے مولیٰ تھے، یتیمون کے شفیق تھے، ان کے نام پر یتیمون کے ساتھ جتنی بھی توفیق ہو سلوک کرنا چاہیئے خواہ وہ ایک پیسہ یا ایک رومال ہی کیون نہ ہو۔

عید کی خوشی زندہ و مردہ سب کے لئے ہے۔

عید کی یہ خوشی زندون ہی کے لئے نہین ہوتی بلکہ مردون کے لئے بھی ہوتی ہے، مگر ان کی خوشی کا انحصار صرف اون کی اولاد پر ہوتا ہے، حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس شخص نے عید کے دن سبحان اللہ وبحمدہ پڑہا اور اوس کا ثواب مسلمان اموات کی روحون کو بخشا۔ تو اللہ تعالیٰ ہر قبر مین ہزار نور کو داخل کرتا ہے،، اور جب وہ خود مرجاتا ہے تو اوس کی قبر مین اللہ تعالیٰ ہزار نور بھیجتا ہے اور کوئی مردہ ایسا باقی نہین رہتا جو قیامت کے دن یہ نہ کہتا ہو کہ اے رحیم اپنے بندون پر رحم کر اور اوس کا ثواب جنت دے تب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تم گواہ رہو مین نے اسے بخشا۔

عید کا دن مبارک ہے

غرض عید کا دن ایسا مبارک دن ہے کہ نہ صرف اس مین مسلمانون پر خداوند کریم کی برکت و رحمت ہی نازل

ہوتی ہے بلکہ وہ مبارک دن ہے کہ اللہ تعالے نے اسی دن جنت کو پیدا کیا، درخت طوبیٰ کو بویا، اور جبرئیل علیہ السلام کو وحی لے جانے کے لئے انتخاب کیا۔

عید کے دن اچھے برے کام اور اُن کی جزا و سزا

اس روز جو شخص اپنے باپ کی قبر پر جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ ہر قدم پر اس کیلئے ایک نیکی لکھتا ہے اور جس شخص نے عید کے دن اپنے ماں باپ میں سے کسی کے سر کا بوسہ دیا اور اون کی تکریم کی اللہ تعالیٰ اوس کی عزت کرتا ہے اور جس شخص نے فقیر کو ذلیل سمجھا اللہ تعالے قیامت کے دن اوس کو ذلیل اور رسوا کریگا اور اوس کی طرف نہ دیکھے گا، اور جس شخص نے فقیر کو عید کے دن بلایا اور اوس کی خواہش کے موافق کچھ کھلایا، اللہ اوس کو ایک نور اور جواہر اور یاقوت کا شہر عطا فرمائے گا اور جنت کے خوشگوار کھانے کھلائے گا، اور جو شخص عید گاہ سے اپنے گھر کی طرف اطمینان اور وقار سے واپس آتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر قدم پر وس نیکیاں عطا کرتا ہے اور جو شخص عید کے دن کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندے تو مجھ سے نہیں شرماتا حالانکہ میں تیری طرف

رحمت وشفقت سے دیکھ رہا ہون ، اور تو مجھ سے دور ہوا جاتا ھے ، اے بندہ توبہ کرمین تیرے گناہ معاف کردونگا اور تجھے اپنا اور اپنے فرشتون کا دوست بناؤن گا ، اور جس شخص نے اپنے اہل وعیال کے نفس پر عید کے دن فراخ دستی سے کام لیا ، اللہ تعالیٰ اوس کے لئے غنا کا دروازہ کھولدیگا اور فقر کا دروازہ بند کردیگا۔

صدقہ فطر کا بیان

خواتین ! اب مین صدقہ فطر وغیرہ کے متعلق چند باتین بیان کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتی ہون۔

صدقہ فطر واجب ھے

فطر کا صدقہ ہر مسلمان صاحب نصاب پر واجب ھے ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی منادی کی ھے اور فرمایا ہے کہ مکہ کے بازارون مین پکار دو کہ صدقہ فطر ہر مسلمان مرد ، عورت ، غلام ، آزاد ، چھوٹے بڑے ، سب پر واجب ہے۔

صدقہ فطر مین کیا اور کتنا دیا جائے

صدقہ فطر مین گیہون یا کھجور اور جو یا پنیر یا چھوہارے اور خشک انگور دیا جاتا ھے ، اور ان سب کو علاوہ گیہون کے ایک صاعؑ دینا چاہئے۔

لہ شرع شریف مین صاع کی مقدار الف ۱۰۴۰ درہم ہے اور ایک درہم (ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

گیہون کے واسطے نصف صاع کا حکم ہے اور چونکہ ہندوستان مین اکثر لوگ گیہون ہی دیتے ہین اس لئے اس کا خاص طور پہ خیال رکھنا چاہیئے کہ وزن مین کمی نہ ہو اور اگر کسی وجہ سے گیہون نہ دیا جا سکے تو اس کے حساب سے واجبی قیمت جس قدر ہو وہ ادا کردی جاے۔

صدقہ کس پر واجب ہے صدقہ کے متعلق یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو۔ یعنی جس پر قربانی واجب ہے۔ اور ہر شخص اپنا صدقہ آپ دینے کا ذمہ دار ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳ ماشہ ۱ ½ سرخ کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ۲۷۳ تولہ کا ایک صاع ہوا۔ اگر رائج الوقت روپیہ ۱۱ ¼ ماشہ کا قرار دیا جاے تو ایک صاع کی مقدار تخمیناً ۲۹۱ روپیہ بھر ہوگی۔ اور اگر ۱۱ ¾ ماشہ کا روپیہ ہے تو ۲۷۸ روپیہ بھر کا ایک صاع ہوگا۔ اب اگر روپیہ ۱۱ ¼ ماشہ بھر مانا جاے اور اس حساب سے صاع کا وزن ۲۹۱ روپیہ بھر قرار دیا جاے تو بحساب ۸۰ روپیہ صدقہ فطر تین سیر ۹ چھٹانک ساڑھے ۴ تولہ کے قریب ہوا اور بحساب ۹۶ روپیہ ۳ سیر ۱۵ چھٹانک قریب ۳ تولہ کے ہوا

اور اگر روپیہ ۱۱ ¾ ماشہ مانا جاے اور اس حساب سے صاع کا وزن ۲۷۸ روپیہ قرار دیا جاے تو بحساب ۸۰ روپیہ والے سیر کے تین سیر ۷ چھٹانک ۴ تولہ کے قریب ہوگا اور بحساب ۹۶ روپیہ والے سیر کے ۲ سیر ۱۴ چھٹانک ۴ تولہ کے قریب ہوگا۔

لیکن نابالغ اولاد کے سبب سے بھی صاحب نصاب پر ہر بچہ
کے حساب سے الگ الگ صدقہ فطر واجب ہے۔

صدقہ فطر کا وقت

صدقہ فطر دینے مین جلدی کرنا چاہیئے
کیونکہ اگر نماز کے بعد یہ صدقہ دیا گیا تو فطر کا وہ ثواب نہین رہیگا
جو نماز سے پہلے دینے مین ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ سویرے ہی تقسیم فرمادیتے
تھے اور کہتے تھے کہ فقیرون کو ان کے سوال کرنے سے پہلے
غنی کردو۔ یعنی جلدی سے دے دو۔ تاکہ اون کو سوال کرنے
کی نوبت نہ آئے۔

اکثر صحابہ تو ہلال عید کے بعد ہی شب کو صدقہ دے دیا
کرتے تھے۔ بلکہ اگر دو ایک روز پہلے بھی دے دیا جاے
تو جائز ہے۔ اس کے مستحقین اپنے عزیز و اقارب، غریب اور
محتاج، یتیم اور مسکین و مسافر ہین۔

فطرہ نماز عید پر مقدم ہے

صدقہ تقسیم کرنے کے بعد نماز کو جانا چاہیئے
اور جانے سے پہلے کچھ کھالینا مسنون ہے، کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم طاق تعداد مین کچھ چھوہارے کھالیا کرتے
تھے تب مسجد تشریف لے جاتے تھے۔

عیدین روزہ رکھنا حرام ہے | عیدین کے روز روزہ رکھنا قطعی حرام ہے - اور عید الفطر کے معنی ہی یہ ہین کہ گویا روزہ کھولنے کے بعد کی عید ہے، البتہ ان کے بعد نفل روزے رکھے جاتے ہین جنکا بیان مین کرچکی ہون -

خاتمۂ تقریر | اب اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوے التما اور کہنا چاہتی ہون کہ ہم سب کو اپنے اعمال اور اخلاق سے عید کا دن اصلی طور پر خوشی اور خرمی مین بسر کرنا چاہئے - اور جس طرح اپنے لئے ہم خدا سے بہتری اور بہبودی کی توقع رکھتے ہین اسی طرح دوسرے مسلمانون کے لئے بھی دعا کرنا چاہئے +



زکوٰۃ

تیسرا رکن

خواتین!

ارکان اسلام میں نماز کے بعد تیسرا درجہ زکوٰۃ کا ہے اور جس طرح عبادت بدنی میں نماز کی تاکید ہے اوسی طرح مالی عبادت میں زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں چھتیس ۳۶ جگہہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہے اور اسی سے اسکی وقعت اور ضرورت اور اس کی تاکید کا اندازہ کرنا چاہیے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی | زکوٰۃ کے معنی بڑہنے اور پاک ہونے کے ہین، پس جس طرح کہ دل اور جسم عبادت الٰہی سے پاک ہوتا ہے اوسی طرح زکوٰۃ سے مال پاک ہوجاتا ہے اور خداوند کریم اوس مین برکت دیتا ہے اور وہ بڑہتا رہتا ہے۔

زکوٰۃ سے مال بڑہتا ہے | یہ امر نہایت قابل غور ہے کہ زکوٰۃ کے معنی بڑہنے کے ہین، کیونکہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مال دو حصوں پر تقسیم ہوجاتا ہے، ایک وہ جو زکوٰۃ مین ادا کیا گیا، دوسرا

وہ جو باقی رہا، بحکم یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ

اول حصہ ہمیشہ قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور بموجب
احادیث بقیہ مال مین برکت ہوتی ہے، برکت کے معنی بھی
زیادتی کے ہین تو ثابت ہوا کہ جو شخص زکوۃ دیتا ہے اُس کا مال
بڑھتا ہے اگر اس بات پر صرف عقیدہ ہی عقیدہ ہو اور بلا ثبوت
مان لیا جائے تو کوئی حرج و اعتراض نہین کیونکہ خدا کا وعدہ ہے
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے مگر
اوس کی تہ مین ایک عام فہم حقیقت بھی ہے جس کو آدمی فوراً
سمجھ سکتا ہے، چنانچہ صدقات کی آیات مین یہ کہکر کہ مَا تُنْفِقُوا
مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ یعنی جو کچھ تم اسطرح خیرات مین خرچ کرتے ہو اوس مین
تمھارے نفس ہی کا فائدہ ہے، اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ایک
جماعت یا شہر یا برادری مین جب ایک بڑا حصہ محتاج نہین ہوتا
تو اول تو وہ جرائم کم ہو جاتے ہین جو افلاس سے پیدا ہوتے ہین
اور اسی افلاس کو ام الجرائم کہتے ہین۔

دوسرے کاروبار لین دین اور تجارت مین ترقی ہو جاتی ہے
اور جس قدر آدمی خوشحال ہوتے ہین وہ دوسرون پر بار
نہین ہوتے۔

پس در اصل زکوٰۃ و صدقات کے ذریعہ محتاجین کو احتیاج سے چھڑا کر اس قابل کردیا جاتا ہے کہ وہ اپنی روٹی آپ کما لین اور اُمراسے لیکر غربا کو اسی لئے دیا جاتا ہے کہ ان کی مصیبت رفع ہو جاے۔

وہی تاجر دولت کو بڑہتا ہوا پاے گا جس سے سودا خریدنے والے خوش حال ہون اور یہی بات ہر ایک انسانی صنعت و حرفت اور پیشہ کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ کے فوائد

اگر تم تھوڑی دیر کو غور کرو تو معلوم ہو جاے گا کہ یہ قانون کہ جو لوگ صاحب نصاب ہون اُن پر لازم ہے کہ وہ اپنے غریب عزیزون اور قابل امداد دوستون اور عام مسلمانون کے لئے اپنی دولت مین سے ایک بہت ہی قلیل رقم ہمیشہ نکالتے رہین کس قدر قوم اور ملت اور انسانی بھلائیون اور رفاہ عام کے کامون کے لئے ضروری و نفع بخش ہے اور کس طرح غریبون کے لئے خیر عظیم کا سلسلہ جاریہ ہے اور غربا کی امداد اور صاحب احتیاج لوگون کے ساتھ ہمدردی کا کیسا افضل اور اعلیٰ طریقہ ہے، نماز اگرچہ عبادات مین سب سے مقدم ہے اور اوس مین بہت سے فوائد ہین، لیکن

زیادہ تر اُس کا فائدہ اپنی ہی ذات کے لئے ہے اور اُس سے صرف اپنے ہی نفس مین پاکی پیدا ہوتی ہے، لیکن زکوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اُس کا فائدہ جس طرح اپنے لئے ہے اُسی طرح دوسرے کے لئے بھی ہے، اپنے آپ کو ثواب عقبیٰ حاصل ہوتا ہے اور دنیا مین مال مین برکت و زیادتی ہوجاتی ہے۔

اور اس زکوٰۃ سے دوسرے شخص کی مشکلون اور مصیبتون مین کمی ہوجاتی ہے۔

اگرچہ قرآن مجید مین غریبون اور حاجتمندون کی امداد اور صدقات کی جابجا ترغیب دی گئی ہے، اور وہ لوگ جو خداوند کریم کی راہ مین کسی مسکین کو کھانا کھلاتے ہین یا کسی قیدی کی ہمدردی کرتے ہین یا اوس کی راہ مین کچھ خرچ کرتے ہین اون کو پرہیزگار کہا ہے اور اون کو اجر کا امیدوار کیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ نہ تو قیامت کے دن اون پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہون گے۔ لیکن یہ ایک اختیاری فعل ہے، مگر زکوٰۃ ایک حکم ہے اور ایسا حکم ہے کہ جس کے بجا نہ لانے پر سخت وعید ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کی شفاعت سے انکار فرمایا ہے جو زکوٰۃ نہین دیتا۔

زکوٰۃ ایک مالی امتحان ہے

جس طرح نماز ایک قسم کا امتحان ہے کہ وقت معینہ پر انسان تمام مصروفیتون اور کامون کو چھوڑ کر خدا کی طرف رجوع ہو جائے اور اس کی تقدیس بجالائے اپنی عبدیت کا اظہار کرے، اسی طرح زکوٰۃ بھی ایک مالی امتحان ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کے حکم سے اس کی راہ مین کس طرح اپنے مال کو خرچ کرتا ہے۔

زکوٰۃ کا پہلا راز

حضرت امام غزّالی فرماتے ہین کہ:-

" زکوٰۃ کے فرض کرنے مین یہ مصلحت بھی ہے کہ بندون کو خدا کی محبت کا حکم ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہین جو خدا کے ساتھ محبت کا دعویٰ نہ کرتا ہو بلکہ مسلمان پر تو یہ پہلا فرض ہے کہ کسی چیز کو حق تعالیٰ سے زیادہ دوست اور عزیز نہ رکھے غرض کوئی مسلمان ایسا نہین جو یہ دعویٰ نہ کرتا ہو کہ مین خدا کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکھتا ہون لیکن اس دعوے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اور چونکہ مال کو آدمی بہت عزیز رکھتا ہے اس لئے اُسے صرف کرانے سے خدا نے اپنی محبت کی آزمائش کی ہے۔ اس مالی امتحان مین پورے اُترنے والون کے بھی مختلف درجے ہین، آخری درجہ

اُن کا ہے جو اپنی دولت مین سے فی صدی ڈھائی روپیہ سالانہ کے حساب سے راہ خدا مین دیتے ہین۔

زکوٰۃ کا دوسرا راز

دوسری مصلحت اس مین یہ ہے کہ بخل کی نجاست سے دل پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح ظاہری نجاست نماز کے قریب جانے مین مانع ہے اسی طرح بخل کی نجاست دل کو خداوند صمد واحد کے قرب کے قابل نہین رکھتی اور جس طرح پانی نجاست کو دھو دیتا ہے اُسی طرح زکوٰۃ بخل کی نجاست سے دل کو پاک کرتی ہے

زکوٰۃ کا تیسرا راز

تیسری مصلحت یہ ہے کہ اس طرح خداوند کریم کی نعمتون کا شکر ادا کیا جاتا ہے کہ جب آدمی اپنے آپ کو مال و دولت کی بدولت مستغنی پاتا ہے اور دوسرے مسلمان بھائی کو درماندہ اور محتاج دیکھتا ہے تو وہ اپنے دل مین یہ بات سوچتا ہے کہ یہ بھی تو میری طرح خدا کا بندہ ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے اِس سے بے پروا کیا ہے۔ اور اُسے میرا حاجتمند بنایا تو مین اوس کے ساتھ مہربانی اور مدارات کرون، مبادا یہ میرا امتحان ہو اور اگر مین اس مین تقصیر کرون تو ایسا نہ ہو کہ خدا مجھے بھی ویسا ہی کر دے!!

امتحان کا نتیجہ

غور کرنے کی بات ہے کہ اس امتحان مین کامیاب ہونے سے خود بخود کیسے اعلیٰ اخلاق پیدا ہو جاتے ہین اور کیسے عمدہ طریقہ سے خدا کی اُن نعمتون کا جو محض اُسی کی مرضی سے ہمین نصیب ہوتی ہین شکر ادا ہو جاتا ہے اور کیسے با ضابطہ اور با اصول طریقہ سے غریبون کی امداد ہو جاتی ہے۔

ہر عبادت مین ایک فرحت ہے۔

خواتین! نماز پڑہنے کے بعد انسان کے قلب کو ایک خاص قسم کی فرحت محسوس ہوتی ہے اور اس کا یقیناً تم سب کو تجربہ ہو گا، ایسی ہی تم کو یہ تجربہ بھی ہوا ہو گا کہ جب خلوص نیت کے ساتھ محض خدا واسطے کسی غریب کی نمک کی ایک کنکری سے بھی مدد کی ہو گی تو اوس وقت دل کو ایک عجیب خوشی حاصل ہوئی ہو گی، فرحت اور خوشی وہ چیز ہے کہ جسکے لئے انسان مال و دولت ہی صرف نہین کرتا ہے بلکہ اپنی جان تک کو بھی ہلاکت مین ڈال دیتا ہے اور جو کچھ بھی اُس کے امکان مین ہوتا ہے اُوس کے کرنے سے دریغ نہین کرتا۔

زکوۃ کی فرحت دائمی

پس صلوۃ و زکوۃ مین تو وہ خوشی حاصل

ہوتی ہے جس کا تعلق نہ صرف دنیا کی فانی زندگی سے ہے بلکہ اس آخری وابدی زندگی سے بھی ہے جو اس جہان کے بعد دوسرے جہان میں شروع ہوگی جسکی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔

خواتین!

اگر ابدی خوشی کی تفصیل کی جاے تو ہزارون دفتر لکھدیئے اور بیان کردینے پر بھی ان کا تمام وکمال بیان نہین ہوسکتا لیکن اس کو اگر مختصر کیا جاے تو صرف لفظ جنت و رضاے الٰہی مین وہ تمام تفصیل آجاتی ہے کیونکہ جنت ہی وہ جگہہ ہوگی جہاں ہم کو ہر قسم کی خوشیان نصیب ہون گی اور کبھی رنج وغم ہمارے پاس نہ پھٹکے گا، اور رضاے الٰہی ہی وہ چیز ہے جسکی وجہ سے ہم کو ہر قسم کی راحت میسر آسکتی ہے۔

اللہ کے وعدے اور نماز وزکوٰۃ کا اجر وثواب۔	قرآن مجید مین خدا نے بندون سے وعدہ کیا ہے کہ :-

اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ	(اے اہل کتاب) اگر تم نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے سب پیغمبرون پر ایمان لاؤ اور اون کی مدد کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو تو مین تمہارے ساتھ ہون اور بے شک مین

قَرْضًا حَسَنًا لَّأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

تمہارے گناہ تمسے دور کر دون گا اور ضرور تمہین ایسے باغون مین داخل کرون گا جن کے درختون کے نیچے نہرین بہتی ہین -

اسی طرح اور بھی بہ کثرت آیات ہین جن مین زکوٰۃ کے اجر اور ثواب کا ذکر ہے لیکن یہان چند آیتون پر اکتفا کرتی ہون ، سورہ بقر مین حکم ہے کہ :-

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ

اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور یقین کر لو کہ جو نیکی تم اپنے لئے مرنے سے پہلے کرو گے اس کا ثواب تم اللہ کے یہان پاؤ گے -

پھر دوسری جگہ ارشاد ہے :-

وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا

اور نماز پڑھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والے یہی لوگ ہین جن کو ہم بڑا (اچھا) بدلہ دین گے"

پھر سورہ اعراف مین اپنی وسیع رحمت کا اس طرح وعدہ فرمایا ہے :-

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ

اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے پس عنقریب مین اسکو ان لوگون کیلئے مقرر کردون گا جو

يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	پرہیزگار ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور وہ لوگ
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝	جو ہماری آیتون پر ایمان لایا کرتے ہین

اسی طرح سورۂ توبہ مین اپنی رحمت کا امیدوار کیا ہے :-

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ	اور جو نماز پڑھتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ	اور اللہ اور اوسکے رسول کی اطاعت کرتے ہین
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ	یہی لوگ ہین کہ عنقریب اللہ اون پہ مہربانی
سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ	کریگا۔

سورۂ مومنون مین ان شخصون کو کامیاب بتایا ہے جو زکوۃ دیا کرتے ہین

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ	بے شک کامیاب ہین گے وہ ایماندار جو اپنی
هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَ	نماز مین خشوع کرتے ہین اور وہ جو بیہودہ باتون سے
الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ	منھ پھیرنے والے ہین اور وہ جو زکوۃ کے ادا
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝	کرنے والے ہین۔

تو خواتین ! بتاؤ کہ کون شخص ہے جو بنی نوع انسان کی ہمدردی ، اپنے اقربا کی امداد اور دل ریش اور مصیبت زدہ یتیمون کی مدد ، مسکینون اور مسافرون کی ہمدردی ، اور غلامون کی آزادی مین اپنی کثیر دولت سے ایک خفیف حصہ صرف کرکے خدا کی وسیع رحمت ، اوس کی مہربانی اور

دین و دنیا کی کامیابیون کے حاصل کرنے کا خواہشمند نہ ہوگا

زکوٰۃ انسانی ہمدردی ہے زکوٰۃ دراصل ایک ایسا حکم ہے جس کا مقصود انسانون کے ساتھ ہمدردی کرنا ہے اور چونکہ خداوند کریم نے انسان مین جتنی صفتین پیدا کی ہین ان مین دوسرون کے ساتھ ہمدردی کی صفت کو بہت پسند فرمایا ہے اور وہ کبھی اُس شخص پر رحم نہین کرتا جو دوسرون پر رحم نہین کرتا، اور چونکہ زکوٰۃ دراصل ہمدردی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے تو جس طرح کہ اوس نے انبیاء سابقین کی امتون پر اپنی اور عبادت فرض کی اُسی طرح زکوٰۃ بھی فرض کی، چنانچہ سورۂ مریم مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ارشاد ہے :-

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّاہ	اللہ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک مین زندہ رہون -

اسی طرح اسی سورۃ مین جہان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا تذکرہ ہے وہان اون کی تعریف یون کی گئی ہے :-

وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّاہ	اور (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) اپنے کُنبے کو نماز (پڑھنے) اور زکوٰۃ (دینے) کا حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کی ہمیشہ ایسے احکام رہے ہین جن کی خدا نے سخت تاکید فرمائی ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے کی سخت وعید

جو لوگ زکوٰۃ نہین دیتے اون کی نسبت قرآن مجید مین جو سخت وعید ہے اُسے اگر ذرا بھی غور سے دیکھا جائے تو انسان کے جسم اور دل ودماغ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ
لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ
يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ
جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ
وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ
هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ
فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہین
اور اسکو خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے تو
(اے پیغمبر) ان کو روز قیامت کے عذاب
درد ناک کی خوشخبری سنا دو جب کہ اُس (سونے
چاندی) کو دوزخ کی آگ مین (رکھکر) تپایا جائے گا
پھر اس سے ان کے ماتھے اور اُن کی کروٹین
اور اون کی پیٹھین داغی جائین گی اور اونسے
کہا جائے گا کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے
(دنیا مین) جمع کیا تھا تو آج اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو

اسی طرح ایک حدیث کا مضمون ہے کہ "جو شخص سونا چاندی رکھتا ہے اور زکوٰۃ نہین دیتا قیامت کے دن اوسی سونے

چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی اور وہ دوزخ کی آگ میں گرم کی جائیں گی۔ اور ان تختیوں سے ان کے پہلو، پیشانی پیٹھ داغ دیئے جائیں گے، اور جب ٹھنڈے ہو جائیں گے تو پھر گرم کئے جاویں گے اور پھر داغے جائیں گے، غرض کہ یہ عذاب پچاس ہزار برس تک رہے گا جب تک کہ ان کیلئے بہشت یا دوزخ میں جانے کا فیصلہ نہ ہو جائے گا۔"

عورتیں زکوٰۃ کی طرف توجہ کریں

خواتین! کیا ان عذابوں سے کوئی اور عذاب بھی دردناک ہو سکتا ہے اور کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ مسلمان محض ذرا سے مال کی خاطر اپنے آپ کو قیامت کے دن اس عذاب کا مستوجب بنالیں، خصوصاً خواتین کو اس طرف بہت زیادہ توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ قابل زکوٰۃ چیزوں میں سے سونے چاندی اور گوٹے وغیرہ کا زیادہ تر استعمال عورتیں ہی کرتی ہیں۔

غیر مزکی زیور باعث ہلاکت ہے

یہ ایک صحیح روایت ہے کہ دو عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جن کے ہاتھوں میں سونے کے دو کڑے تھے، آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم اس کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو یا نہیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ

ہم تو زکوٰۃ نہین دیتے ، تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ تم کو اللہ تعالی آگ کے دو کڑے پہنائے اونہون نے کہاکہ نہین ہرگز نہین ، آپ نے فرمایا کہ تم ان کی زکوٰۃ دو ۔

ایسی ہی ایک روایت حضرت ام سلمہؓ سے ہے ، حضرت ام سلمہ نے کہاکہ مین ایک سونے کا زیور استعمال کرتی تھی مینے آنحضرتؐ سے دریافت کیاکہ کیا یہ وہ کنز (خزانہ) ہے جس پر قرآن مین وعید شدید آئی ہے ، آپ نے فرمایاکہ ہان اگر اسقدر ہوکہ جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاے اور زکوٰۃ ادا کردی گئی تو وہ کنز موجب وعید نہین ہے ۔

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو عورتین بغیر زکوٰۃ ادا کئے ہوے زیور پہنتی ہین وہ دراصل سونے اور چاندی کا زیور نہین ہوتا بلکہ آگ کا زیور ہوتا ہے ۔ اور اگرچہ وہ ظاہر مین اون کے تفاخر اور خوشی کا باعث ہوتا ہے لیکن اصل مین وہ عذاب الیم کا ذریعہ بنتا ہے ۔

اداے زکوٰۃ مین عجلت ضروری ہے ۔	اداے زکوٰۃ مین یہ التزام بھی ضرور رکھنا چاہئے کہ وقت معین پر زکوٰۃ ادا

کردی جایا کرے اور ادا کرنے مین جس قدر جلدی ممکن ہو کی جاے کیونکہ کسی کو یہ نہین معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا اتفاقات پیش آنے والے ہین اور ممکن ہے کہ ان اتفاقات کے پیش آنے سے وہ واجب زکوٰۃ ادا نہ کر سکے اور مؤاخذہ حشر اور عذاب الٰہی مین گرفتار ہو۔

زکوٰۃ کا وقت

اگر وقت وجوب زکوٰۃ پر کسی وجہہ سے زکوٰۃ ادا نہین کی گئی ہے تو اوسکی زکوٰۃ دینے کا ایسا مہینہ اور وقت بہتر ہے جس مین کوئی خاص فضیلت ہو اور اون دنون مین معمولی دنون کے مقابلہ مین مسلمانون کو بھی زیادہ ضرورت ہو اور اوس سے مدد ملے، مثلاً محرم یا رمضان المبارک، یا ذی الحجہ مین ادا کی جاے، محرم سنہ ہجری کا شروع مہینہ ہے۔ رمضان کی جو فضیلت ہے وہ محتاج بیان نہین اسی مہینہ مین قرآن نازل ہوا ہے، اور اسی مہینہ مین شب قدر ہے، اور اس مہینہ مین معمولی مہینون سے کچھ زیادہ ہی مسلمانون کو ضرورت ہوتی ہے اگر ذی الحجہ مین دی جاے تو بہتر یہی ہے کہ اول کے دس روز مین دے اور اگر رمضان مین دی جاے تو آخری دنون مین دی جاے۔

زکوٰۃ کس کو دی جائے | زکوٰۃ اوس شخص کو دی جاے جو مسلمان ہو لیکن بنی ہاشم یعنی عباسی و علوی و سید نہ ہو، خود صاحب نصاب نہ ہو، نہ ایک شخص کو اس قدر زکوٰۃ دینا درست ہے کہ وہ اُس کی وجہ سے صاحب نصاب ہو جاے یعنی خود اوس پر زکوٰۃ واجب ہو جاے بلکہ اتنی زکوٰۃ دینا مکروہ ہے اپنے حقیقی باپ، دادا، پردادا، دادی، پردادی، مان، اور مان کے باپ دادا وغیرہ کو اور اپنے بیٹے، پوتے، پروتے، بیٹی، اور نواسی، نواسے وغیرہ کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہین ہے، شوہر اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہین دے سکتا لیکن حضرت امام محمد اور امام ابویوسف کے نزدیک بیوی شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ انکے سوا اپنے اور رشتہ دارون کو جو غریب اور مستحق زکوٰۃ ہون مثلاً بہن، بھائی، بہو، داماد کو یا اوس کی اولاد کو جو زکوٰۃ دینے والی کی بیٹی سے نہ ہو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے، اسی حکم مین سسرالی رشتہ دار بھی شامل ہین۔

پہلے از روے ترتیب چچا اور پھوپی، پھر ماموں، خالہ پھر اون کی اولاد کو پھر ہمسایون کو پھر ہم وطنون کو زکوٰۃ دینا افضل ہے، اگر جان بوجھ کر ایسے شخص کو جس کا تعلق اپنی

ذات سے ہے اور وہ مستحق نہین ہے زکوٰۃ دیدی جاے گی تو وہ ادا نہوگی بلکہ دوبارہ دینی پڑیگی۔

خاندان کی بیواؤن، یتیمون اور معذورون کو (بشرطیکہ اون کو زکوٰۃ لینا جائز ہو) زکوۃ دینا دوسرون سے افضل ہے، لیکن چونکہ اون کے دینے مین اکثر یہ امر مانع آتا ہے کہ اعزاے قریب پر اگر یہ ظاہر کردیا جاے کہ وہ رقم زکوٰۃ دے رہے ہین تو وہ ازراہ غیرت وحمیت لینے سے انکار کردیتے ہین ایسی صورت مین کچھ ضرورت نہین ہے کہ اون کو یہ ظاہر کرکے دی جاے کہ یہ رقم زکوٰۃ ہے بلکہ کسی حیلہ سے اون کو دیدی جاے اور دل مین یہ نیت رکھی جاے کہ یہ رقم زکوٰۃ ہے، زکوٰۃ دیتے وقت اس بات کا اطمینان کرلیا جاے کہ جسکو دی جاے اوسکو زکوٰۃ دینا درست بھی ہے یا نہین، تعمیر مسجد یا کفن میت یا میت کے قرض ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ درست نہین ہے۔

بہرحال جن لوگون کو زکوٰۃ دینی چاہیے اوس کی تفصیل کلام مجید کی اس آیت مین صاف موجود ہے:۔

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ	خیرات کا (مال) تو بس فقیرون کا حق

لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور محتاجون کا اور اُن کارکنون کا جو (مال خیرات کے وصول کرنے) پر (تعینات) ہین اور اون لوگون کا جن کے دلون کو محبت اسلام پر ثابت رکھنا منظور ہے (ان مصارف مین مال خیرات یعنی زکوٰۃ کو خرچ کیا جاے) اور (نیز قید غلامی سے غلامون کی) گردنون (کے چھڑانے) مین اور قرضدارون (کے قرضہ) مین اور (نیز) خدا کی راہ (یعنی مجاہدین کے سازو سامان) مین اور مسافرون (کے زاد راہ) مین (یہ حقوق) اللہ کے ٹھہراے ہوے (ہین) اور اللہ جاننے والا (اور) صاحب تدبیر ہے -

اگرچہ اس آیت کی رو سے وہ آٹھ قسم کے لوگ ہین جن کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا چاہئے لیکن اس وقت اور اس زمانہ اور اس ملک مین نہ عاملین زکوٰۃ موجود ہین اور نہ قید غلامی سے غلامون کے چھڑانے کی ضرورت ہے اس لئے اس کا مصرف فقط فقرا، مساکین اور اون لوگون پر جن کے دلون کو اسلام کی طرف راغب رکھنا منظور ہے اور قرضدارون کے قرضہ مین

اور مسافرون کے زادراہ مین ہی ہوسکتا ہے ۔

ہمنے اوپر جن اعزہ اور اقرباکو زکوٰۃ دیئے جانے کا ذکر کیا ہے ان مین بھی اس بات کا دیکھنا سب سے مقدم ہے کہ وہ فقیر ومسکین کے حکم مین داخل ہین یا نہین ۔

فقیر کی تعریف

فقیر کی تعریف یہ ہے کہ اوس کے پاس اتنا تھوڑا مال ہو کہ اوس کی حاجتین پوری نہ ہوسکین مثلاً زر نقد یا سونا چاندی کی قسم سے قدر نصاب سے کم ہو اور وہ بھی اوسکی حاجتون کو کافی نہو یا اور قسم کا مال خواہ قدر نصاب سے زائد ہو مگر ایسا ضروری ہو کہ اُس کو بیچ نہین سکتا ایسا شخص اگرچہ حاجتمند ہوتا ہے مگر سوال کرنا اوسکو جائز نہین اس لئے کہ جس کے پاس ایک دن کی خوراک اور بدن ڈھک لینے کا کپڑا ہو اوس کو سوال کرنا جائز ہے ، مگر ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا جائز ہے مثلاً اگر کسی عالم کے پاس کتابین بمقدار نصاب سے زائد قیمت کی ہون اور وہ پڑھنے پڑھانے مین اون کتابون کا محتاج ہو تو باوجود اون کتابون کے وہ فقیر ہے اور زکوٰۃ لینا اوس کو جائز ہے اسی طرح پیشہ ور اپنے پیشہ کے ضروری آلات اور کاشتکار اپنی کاشت کے جانور اگرچہ

قدر نصاب سے زائد رکھتے ہون تب بھی وہ فقیر کے حکم مین ہین اور زکوٰۃ لینا اون کو جائز ہے۔

مسکین کون ہے | مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور اوس کو اپنے کھانے یا بدن ڈھکنے کے لایق کپڑے کے لئے سوال کرنا جائز ہو۔

امام شافعیؒ کے نزدیک فقیر و مسکین کے معنی اس کے برعکس ہین یعنی وہ پہلی حالت والے کو مسکین اور دوسری حالت والے کو فقیر کہتے ہین اور بعض کے نزدیک فقیر و مسکین دونون ایک معنی مین مستعمل ہین، اون کے نزدیک ہر حاجتمند پر جس کو زکوٰۃ لینا جائز ہو فقیر اور مسکین دونون کا استعمال ہوتا ہے؛ خواہ اوسکو سوال جائز ہو یا نہو۔

مؤلفۃ القلوب کی تعریف | مؤلفۃ القلوب وہ لوگ ہین جن کو اسلام کی طرف تالیف قلب کرکے (یعنی اون کے دلون کو پرچاکر) لایا جاتا ہے بے شک اس وقت موجود ہین اور زکوٰۃ کے اس مصرف کی سخت ضرورت ہے، مین پہلے مؤلفۃ القلوب کی حقیقت بیان کرکے اس ضرورت کو ثابت کرون گی، مؤلفۃ القلوب زمانہ نبوت مین وہ لوگ تھے جن کی کسی مصلحت کی وجہہ سے تالیف کی جاتی تھی

اور مال صدقہ اور غنیمت مین سے بغرض مصلحت اون کو دیا جاتا تھا
کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کافرون کو
بھی مال دیا ہے کہ وہ اس کے لالچ مین مسلمانون سے میل
جول رکھین اوراس صورت مین شاید خوبی اسلام سے
واقف ہوکر مسلمان ہو جائین ، بعض کافرون کو اس
مصلحت سے بھی مال دیا گیا ہے کہ اون کا شر دفع ہو جاے
بعض لوگ مسلمان تو ہو جاتے تھے مگر اون کے دل مین
اسلام کا اعتقاد ضعیف ہوتا تھا اون کو بھی بغرض تالیف قلب
مال دیا جاتا تھا کہ رفتہ رفتہ وہ پکے مسلمان ہوجائین۔

آجکل کا ضروری مصرف زکوٰۃ

آج بھی یورپ اور نیز ہندوستان مین
جس قدر تبلیغ مذاہب کے مشن قائم ہین ان کو اگر دیکھا جاے
تو وہ مسلمانون کے اسی اصول کے اوپر قائم ہین اور لاکھون
روپیہ سالانہ خرچ کرتے ہین مگر مسلمانون نے اشاعت اسلام
کے سب سے ضروری مصرف کی طرف سے قطع نظر کرلی ہے اور
سمجھہ لیا ہے کہ یہ مصرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ ہی مین ختم ہوگیا۔

بعینہ جو مصرف اشاعت اسلام کے ابتدائی زمانہ مین تھا اور جس

طریقہ سے کہ اُس مین زکوٰۃ کا روپیہ صرف ہوتا تھا وہی مصرف
آج بھی مسلمانون مین موجود ہے اور خصوصاً قابل تعریف مسلمانون کا
جو گروہ کہ انگلستان مین بیٹھکر کام کر رہا ہے اوس کا حق ہے
کہ وہ ایسے روپیہ سے مدد حاصل کرے، کیونکہ اسلامی
مشن کو پہلی ضرورت یہ ہوتی ہے کہ وہ غیر مذہب کے لوگون
کے لئے ایسا انتظام کرین کہ وہ اون کے پاس آکر بیٹھین
ٹھیرین، اون کی خاطر کی جاے اور اون پر اسلام کی تبلیغ
کی جاے، اس کے بعد جو مسلمان ہون اور جب تک کہ وہ
اتنے پختہ عقائد کے ہو جائین کہ کوئی تکلیف اون کو متزلزل نہ کر سکے
اوس وقت تک اون کے کسب معاش کے لئے کچھ انتظام
کیا جاے، اسی طریقہ سے ہندوستان مین بھی جا بجا
ایسی انجمنین اور جماعتین قائم ہو سکتی ہین۔

اکثر سُنا گیا ہے کہ بہت سے نومسلم محض اس وجہ سے پھر
مرتد ہو جاتے ہین کہ وہ ابتدائی تکلیفون کا تحمل نہین کر سکتے اور
مسلمان اون کے لئے کوئی انتظام نہین کرتے حالانکہ دوسری
قومین اور دوسرے مذہب والے اون کی معاش حاصل
کرنیکے ذرائع پیدا کرتے ہین اور اون کو مدد دیتے ہین، ایسے

نومسلمون کو زکوٰۃ دینا تقویت اسلام کا موجب ہے۔

قرضدار اور غارمین | غارمین سے وہ قرضدار مراد ہین جن کے پاس کوئی مال اوس قرضہ سے زائد نہ ہو اور اس قرضہ کے اداکرنے سے وہ عاجز ہون، بعض فقہانے یہ قید لگائی ہے کہ صدقہ کے مال مین سے اون قرضدارون کو دیا جاے جنہون نے فضول خرچی یا برے کامون کے لئے قرض نہ لیا ہو، لیکن اس قول کو ترجیح ہے کہ اگر ایسے لوگ معصیت گناہ، یا فضول خرچی سے توبہ کرلین تو اون کو دینا جائز ہے اور خصوصاً ایسے قرضدار جن کو دراصل وہ قرضہ بطور تاوان کے دینا پڑتا ہو زیادہ مستحق ہین

فی سبیل اللہ کی تعریف | فی سبیل اللہ زکوٰۃ کا ایک بڑا وسیع مصرف ہے اس وسیع مصرف مین اس وقت اسلام اور مسلمانون کے لئے جس مد مین خرچ کرنا سب سے زیادہ ضروری ہو اُسی مین بہ پابندی قواعد شرعیہ خرچ کرنا چاہیئے۔

مفلسی بڑی ذلت ہے | دنیا مین عام طور سے بھیک مانگنے اور سوال کرنے کو سب سے زیادہ ذلت سمجھا گیا ہے اور آنحضرت صلعم نے سوال کو جس مین ذلت و مسکینیت شامل ہو دونون جہان کی روسیاہی سے تعبیر کیا ہے، ایک حدیث ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "آدمی ہمیشہ مانگتا پھرتا ہے یہان تک کہ وہ قیامت کے روز آئے گا ایسی حالت ہین کہ اُسکے چہرہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا نہ ہوگا اور سورج قیامت کے دن قریب ہوگا یہان تک کہ پسینہ نصف کان تک پہونچ جائیگا یعنے جس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا اوس کو سورج کی گرمی بہت زیادہ محسوس ہوگی۔

اب اس حالت کو دیکھو کہ سب سے زیادہ گداگری کی لت مین مسلمان ہی مبتلا ہین اور اتنے مبتلا ہین کہ بہت سی جگہہ بچون کو بطور پیشہ کے گداگری سکھائی جاتی ہے۔ سخت افسوس ہے کہ جہان مسلمانون کی اور خوبیان زائل ہوگئی ہین وہان یہ غیرت وحمیت بھی جاتی رہی ہے چونکہ بھیک مانگنا فی نفسہ نہایت سخت ذلت کا باعث ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد اور کُل اولاد ہاشم پر زکوٰۃ وصدقہ حرام کردیا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام بچپن کے زمانہ ہین آپ کے پاس بیٹھے ہوے تھے اوس وقت صدقے کے کچھ خرمے آئے تھے تو اونہون نے ایک خرمہ اُٹھا کر مُنہہ مین رکھنا چاہا

آپ نے اون کو منع کیا کہ نہین نہین یہ تمہارے لئے حرام ہے
مگر آج وہی لوگ جو اپنے آپ کو آل ہاشم کہتے ہین اور اپنے لئے
اس نسبت کو فخر کا ذریعہ قرار دیتے ہین اور حقیقتاً فخر کا باعث ہے
وہی اپنے آپ کو سب سے زیادہ ایسے صدقات کا مستحق سمجھتے ہین
لیکن یہ مطلب نہین ہے کہ احسان اور ہدیہ کے طور پر بھی اون کو
کچھ نہ دیا جاے جو صدقہ ان کے لئے ممنوع ہے وہ زکوٰۃ، صدقہ
فطر اور کفارہ ہے اور صدقہ نفل اس قسم کا صدقہ ہے جس کی
بنیاد ہی ہمدردی اور حاجتمندون کی حاجت روائی پر ہے
اس لئے وہ احتیاج کی صورت مین اسکے مستحق ہین۔

زکوٰۃ کا ایک اور مصرف — اللہ کی راہ مین خرچ کرنے کی ایک اور شکل یہ بھی
ہے کہ اس قسم کے مسلمانون کے لئے ایسا انتظام کیا جاے
کہ وہ اپنی روزی آپ کمانے کے قابل ہوسکین، یتیم خانے
بناے جائین جن مین یتیم بچون کی پرورش ہو اور وہ جب اپنے
پاؤن پر کھڑے ہونے کے قابل ہون تو اون مین اتنی استعداد
اور قابلیت آجاے کہ وہ اپنی روزی کو خود پیدا کرسکین۔

زکوٰۃ کا تیسرا ضروری مصرف — تعلیم کی جو مشکلات ہین اور جس طریقے سے
کہ مسلمانون کے بچے جاہل رہ جاتے ہین وہ ایک بڑی دردناک

داستان ہے وہ ہر طرف مدد کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہین لیکن اون کو مدد نہین ملتی اور بالآخر مجبور ر ہ کر وہ تعلیم چھوڑ دیتے ہین اور ذلت کی زندگی بسر کرتے ہین ، اگر زکوٰۃ کی مد سے اون کو وظائف ہی مقرر کئے جائین اون کو کتابون کی امداد دیجاے اون کی فیسین ادا کی جائین ، اون کے لئے ایسے مدرسے جاری کئے جائین جن مین اون کو آسانی کے ساتھ ارزان تعلیم ملے تو یہ بھی خدا کی راہ مین ہی ایک مصرف ہے ، یہ مصرف زکوٰۃ اوس وقت جائز ہوگا جب کہ اس تعلیم مین تعلیم دینیات کا کم از کم اتنا حصہ شامل ہو جس سے عقاید و ارکان اور ضروریات مذہب پر عبور ہو جاے ۔

زکوٰۃ کا بڑا مقصد جو قرار دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ فقرا اور غربا کو مدد پہونچے اور غنی اور دولتمند (جو خدا کے فضل ہی سے غنا اور دولت حاصل کرتے ہین) وہ اسی کی راہ مین اوس کے غریب بندون پر صرف کرین جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے :۔

تُوخَذُ مِنْ اَغْنِيَاۤئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَاۤئِهِمْ	اون کے مالدارون سے لیا جائیگا اور اونکے فقیرون کو دیا جاے گا "

زکوۃ کی نیت | چونکہ اسلام نے اعمال کا دار و مدار نیت پر
رکھا ہے، اس لئے زکوۃ مین بھی نیت کا ہونا ضروری شرط ہے
لیکن اس مین اتنی وسعت ہے کہ جس وقت رقم زکوۃ اصل
مال سے جدا کی جاے اوس وقت نیت کر لی جاے،
ایسی صورت مین اگر دیتے وقت نیت نہ بھی کی جاے تو کوئی
مضائقہ نہین، لیکن بغیر نیت زکوۃ کے اگر کوئی زکوۃ دی جائیگی
تو وہ چیز زکوۃ کے حکم مین داخل نہ ہوگی۔

ایک ضروری مسئلہ | اگر کسی دوسرے شخص کو زکوۃ کا روپیہ
مستحقین کے دینے کے لئے دیا جاے تو اوسے اختیار ہے
کہ وہ خود کسی مستحق کو دے یا کسی تیسرے شخص کی معرفت ادا کراے
اوسکو یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے مستحق مان باپ اور دیگر اعزا کو
دیدے۔ جس شخص کو روپیہ یا کوئی چیز دی جاے تو اوسے خود اس
روپیہ کا لینا درست نہین ہے، اگرچہ مستحق ہی کیون نہ ہو، ہان
اگر دینے والا اسے اجازت دیدے کہ وہ جس کو چاہے دے
یا جس کام مین چاہے صرف کرے یعنی ایسے الفاظ مین سپرد
کر دے جو اوسکو خود مختار کرتے ہین تو اپنے اوپر صرف
کرنا درست ہے، اس بات کے ظاہر کرنے کی بھی ضرورت

نہین ہے کہ زکوٰۃ کس کی جانب سے دی جاتی ہے ، زکوٰۃ کیلئے
بہتر یہ ہے کہ جہان کا مال ہو اُسی جگہہ صرف کیا جائے کیونکہ
اوسی مقام کے لوگ جو قریب تر ہوتے ہین امداد کے زیادہ
مستحق ہین ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے
کہ " جس بستی کے تونگرون سے زکوٰۃ لی جائے وہین کے فقرا کو
تقسیم کردی جائے "

زکوٰۃ کے اقسام وشرائط کا یاد رکھنا ضروری ہے ۔

خواتین !
ہر مسلمان کو جس طرح نماز کے فرائض
وارکان یاد رکھنے ضروری ہین اسی طرح زکوٰۃ کے شرائط
واقسام کا بھی یاد رکھنا ضروری ہے کیونکہ بغیر ان باتون کے
جاننے کے اچھی طرح اور باقاعدہ طور پر یہ فرض ادا نہین ہوسکتا
مین نے اپنی اس تقریر مین تمام اصولی باتین بیان کی ہین جنکو
سمجھ لینا چاہئے ، اور قصداً تفصیل کو بیان نہین کیا ہے
کتب مسائل مین سب موجود ہین ۔

جنس نقد کی زکوٰۃ

البتہ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ سونا ، چاندی
یا روپے ، اشرفی وغیرہ کو ملک مین آئے ہوئے پورا ایک سال

گذر جاے اور تعداد مقدار بھی نصاب کے مطابق ہو تو گویا جس وقت
کہ نصاب پورا ہو جاے اور ایک سال گذر جاے اوس وقت سے
زکوٰۃ فرض ہوگی۔

جانورون کی زکوٰۃ

اسی طرح چوپایہ جانورون مین بھی نصاب اور مدت گذرنے پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے بکریون مین چالیس راس کا بھینس، گاے، بیل مین ۳۰ راس کا اونٹون مین پانچ راس کا نصاب ہے، لیکن جانورون کی نصاب کے فرض ہونے مین یہ ضروری ہے کہ وہ گھر مین نہ پلتے ہون بلکہ چھ ماہ سے زائد جنگل مین چرتے ہون۔

کھیتی کی زکوٰۃ

کھیتی مین بھی زکوٰۃ ہے اسکو عُشر کہتے ہین، اوس کے لئے سال گذرنا شرط نہین اور اس کا کوئی نصاب بھی مقرر نہین ہے بلکہ پیداوار کا دسوان حصہ زکوٰۃ ہے بہ شرطیکہ اوس مین جو کچھ پیدا ہوا وہ بارش، تالاب، یا نہر کے پانی یا زمین کی تری سے ہو لیکن جس کھیتی کی کنوین سے آبپاشی کی جاتی ہو اوس مین بیسوان حصہ قرار دیا گیا ہے۔ شہد مین دسوان حصہ ہے۔ کھجور منقّی اور دیگر پھلون کا وہی حکم ہے جو کھیتی کا حکم ہے۔ سواری کے گھوڑون اور کاروبار کے

گدہون ، خچرون کا رہنے کے مکانون اور سبز ترکاریون پر بھی مثل دیگر کھیتی اور پہلون کے زکوٰۃ واجب ہے ، البتہ جواہرت اور موتیون پر زکوٰۃ واجب نہین ہے

زکوٰۃ کی اہمیت وتاکید خواتین ! اتنی تقریر کے بعد کم از کم تم کو یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ زکوٰۃ کا حکم کس قدر مؤکد اور مسلمانون کی بھلائی کے لئے کیسا ضروری کام ہے ، قرآن مجید مین نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اس امر پر مامور کیا گیا ہون کہ لوگون سے جہاد کرون یہانتک کہ وہ توحید اور رسالت کا اقرار کرین ، نماز قائم کرین اور زکوٰۃ دین ، پس جب وہ لوگ یہ کرنے لگین گے تو مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال کو بچالین گے مگر حق اسلام اور حساب اون کا خدا پر ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت مین اکثر لوگون نے جب زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو آپ نے اُن کے مقابلہ مین جہاد کی تیاری فرمائی ، حضرت فاروق اعظم اعتراض کیا کہ جو لوگ کلمہ پڑھتے ہین آپ اون سے کیونکر جہاد

کرسکتے ہین ، یہ سن کر آپ نے خشمگین ہوکر جواب دیا کہ
خدا کی قسم مین اون لوگون سے لڑون گا جو نماز اور زکوٰۃ
مین تفریق کرتے ہین ، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے ،
خدا کی قسم اگر ایک بکری کا بچہ جسکو وہ لوگ رسول اللہؐ کو
دیتے تھے روک رکھین گے تو مین اون سے اون کے روک رکھنے پر
جہاد کرون گا۔"

اب اس تاکید اور اس واقعہ اور اس ضرورت سے
سمجھ لینا چاہیئے کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا کس قدر قوم کے لئے اہم چیز ہی
یہ صحیح ہے کہ اگرچہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے جب اونھون نے
بذریعہ محصلین کے بیت المال مین زکوٰۃ کا جمع کرنا بند کر دیا
اور بطور خود ادا کرنے کا حکم دے دیا تو کوئی ذریعہ اوس کی
باقاعدہ وصولی کا نہین رہا اور نہ کسی کو یہ خوف رہا کہ اوسکے
ادا نہ کرنے کا دنیاوی مواخذہ ہوگا۔ لیکن وہ سب سے بڑا سمیع
و بصیر اور علیم و خبیر تو سنتا، دیکھتا، جانتا، اور خبر رکھتا ہی۔

خاتمہ تقریر | خواتین!

اب مین زکوٰۃ کے متعلق اپنی تقریر ختم کرتی ہون اور
آئندہ صدقات کی تاکید اور ضرورت و فضائل کو بیان کرونگی۔

زکوۃ و صدقہ کا فرق | اس موقع پر یہ بات بھی سمجھہ لینی چاہئے
کہ زکوۃ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے مگر اس کو معین اور فرض
کر دیا گیا ہے باقی صدقات سوائے عیدالفطر کے کوئی واجب
اور معین نہین ہین اور اون کا بیان انشاء اللہ تعالی نہایت
تفصیل کے ساتھ کرون گی ÷



صدقات

خواتین! مالی عبادت مین زکوٰۃ و صدقات واجبہ کے بعد صدقۂ نفل کا درجہ ہے، اور زکوۃ و صدقہ کا فرق مین گذشتہ تقریر مین بتا چکی ہون، مگر زیادہ صاف طور پر سمجھنے کے لئے یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ صدقہ نفل ہر شخص دے سکتا ہے اور زکوۃ اوسی پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو۔ اور باستثناء غنی آدمی کے ہر شخص لے سکتا ہے، خواہ وہ سید یا بنی ہاشم ہی ہو، اس کی کوئی مقدار اور تعداد معین نہین ہے نہ اسکا کوئی وقت مقرر ہے نہ اس کے لئے کسی نصاب پورے ہونے کی ضرورت ہے، چنانچہ ایک صحابیہ فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ | بے شک مال مین سوائے زکوۃ کے حق ہے

پھر حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہین کہ آپنے یہ آیت تلاوت کی

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ | (مسلمانو) نیکی یہی نہین کہ (نماز مین) اپنا منھ

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ

مشرق یا مغرب کی طرف کرلو بلکہ (اصل نیکی) تو اُن کی ہے جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتون اور (آسمانی) کتابون اور پیغمبرون پر ایمان لائے اور مال (عزیز) اللہ کی محبت مین رشتہ دارون اور یتیمون اور محتاجون اور مسافرون اور مانگنے والون کو دیا اور (غلامی وغیرہ کی قید سے) لوگون کی گردنون (کے چھڑانے) مین دیا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے -

پس اس حدیث اور اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ زکوٰۃ کے علاوہ دیگر صدقات بھی ہین جن کا ادا کرنا مسلمانون کیلئے خیر و برکت کا موجب ہے -

صدقہ کا راز | ان دونون کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کرنے مین ایک یہ بھی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ خدا کی محبت مین مال صرف کرنا ایمان کی ایک نشانی ہے اور ممکن ہے کہ ایک آدمی ایسا ہو جس پر زکوٰۃ واجب نہ ہو لیکن وہ خدا کی راہ مین کچھ خرچ کرنا چاہتا ہو تو اس طرح خرچ کرنے سے وہ خدا کی محبت کا ثبوت دے سکتا ہے اور دوسرا آدمی ایسا ہو کہ زکوٰۃ

دینے کے بعد بھی اوس کے پاس اتنی دولت ہو کہ وہ دوسرے
نیک کاموں مین صرف کر سکے تو وہ اجر کا امیدوار رہے
اور خدا کی راہ مین صرف کرنے کو محدود نہ سمجھ لے، کہ
زکوۃ کی رقم سے زیادہ خرچ ہی نہ کرے، اسی لئے زکوۃ
وصدقۂ فطر وغیرہ (صدقات واجبات، جو صدقہ کی مختلف قسمین ہین)
واجب کی گئین اور باقی جس طریقہ پر کہ نیکی کے لئے خدا کی
راہ مین صرف کیا جاے وہ تمام صرف صدقہ مین شمار
کیا گیا ہے۔

صدقہ کی تعریف | اسی لئے صدقہ کی تعریف ان لفظون مین کی گئی ہے
کہ خدا کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے جو کچھ خرچ کیا جاے
وہ صدقہ ہے۔

صدقہ کا اجر و فائدہ | چونکہ صدقہ حاجتمندون کی امداد کے لئے
بڑا مفید طریقہ ہے اس لئے خداوند کریم نے جا بجا اپنے بندون کو
اس کی ترغیب دی ہے، اس کے اجر بتاے ہین اور اوسکو
اپنی محبت کا ایک ثبوت قرار دیا ہے اور اوس مال مین
برکت دینے کا وعدہ کیا ہے جس مین سے اس کی راہ مین بطور
صدقہ خرچ کیا جاے، چنانچہ سورۂ بقر مین ارشاد ہے:-

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ
اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ
كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ
وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ

اون لوگون کے مال کا حال جو اللہ کی راہ مین اپنے مال کو خرچ کرتے ہین اوس دانے کی مثل ہے جو سات بالیان نکالے اور ہر بالی مین سو دانے ہون (یعنی ایک چیز کا ثواب سات سو گنا ملیگا) اور اللہ جسکے لئے چاہتا ہے اس سے بھی بڑہا دیتا ہے۔

پھر اسی سورہ بقر مین کیسے محبت بھرے ہوے لفظون مین وہ فرماتا ہے :۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ
وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ
اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ
یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ
لَا تُظْلَمُوْنَ ○

اور تم لوگ (اپنے) مال مین سے (جو کچھ بھی خیرات کے طور پر) خرچ کروگے سو اپنے لئے اور تم تو خدا ہی کی رضاجوئی کیلئے خرچ کرتے ہو اور (اپنے) مال مین سے جو کچھ بھی (خیرات کے طور پر) خرچ کروگے (قیامت کے دن) تم کو پورا پورا بھر دیا جاے گا اور تمہارا (کچھ) حق نہ مارا جاے گا۔

دیکھو اس آیت مین اوس نے کیسے عمدہ لفظون مین اپنی رضاجوئی کا طریقہ بتا دیا ہے پھر وہ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ	اے ایمان والو اپنی پاک کمائیون اور اوس چیز سے جو ہم نے تمھارے لئے زمین سے نکالی ہے (ہماری راہ مین) خرچ کرو۔

پھر دیکھو کہ یوم الحساب کی سختیون کے دن بے خوف اور بے غم رہنے کے لئے اوس نے اس خیر کو بھی ایک ذریعہ قرار دیا ہے اور اس کا اجر صرف اپنے ہی اختیار مین رکھا ہے اور ظاہر ہے کہ جس خیر کا اجر صرف اوسی کے اختیار مین ہو وہ کیسا عظیم الشان اجر ہوگا۔

اجر کی ایک عمدہ مثال

خیال کرنے کی بات ہے کہ ایک بادشاہ یا کوئی اور بہت بڑا دولتمند آدمی تم سے یہ کہے کہ یہ کام کرلو تو مین تم کو اسکا معاوضہ دونگا اور اس کا انحصار میری ہی رائے پر ہے تو تم کو اس کام کے کرنے اور اوس کے اجر کے ملنے کی کیسی توقع، کیسی خوشی اور کیسی مسرت ہوگی، پس جب وہ بادشاہون کا بادشاہ اور حاکمون کا حاکم اور دونون جہان کا پروردگار تم سے یہ کہے کہ:-

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ	جو لوگ اپنے مال دن ورات، کھلے چھپے (اللہ کی راہ مین) خرچ کرتے ہین تو اونکو لئے

عَلَانِیَةً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ	اون کا اجر اون کے پروردگار کے (اختیار مین) یہان ہی اور (وہان) نہ اون پر خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہون گے "

مومن کی تعریف اور صدقہ کی ترغیب

ایسے ہی سورۂ انفال مین جو صدقہ کی ترغیب دی گئی ہے اوس کو پڑھو اور دیکھو کہ اُس مین مؤمن کی کیا تعریف کی گئی ہے اور کس طرح خداے تعالی نے اپنے یہان اون کے درجے دینے کا اور اپنی بخششون سے مالا مال کرنے کا وعدہ فرمایا ہے :-

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ہ	مومن وہی لوگ ہین کہ جب اون کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاے تو اون کے دل ڈر جائین اور جب اون کو اللہ کی آیتین پڑھ کے سنائی جائین تو اون کا ایمان بڑھ جاے اور وہ اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہین وہ (ایسے) لوگ (ہین) کہ نماز پڑھتے ہین اور جو کچھ ہمنے دیا ہی اوس سے (ہماری راہ مین) خرچ کرتے ہین - یہی لوگ سچے ایماندار ہین انہین کے لئے اون کے پروردگار کے یہان (بڑے) درجے ہین اور بخشش اور عمدہ رزق ہے"

صدقہ خدا کے غضب کو فرو کرتا ہے۔

صدقہ ہی وہ عجیب چیز ہے جو اُس وقت بھی آڑے آجاتا ہے جب کہ خداوند ذوالجلال بندوں پر غضب نازل فرمانے والا ہوتا ہے کیا کسی مین طاقت ہے کہ اوس کے غضب کی برداشت کرے اور کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو اوسکے غضب کو دور کرنے کے لئے اپنے مال مین سے غریب اور حاجتمند بندون کی امداد کے لئے صرف کرنا گوارا نہ کرے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ :-

ان الصدقۃ تطفی غضب الرب | تحقیق صدقہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

آپ باوجودیکہ نبی معصوم تھے اور آپ کا جو درجہ تھا اور خدا کا جیسا تقرب آپ کو حاصل تھا ہم سب جانتے ہین اور ہمارا سب کا عقیدہ ہے کہ آپ جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے اور جب تک کہ وہ رہیگی تمام آدمیون مین افضل اور اعلیٰ ہین اور خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہین لیکن آپ بھی صدقہ دیا کرتے تھے کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے۔

صدقہ گناہون کو زائل کرتا ہے

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صدقہ آدمی کے گناہون کو اس طرح بجھاتا ہے جس طرح کہ پانی آگ کو بجھاتا ہے ، آگ ایک جلانے والی چیز ہے جو ہر چیز کو جلادیتی ہے

گناہ بھی ایک آگ ہے جس سے انسان کا قلب اور اوس کی روح جل جاتی ہے ، پانی اوس آگ کی حدت کو اور جلانے کی خاصیت کو مٹا دیتا ہے اور صدقہ گناہون کی آگ کو بجھا دیتا ہے اللہ اکبر کیسی اوس کی وسیع رحمت ہے اور بندون پر اوسکا کیسا لطف و احسان ہے کہ پہلے اوس نے گناہون سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے اور پھر چونکہ انسان انسان ہی ہے اگر وہ گناہون مین مبتلا ہو جاے تو اوس کے کفارہ کی بھی تدبیرین بتا دی ہین۔

حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہین کہ ایک عابد تھے جنھون نے ستر برس عبادت کی ، ایک مرتبہ اُن سے اتنا بڑا گناہ ہوا کہ وہ سب عبادت رائگان ہوگئی ایک وز راستہ مین چلے جا رہے تھے کہ ایک فقیر مل گیا اوس کو ایک روٹی دی اسی صلہ مین اللہ تعالیٰ نے اون کا وہ گناہ معاف کر دیا اور ستر برس کی عبادت واپس کر دی مال اور دولت در اصل خدا کی ایک نعمت ہے اور اس نعمت کا شکر یہی ہے کہ اوس کی راہ مین اوس کو خرچ کیا جاے۔

حضرت عمر کی دعا	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی ہے

کہ الٰہی تو مال اور تونگری ایسے شخصوں کو دے جو ہم مین بہتر ہون شاید وہ لوگ حاجتمندون کی مدد کرین۔

تونگری کا مقصد

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ تم سب کو تونگر کردیتا اور کوئی فقیر نہ ہوتا، مگر اوس نے امتحان لیا ہے کہ ہمارے بندے ہماری خوشی کے لئے ہماری راہ مین کیا صرف کرتے ہین یعنی رضا جوئی کی خاطر سخاوت سے کام لے کر غریبون اور محتاجون کی امداد کرتے ہین یا مال و دولت کی محبت مین بخل سے کام لیتے ہین، اس سے ثابت ہوا کہ ہماری دولت اور ہماری تونگری کا مقصد یہی ہے کہ ہم دوسرے کی امداد کرین، اور گویا خدا کی خوشنودی کا ہمارے لئے صرف یہی ایک عمدہ ذریعہ ہے۔

شکر اور کفران نعمت کی ایک مثال۔

شکر نعمت اور کفران نعمت کے متعلق حدیث مین ایک قصہ حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل مین تین آدمی تھے جن مین سے ایک کوڑھی تھا، دوسرا گنجا، اور تیسرا اندھا، خدا نے ارادہ کیا کہ اون کی آزمائش کرے، اس لئے ایک فرشتہ کو مامور کیا اور وہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اس نے کہا کہ اے شخص

توکس چیز کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہے ، اوس نے کہا اچھا رنگ
اور اچھی جلد چاہتا ہون اور میری خواہش ہے کہ یہ علت جاتی رہے
جس کے باعث مجھ سے لوگ گھنیاتے ہین ، یہ سنکر فرشتے نے
اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا اوس کا کوڑھ جاتا رہا اور اوس کا
رنگ اور اوس کی جلد بہت اچھی ہوگئی ، اس کے بعد فرشتہ نے
سوال کیا کہ تم کس مال کو سب سے زیادہ پسند کرتے ہو اوس نے
کہا اونٹ کو ، چنانچہ فوراً اوسکو ایک دس مہینہ کی گیابهن
اونٹنی دیگئی جو جلدی ہی بچہ جننے والی تھی ، پھر فرشتہ نے اوسکو
دعا دی کہ خدا تیرے مال مین برکت دے ، اس کے بعد
وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اوس سے بھی اسی طریقے کی
سوال کیا کہ تو سب سے زیادہ کس چیز کو پسند کرتا ہے -
گنجے نے کہا کہ مین خوبصورت بال پسند کرتا ہون اور چاہتا ہون
کہ مجھ سے یہ عیب دور ہو جاوے جس سے کہ لوگ گھن کرتے
ہین ، فرشتہ نے ہاتھ پھیرا اور وہ گنج جاتی رہی ، اور اوسکے
بال خوبصورت ہوگئے اس کے بعد فرشتہ نے پوچھا کہ تم کس
مال کو زیادہ پسند کرتے ہو ، اوس نے کہا گاے تو فوراً اوسکو
گیابن گاے دیگئی ، جسکے بچے ہونے والے تھے اس کے بعد

فرشتہ نے دعا دی کہ خدا اس مال مین تیرے لئے برکت
عطا کرے، پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس پہونچا اور اس سے
بھی یہی سوال کیا کہ تم سب سے زیادہ کس چیز کو محبوب کہتے ہو
اندھے نے کہا مین چاہتا ہون کہ خدا میری آنکھین مجھے
مرحمت فرمائے تاکہ مین آدمیون کو دیکھ سکون۔ فرشتے نے
اوس کے مُنھ پر ہاتھ پھیر دیا، تو اوسی وقت اوس کی بصارت
عود کر آئی، پھر فرشتہ نے پوچھا کہ تم سب سے زیادہ کس
مال کو پسند کرتے ہو، اوس نے کہا "بکری" پھر اوس کو بھی اُسی وقت
ایک گیابن جلد تر جننے والی بکری دیدی گئی، پھر اون کی اونٹنی
اور گائے اور بکری کے بچّے ہوئے اور اس قدر ان کی
تعداد مین روز بروز اضافہ ہوتا گیا کہ تینون کے یہان اونٹون
گایون، بکریون کا ایک ایک جنگل ہو گیا۔

اس طریقہ سے اللہ نے اون پر اپنی رحمت اور نعمت
نازل فرمائی۔

اس کے بعد حدیث مین مروی ہے کہ پھر فرشتہ اپنی اُسی
صورت اور حالت مین جیسے کہ پہلے آیا تھا اوس کوڑھی کے
پاس آیا اور اوس سے کہا کہ مین ایک مسکین آدمی ہون،

میرے پاس سے سفر مین سارا اسباب جاتارہا جسکی وجہہ سے مین آج منزل مقصود پر بجز اللہ کی مدد کے نہین پہونچ سکتا اس لئے مین تجھسے اوسی ذات پاک کے واسطے سے جس نے تجھکو اچھا رنگ اور اچھی جلد اور اچھا مال عنایت کیا ھے ایک اونٹ مانگتا ہون، تاکہ اس کی بدولت مین اپنی منزل مقصود پر پہونچ جاؤن کوڑھی نے محض ٹالنے کے لئے اس سے یہ جھوٹی بات کہی کہ حقدار بہت ہین تم کو ایک اونٹ نہین مل سکتا۔

فرشتہ نے کہا کہ مین تجھکو پہچانتا ہون کہ تو پہلے کوڑھی تھا تجھ سے لوگ گھن کرتے تھے اور تو محتاج تھا، اللہ تعالی نے تجھ کو صحت دی اور مال دیا، کوڑھی نے کہا یہ مال تو میرا موروثی ھے، خاندانی بزرگون سے منتقل ہوکر مجھکو وراثت مین ملا ھے۔

فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کردے جیسا تو پہلے تھا۔

پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتہ اپنی اُسی پہلی صورت مین گنجے کے پاس آیا اور جس طرح کوڑھی سے

کہا تھا اوسی طرح اس گنجے سے بھی کہا اوس نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑہی نے دیا تھا پھر فرشتہ نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو تجھکو اللہ تعالی ویسا ہی کر دے جیسا کہ پہلے تھا۔

پھر فرشتہ اپنی اوسی حالت مین اندھے کے پاس آیا اور کہا مین ایک مسکین مسافر ہون میرا مال و اسباب سفر مین جاتا رہا اب مین بغیر مدد خدا کے اپنی منزل مقصود پر نہین پہونچ سکتا اس لئے مین تجھ سے اوسی کی راہ مین جس نے تجھکو بینائی عطا کی ایک بکری مانگتا ہون تا کہ مین اوس کی بدولت اپنی منزل مقصود پر پہونچ سکون۔

اوس نے کہا کہ مین بے شک اندھا تھا خدا نے مجھے بینائی عطا کی تو جو چاہے لے اور جو چاہے چھوڑ دے اور خدا کی قسم مین تجھے آج جو کچھ تو اللہ کے واسطے لے گا اوس کے واپس کرنے کی تکلیف نہ دون گا۔

فرشتہ نے کہا کہ تیرا مال تجھکو مبارک رہے اللہ کو تیری آزمائش مقصود تھی تجھے اپنا پچھلا حال یاد ہے کہ نہین پس تجھ سے اللہ خوش ہوا اور تیرے دونون ساتھیون یعنے کوڑھی اور گنجے سے اونکی ناشکری کے سبب سے ناخوش ہوا۔

کفران نعمت کا نتیجہ ظاہری

یہ تو وہ قصہ ہے جو کفران نعمت اور شکر نعمت کا حدیث مین مذکور ہے لیکن اگر ایسی ہی مثالین ہم دیکھنا چاہین تو روزمرہ اپنے شہر مین اپنے جاننے پہچاننے والون عزیزون اور رشتہ دارون مین بھی دیکھہ سکتے ہین ۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے آدمی جو مال و دولت جمع کرتے رہتے ہین لیکن اوس مین سے کچھ حصہ بھی اوس کی راہ مین صرف نہین کرتے اون پر کوئی نہ کوئی مصیبت ایسی نازل ہو جاتی ہے کہ وہ سب اُن کے پاس سے تلف ہو جاتا ہے اور وہ افلاس کی حالت مین رہ جاتے ہین اور اگر مال بھی تلف نہ ہوا تو اون کو کبھی خوشی حاصل نہین ہوتی ۔ اور ہمیشہ کسی نہ کسی غم و پریشانی مین خواہ وہ مال ہی کے جمع کرنے کی پریشانی اور غم کیون نہ ہو" مبتلا رہتے ہین اور کوئی نہ کوئی اون پر ایسی افتاد پڑ جاتی ہے جس مین اون کی دولت کا بڑا حصہ خرچ ہو جاتا ہے اور وہ "تلملا تلملا" کر خرچ کرتے ہین یا اوس وقت جب کہ اون کی زندگی کے آخری سانس باقی رہتے ہین تو اون کا سارا خیال اُسی مال و دولت مین پڑا رہتا ہے اور نزع کی تکلیفون مین یہ تکلیف سب سے زیادہ بڑھ جاتی ہے یہان تک کہ اس آخری وقت مین وہ خدا کی طرف بھی رجوع ہونے سے مجبور رہ جاتے ہین ہان کچھ ایسے بھی

بھی ہوتے ہین جو موت کے وقت خیرات و صدقات کرنا چاہتے ہین اور کرتے ہین لیکن اس وقت کا صدقہ کچھ زیادہ ثواب کا باعث نہین ہوتا۔

حدیث مین ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ازروے ثواب کے کونسا صدقہ بڑا ہے، آپ نے فرمایا کہ اُس وقت کا صدقہ دینا جب کہ تو تندرست ہو مال جمع کرنے مین حریص ہو، فقر سے ڈرتا ہو اور دولت مندی کی توقع رکھتا ہو اور اوس وقت کیلئے ڈھیل نہ کر کہ جب حلق تک جان آجائے اور اوس وقت تو کہے کہ اتنا فلانے کے لئے اور اتنا فلانے کے لئے حالانکہ وہ تو لامحالہ کسی دوسرے ہی کو ملے گا۔

یعنی جب آدمی مرتا ہے تو خواہ مخواہ مال و دولت تو دوسرون ہی کو مل جاتا ہے جو اوس کے وارث ہوتے ہین اور اوس مین وارثون کا حق شامل ہو جاتا ہے جو مستحق ہوتے ہین۔

ایک دوسری حدیث مین آپ نے فرمایا ہے کہ آدمی کا اپنی زندگی مین ایک درہم صدقہ کرنا اون سو درہمون سے بہتر ہے جو موت کے وقت صدقہ مین دیے جائین یعنی تندرستی کی حالت مین کیونکہ اس وقت موت کا انسان کو کچھ خیال بھی نہین ہوتا، صدقہ مین

ایک درہم دینا مرنے کے وقت سو درہمون کے دینے سے بہتر ہے کیونکہ موت اوس وقت آنکھون کے سامنے رہتی ہے اور اوس کی مثال دوسری حدیث مین یہ بتائی گئی ہے کہ ایسے وقت مین صدقہ دینا بعینہٖ ایسا ہی کہ جب کسی آدمی کا پیٹ بھر چکے تو وہ اپنا پس ماندہ کسی اور کو دیدے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ دینے مین جلدی کرو کیونکہ مصیبت صدقہ کو نہین پھاند سکتی بلکہ یا تو ٹل جاتی ہے یا اوسی طرف رک جاتی ہے، اس سے مصیبت نہین بڑھتی بلکہ دفع ہوتی ہے۔

صدقہ کا مال ضائع نہین ہوتا

خواتین! دیکھو کہ دنیا مین ہم صرف انسان کے خوش کرنے کے لئے جس سے باہمی اغراض متعلق ہوتی ہین کس قدر روپیہ خرچ کرتے ہین اور کسی حاکم یا بادشاہ کی خوشی کے لئے ہزارون اور لاکھون کی تعداد مین روپیہ خرچ کردیا جاتا ہے، پس اگر ہم اوس قادر مطلق کے لئے جس کی رضا جوئی اور جس کے خوش ہونے پر ہماری نجات منحصر ہے اور دین و دنیا کی فلاح کا انحصار ہے اوس کے لئے اگر کچھ خرچ نہ کیا جائے تو در اصل یہ وہ غفلت ہے

جس کا خمیازہ دین و دنیا مین اُٹھانا پڑتا ہے روپیہ اور چیزین آنی جانی اور فانی ہین لیکن جو کچھ اُسکی راہ مین اور اوسکی خوشی کے لئے صرف کیا جاے گا وہ اگرچہ ہمارے پاس سے نکل جاتا ہے لیکن دراصل اوسکو ہم عافیت کے خزانہ یا توشہ خانہ مین جمع کرتے ہین جو ہمیشہ جمع رہیگا اور اوس کا نفع لازوال ہوگا ، خود خداوند کریم فرماتا ہے :-

مَا عِنْدَ كُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط	یعنی جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ خرچ ہو جاے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہیگا -

اصحاب رسول اللہ کا صدقہ صدقہ کے اسقدر فضائل ہین جو کسی طرح تحریر و تقریر مین نہین آسکتے جو لوگ کہ خدا کی رضا کے طالب ہین وہ ہمیشہ صدقہ دیتے رہتے ہین ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جب لوگون نے سنا کہ صدقہ مین بڑی فضیلت اور اس کا بڑا اجر ہے تو وہ محض صدقہ دینے کے لئے مزدوری کرتے تھے اور جو کچھ اونہین ملتا تھا وہ اللہ کی راہ مین خرچ کر دیتے تھے ۔

صحابہ کرام کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ صدقہ دینے مین ایک دوسرے سے سبقت لے جائین چنانچہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم صدقہ دین

اور اتفاق سے اوس وقت کچھ مال تھا تو مین نے اپنے دل مین کہا کہ اگر کسی دن مین ابو بکر رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جاؤن گا تو آج ہی لے جاون گا۔ پس مین اپنا آدھا مال لے آیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم نے اپنے گھر والون کے لئے کس قدر چھوڑ دیا مین نے کہا کہ اسیقدر، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا کل مال لے آئے تو آپ نے فرمایا کہ "اے ابو بکر تم نے اپنے گھر والون کے لئے کتنا چھوڑا تو وہ بولے کہ "اللہ اور اوس کے رسول کو" تو مین نے اون سے کہا کہ "مین کسی نیکی مین تم سے آگے کبھی نہ جا سکونگا۔

آنحضرت (صلعم) اور امہات المومنین کا صدقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ خدا نے دین و دنیا کی بادشاہت عطا کی تھی لیکن آپ نے کبھی دنیاوی دولت سے کوئی نفع حاصل نہین کیا اور نہ کبھی دولت کی طرف نظر بھر کر دیکھا۔

زکوٰۃ و صدقات تو آپ لے ہی نہین سکتے تھے کیونکہ وہ آپ پر ناجائز تھی۔ صرف آپ کو جو کچھ ملتا تھا وہ خمس[1] ہوتا تھا، آپ نہایت عسرت و تنگی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتے تھے حتیٰ کہ کئی کئی وقت آپ پر اور امہات المومنین پر فاقہ سے گذر جاتے تھے جو کچھ آپ کے پاس ہوتا تھا وہ آپ سب صدقات و خیرات مین

[1] یعنی پانچوان حصہ مال غنیمت وغیرہ کا ۱۲

دیدیا کرتے تھے تاہم امہات المؤمنین کو جب کبھی کچھ ملتا تھا تو وہ اوس مین سے صدقہ نکالا کرتی تھین۔

حضرت عائشہؓ کا صدقہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پچاس ہزار درہم صدقہ مین دیے اور اپنے پیراہن مین پیوند لگائے رہین اور کوئی نیا پیراہن اپنے واسطے نہ سلوایا۔

صدقہ کے لئے حضرت زینب کا مشغلہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی کثرت سے صدقہ کیا کرتی تھین اور اون کا گھر مین بیٹھے ہوے یہی مشغلہ رہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے چمڑون کو پکاتی تھین اور پھر اون کو بیچ کر اوس کی قیمت صدقہ مین دے دیتی تھین۔

صدقہ کی مقدار صدقہ کی کوئی مقدار مقرر نہین ہے، جتنی جس کو توفیق ہو وہ ادا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہان تک ارشاد فرمایا ہے کہ تم صدقہ دو خواہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی کیون نہ ہو، اس ارشاد سے اندازہ کر لینا چاہئے کہ صدقہ کیسی قدر وقیمت رکھتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہین ہے کہ کسی شخص کے پاس کثرت سے مال دولت ہو اور وہ بھی ایک چھوہارے کا ٹکڑا دیدے۔

صدقہ کا مستحق صدقہ ہمیشہ اپنی حیثیت کے مطابق اون لوگون کو

دینا چاہئے جو اوس کے ضرورت مند ہون، خداوند کریم نے قرآن مجید مین صدقہ کے مصارف کو بھی بتا دیا ہے، جیسا کہ سورۂ بقر مین ارشاد ہے:-

يَسْئَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۝ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ	(اے پیغمبر) تم سے (لوگ) پوچھتے ہین کہ (خدا کی راہ مین) کیا خرچ کرین تو اون کو سمجھا دو کہ (خیر خیرات کے طور پر) جو مال بھی خرچ کرو تو (وہ تمہارے) مان باپ کا حق ہے اور قریب کے رشتہ دارون کا اور یتیمون اور محتاجون کا اور مسافرون کا۔

تقسیم صدقہ مین اقتضائے فطرت کا لحاظ

خواتین!

دیکھو کہ اس تقسیم مین کس قدر انسان کی فطرت کا لحاظ رکھا گیا ہے کیونکہ درحقیقت سب سے پہلے انسان کا فرض ہے کہ وہ جس قدر مال، زبان، یا ہاتھ پاؤن سے نیکی کر سکے والدین ہی کے ساتھ کرے کیونکہ وہ در اصل والدین ہی کا سب سے زیادہ زیر بار احسان ہوتا ہے، اوس کے بعد اقربا ہوتے ہین اور اقربا مین بھی وہ اقربا جو قریب تر ہون اوس کے بعد دور کے رشتہ دار پھر اسی طریقہ سے علی الترتیب

یتیموں ، محتاجون ، اور مسافرون کا حق ہے ، لیکن ہم مین اکثر
ایسے بھی بدبخت مسلمان ہین جو اپنے ماں باپ کو تکلیف مین رکھتے ہین
رشتہ دارون کی حالت زبون پاتے ہین ، یتیمون کی حسرت انگیز
حالت کا مشاہدہ کرتے ہین ، فقیر جو دراصل فقیر ہوتے ہین
اون کے دروازہ پر آتے ہین، اون کی دردناک صدائین سنتے ہین،
مسافر سفر کی تکلیفات برداشت کرتے ہوے ان کے سامنے
امداد کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہین ، مگر اون کے دل مین نہ رحم
پیدا ہوتا ہے ، نہ ان پر ترس آتا ہے ، اور نہ ان پر اُن
حالتون کا کوئی اثر ہوتا ہے ، غرض جو خرچ خالصاً لوجہ اللہ کیا جاے
وہ درحقیقت ایک صدقہ ہے ، اور چونکہ انسانی الفت کے
مدارج فطری طور پر مقرر ہین اس لئے خداوند کریم نے اپنے
کلام پاک مین ان کے درجون کو بھی بتا دیا ہے اور احادیث
نبوی مین تو نہایت تصریح موجود ہے ، جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ قبیلہ بنی عذرہ کے ایک شخص نے اپنا غلام
مدبر[1] کیا ، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی ، آپ نے

[1] مدبر وہ غلام ہے جسکو مالک کہدے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔ لیکن اس حدیث مین یہ مراد ہے کہ مالک نے اوس سے یون کہا ہو کہ اگر مین اس مرض مین یا اتنی مدت مین مرجاؤن تو تو آزاد ہے ۔

پوچھا کہ تمھارے پاس اس کے سوا اور مال بھی ہے، اُنھون نے
کہا نہین، تو آپ نے فرمایا کہ اس غلام کو مجھسے کوئی مول لیتا ہے
تو اسکو نعیم بن عبد اللہ عدوی نے آٹھ سو درہم مین مول لے لیا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ درہم لایا تو آپ نے درم
اُس شخص کو دیئے، پھر فرمایا کہ پہلے اپنی ذات سے ابتدا
کرو کہ اس پر صدقہ کرو پھر اگر کچھ بچ جاے تو اپنے گھر والون کو
دو، پھر اگر تمھارے گھر والون سے کچھ بچ جاے تو وہ تمھارے
قرابت دارون کے لئے ہے، پھر اگر تمھارے قرابت دارون سے
کچھ بچے تو اس طرح اور اس طرح یعنی اپنے سامنے اور
دائین بائین سے خرچ کرو۔

عزیزون پر صرف کرنے کا اجر ایسے ہی اپنے عزیزون پر خرچ کرنے کے
متعلق ایک اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنی بیوی پر بھی خرچ کرتا ہے
تو وہ بھی اُس کے لئے صدقہ ہے، اسی طرح حضرت ام سلمہ سے
مروی ہے، کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مین ابو سلمہ کی اولاد پر
خرچ کرون تو مجھے کچھ ثواب ہوگا کیونکہ وہ تو میرے ہی بیٹے ہین
آپ نے فرمایا کہ تم ان پر جو کچھ خرچ کروگی اوس کا ثواب

تم کو ملیگا۔[1]

ان احکام سے یہ بات بالکل ثابت ہوگئی کہ اپنے اعزا پر خرچ کرنا بھی ایک ثواب ہی کا کام ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان جو کچھ اپنی بیوی پر خرچ کرتا ہے اور اس سے ثواب کی توقع رکھتا ہے تو اس کے لئے صدقہ کا ہی ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک دینار ہے جس کو تو اللہ کی راہ مین خرچ کرے اور ایک دینار ہے کہ اسکو تو بردہ کے آزاد کرنے مین خرچ کرے اور ایک دینار ہے کہ تو مسکین کو دے اور ایک دینار ہے کہ اسکو اپنے اہل پر خرچ کرے تو سب سے بڑا اجر اوس کا ہے جو تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا۔

---

[1] حضرت ام سلمہؓ کے پہلے خاوند ابوسلمہ تھے اور ان سے کئی بچے ہوے تھے جب ابوسلمہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت ام سلمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح مین آئین لیکن ان بچون کو آپ کچھ دیا کرتی تھین اس لئے آپ نے آنحضرتؐ سے اسی دینے کی بابت دریافت کیا تھا۔

عورتین صدقہ کے لئے زیادہ مخاطب ہین

صدقہ کے متعلق جس قدر احکام ہین وہ عورت اور مرد دونون کے لئے ہین، اور کلام مجید اور احادیث مین دونون سے ہی خطاب کیا گیا ہے لیکن جابجا حدیث مین خاص طور پر بھی عورتون کو مخاطب کیا ہے، کیونکہ عورتون کا اثر گھرون مین ہوتا ہے اور خانہ داری کی چیزون پر اقتدار حاصل ہوتا ہے، اس لئے چھوٹے چھوٹے صدقے کرنے کے ان کو زیادہ موقعے ملتے رہتے ہین۔

چنانچہ ایک حدیث ہے کہ "اے مسلمان عورتو! تم کو کوئی چیز حقیر سمجھ کر جو تمہارے پاس موجود ہو اپنے ہمسایہ کو تحفہ دینے سے باز نہین رہنا چاہئے خواہ بکری کا کھر ہی بھیجنے کے قابل ہو" اس حدیث سے دونون باتین نکلتی ہین کہ نہ تو تحفہ بھیجنے سے باز رہنا چاہئے اور نہ اسکو حقیر سمجھ کر انکار ہی کر دینا چاہئے اس حدیث کا صریحی یہی مطلب ہے کہ کیسی ہی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز جس کی ضرورت پڑوسی کو ہو صدقہ کے طور پر بھیجدینا چاہئے، اور جس کے پاس بھیجی جائے اوس کو بھی قبول کر لینی چاہئے

بیوی کو خاوند کے مال مین سے صدقہ کی اجازت۔

عورت کو یہان تک اجازت ہے کہ وہ اپنے گھر کے کھانے مین سے بشرطیکہ اسراف نہ ہو

داخل نہ ہو بطور صدقہ کے کچھ خرچ کرے اور اوس کے خرچ کا اوسکو جو ثواب ملیگا اوسی کے ساتھ اوس کے خاوند کو بھی ثواب ملیگا۔ لیکن یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ صراحتاً یا اشارتاً یا ضمناً حق بھی حاصل ہو۔

اہل عرب کی عادت تھی کہ اپنی بیویوں کو اور خادموں کو اجازت دیدیتے تھے کہ وہ مہمانوں کی دعوت کریں اور سائل اور مسکینوں کو کھانا کھلائیں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی تمام امت کو اس بات کی رغبت دلائی کہ اس نیک عادت کو اختیار کریں۔

اُسی حدیث میں یہ ہے کہ اگر کسی کے گھر کا داروغہ اسی طرح کچھ خرچ کردے تو اوس میں مالک کو بھی ثواب ملتا ہے۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ اگر شوہر کی بلا اجازت عورت اوسکی کمائی میں سے بغیر اوس کے حکم کے خرچ کرے تو اوس کو صرف آدھا ثواب ملیگا۔

یہاں بغیر حکم کا یہ مطلب ہے کہ خاص اس صدقہ کا حکم نہ ہو، لیکن بیوی جانتی ہے کہ خاوند خوش ہوگا، ورنہ یقیناً عورت پر مواخذہ رہے گا، لیکن کھانے کی تازہ چیزوں اور تازہ

میوون وغیرہ مین اذن لینے کی ضرورت نہین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے کہ عورتین اون چیزون کو کھائین پیئین اور بطریق تحفے کے بھیجین۔

تازہ چیزون کی تعریف مین وہ چیزین داخل ہین جو جلد بگڑ جاتی ہین۔

خیانت بصورت صدقہ

یہان یہ بات بھی خیال رکھنے کے قابل ہے کہ جب صدقہ مین جو ایسے ثواب کا کام ہے خاوند کی اجازت ایک حد تک ضروری ہے توجو عورتین خاوند سے چوری چھپے سے اپنے کینے کا بھرنا بھرتی رہتی ہین وہ کس قدر عذاب کا کام ہے یہ در اصل ایک قسم کی خیانت ہے جو وہ اپنے شوہرون کے مال مین کرتی ہین، ہان اگر کوئی شوہر کوئی چیز بیوی کو اوس کی ملکیت کے طریقے پر دیدے، یا بیوی کی اپنی دولت ہو تو وہ مختار اور آزاد ہے۔

بیوی کا شوہر کو صدقہ دینا

عورتین بھی اپنے مال مین سے اگر اپنے شوہر کو دین تو اوس مین بھی صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا۔

صدقہ کے لئے کیسی چیز ہونا چاہیئے۔

صدقہ کے لئے جس چیز کو انتخاب کیا جاے وہ اچھی چیز ہو اور محبوب چیز کا صدقہ دینا

زیادہ ثواب کا باعث ہوتا ہے، کیونکہ جب ہم سب سے زیادہ محبوب ذات کی خاطر یا اوس کے نام پر کوئی چیز کسی کو دین تو اُس کو تو وہی چیز ہونا چاہیئے جس کو کہ ہم محبوب رکھیں جیسا کہ خود خداوند کریم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ؕ	نیکی کو نہ پہنچوگے یہان تک کہ اُس چیز کو خرچ کرو جس کو محبوب رکھتے ہو۔

حضرت ابوطلحہ کا باغ

گروہ انصار مین سے حضرت ابوطلحہؓ مدینہ مین بڑے متمول تھے ان کے پاس سب سے زیادہ محبوب اون کا ایک باغ مسجد نبوی کے سامنے تھا اور اوس کا نام بیرحا تھا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لے جایا کرتے تھے اور پانی وغیرہ پیا کرتے تھے کیونکہ اوس مین کا پانی بہت شیرین تھا، تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جس وقت آیت:۔

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ؕ	نیکی کو یعنی جنت کو ہرگز نہ پہونچوگے جب تک کہ اوس چیز کو نہ خرچ کرو جس کو دوست رکھتے ہو"

نازل ہوئی تو یہ سُن کر ابوطلحہؓ کھڑے ہوے اور فرمایا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اُس وقت تک نیکی کو نہ پہونچوگے جب تک کہ اوس چیز کو نہ خرچ کرو جس کو

دوست رکھتے ہو اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے پاس جو باغ ہے اوس کو مین بہت محبوب رکھتا ہون تو وہ مین اللہ کی راہ مین صدقہ دیتا ہون اور اوس سے نیکی کی امید بموجب اس آیت کے رکھتا ہون، اور امیدوار ہون کہ اس کا ذخیرہ اللہ تعالیٰ کے پاس رہیگا، پس اے رسول اللہ آپ اس کو جہان مناسب خیال فرمایے خرچ کیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاباش جو کچھ تم نے کہا مین نے سن لیا اور میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اس کو تم ایسے محتاج اقربا مین تقسیم کردو تاکہ تم کو صدقہ کا بھی ثواب ملے اور صلۂ رحم کا بھی ثواب پاؤ" چنانچہ ابو طلحہؓ نے کہا کہ مین ایسا ہی کرون گا اور اس باغ کو اپنے محتاج اقربا اور چچا کے بیٹون مین تقسیم کردیا۔

صدقہ کے شرائط و قیود | با این ہمہ کہ صدقہ کے متعلق اس قدر احکام ہین اور اس کے ایسے ایسے ثواب بیان کئے گئے ہین اور ایسے اجرون کے وعدے ہین تاہم اس مین چند قیود اور شرائط ہین سب سے پہلے اعتدال اور میانہ روی ہے، اور اگرچہ ابتدأً جب اسلام کی مالی خدمت کا بھی بہت بڑا وقت تھا اُس وقت

اکثر صحابہؓ نے اپنا سارا گھر بار نذر کر دیا ہے، جیسا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے واقعہ سے معلوم ہوا ہوگا لیکن بطور وصیت صدقہ یا ہبہ مین ایک ثلث سے زیادہ وصیت کی ممانعت ہوگئی

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حج وداع کے زمانہ مین علیل تھے آنحضرت اون کی عیادت کو تشریف لے گئے، حضرت سعدؓ کا قصد تھا کہ اپنا سارا مال خدا کی راہ مین دے ڈالین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بیٹون کے واسطے کیا چھوڑا ہے، سعد نے جواب دیا کہ وہ خود صاحب دولت ہین، دوسری روایت ہے کہ سعد کی ایک لڑکی تھی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کو دسوان حصہ صدقہ مین دینے کی ہدایت فرمائی حضرت سعدؓ بار بار زیادہ کرنے کا اصرار کرتے تھے یہان تک کہ آنحضرتؐ ایک ثلث پر راضی ہوگئے، مگر آپ نے فرمایا:-

الثلث والثلث کثیر	تیسرا حصہ اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے، تم اگر اپنے
انک ان تذر ورثتک اغنیاء	وارثون کو دولت مند بنا دو تو اس سے بہتر ہے کہ
خیر من ان تذعہم عالۃ یتکففون الناس	اون کو مفلس چھوڑو کہ اون کی کفالت اور لوگون کو کرنا پڑے

اس حدیث سے یہ بات طے ہوگئی کہ ایک ثلث سے زیادہ کی

وصیت کرنا نہین چاہئے۔ کیونکہ اُس سے وارثون اورحقدارون کی بھی حق تلفی ہوتی ہے۔

خیرات مین اعتدال اس کے علاوہ قرآن مجید مین بھی مال و دولت کو خرچ کرنے کے متعلق ایک نہایت جامع ارشاد ہے اور اس ارشاد مین جہان اسراف کی بُرائی کی گئی ہے وہین سخاوت اور کنجوسی کی بھی حد قائم کردی گئی ہے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ کَفُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝	بے شک فضول خرچ اور دولت کو اڑانے والے شیطان کے بھائی ہین اور شیطان اپنے رب کا نافرمان ہے اور نہ رکھ تو اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اوسکو بالکل کھولدینا کہ پھر تو ملامت کیا گیا حسرت زدہ ہوکر بیٹھ رہے۔

صدقہ کیونکر دیا جاے صدقہ دینے مین ان باتون کا لحاظ بھی رکھنا چاہیے کہ جہان تک ممکن ہو پوشیدہ طور پر دیا جاے کیونکہ علانیہ صدقہ دینے مین فقیر کی پردہ دری ہے اور اکثر صورتون مین مسکین اور محتاجون کو اس بات سے تکلیف پہونچتی ہے کہ وہ محتاجون کی صورت بناکر سامنے آئین اور

اس طرح صدقہ دینے سے انسان مین ریاکاری کبھی نہین
پیدا ہونے پاتی۔ اور اگر خدا کی راہ مین بھی ریاکاری پیدا
ہو جاے تو اس سے زیادہ کوئی فعل عذاب کا باعث
نہین بن سکتا، قرآن مجید مین ارشاد ہے کہ وہی صدقہ
سب سے بہتر ہے جو چھپا کر دیا جاے :-

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ
فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا
وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَ
يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ
سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

(لوگو!) اگر خیرات ظاہر مین دو تو وہ بھی اچھا (کہ
اس سے خیرات کے علاوہ دوسرون کو بھی
ترغیب ہوتی ہی) اور اگر اسکو چھپاؤ اور
حاجتمندون کو دو تو یہ تمہارے حق مین زیادہ
بہتر ہے (کہ اس مین نام و نمود کا دخل نہین
ہونے پاتا) اور ایسا دینا تمہارے گناہون کا
کفارہ ہوگا اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اُس سے خبردار ہے

احسان جتانا برا ہے

صدقہ دینے کے بعد کبھی احسان نہ جتایا جاے
کیونکہ اس سے اوس شخص کو تکلیف پہونچتی ہے، جس کو صدقہ
دیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا
صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى

مسلمانو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر
اور تکلیف دیکر نہ ضائع کرو مثل اوس منافق کے

كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

کہ جو خیرات محض لوگون کے دکھلانے کیلئے کرتا ہو اور خدا پر اور قیامت پر ایمان نہین لاتا اسکی مثال اُس چٹان کی سی ہے جس پر غبار پڑا ہوا ہو اور اوس پر ایک پانی پڑ گیا ہو جس نے اوسکو صاف اور چٹیل کردیا، ان لوگون نے جو کسب کیا اس سے کچھ فائدہ نہین اٹھا سکتے خدا کافرون کو ہدایت یاب نہین کرتا۔

مستحقین صدقہ کا انتخاب

فقرا اور مساکین کو صدقہ دینے کے وقت اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ لوگ ایسے نہ ہون جنھون نے گداگری کو اپنا ذریعۂ معاش قرار دے لیا ہو۔ جس طرح کہ صدقہ دینے کے ثواب اور اجر ہین اسی طرح بغیر سخت مجبوری کے سوال کرنے اور گداگری کی بھی مذمتین اور برائیان ہین، اگر ایسے لوگون کو صدقہ دیا جائے گا تو گویا گداگری کے ترقی دینے مین معاونت ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ تم مین سے کسی کا رسی لے کر اپنی پیٹھ پر لکڑی کا بوجھ اوٹھانا اس سے بہتر ہے کہ کسی کے پاس آکر سوال کرے کیا معلوم

کہ وہ شخص اوسکو دیتا ہے یا منع کرتا ہے۔

قرآن مجید مین جن فقرا کو صدقہ کا مستحق قرار دیا ہے ان کی یون تعریف کی ہے:۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِى الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ لَا يَسْــَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا

صدقہ اون فقرا کے لئے ہی جو خدا کی راہ مین گھرے ہوے ہین (بغرض معاش و تجارت) سفر کی قدرت نہین رکھتے جو لوگ اون سے ناواقف ہین، خود داری اور عدم سوال کی وجہ سے اون کو مالدار سمجھتے ہین تم صرف اون کے بشرہ سے اون کو پہچانتے ہو لوگون سے گڑگڑا کر کچھ نہین مانگتے۔

حدیث مین مسکین کی تعریف یون کی گئی ہے کہ "مسکین وہ شخص نہین ہے کہ جس کو لقمہ یا دو لقمہ دیدیے جائین تو وہ لے کر چلا جائے بلکہ مسکین وہ ہے کہ جو مالدار نہین ہے اور حیا کرتا ہے اور لوگون سے گڑگڑا کر یا لپٹ کر نہین مانگتا۔"

آجکل کے مسلمان فقیر خواتین! اس وقت اپنے شہر اور دوسرے شہرون کے مسلمان فقیرون پر نظر کرو کہ وہ ہٹے کٹے مضبوط اور توانا ہین، محنت و مزدوری کی اون مین قوت ہے وہ اپنی

معاش اور روزی کے لئے سو کام کر سکتے ہین لیکن نہین کرتے
اور در در مانگتے پھرتے ہین۔ غضب یہ ہے کہ ہر جگہہ چھوٹے
چھوٹے بچون کو بھی ابتدا سے مانگنے کا پیشہ سکھایا جاتا ہے
دنیا مین گداگری سے زیادہ کوئی ذلیل پیشہ نہین، مگر اسی
پیشہ کو مسلمانون کی ایک جماعت نے اختیار کر رکھا ہے اور
اس کی بڑی وجہہ یہی ہوئی ہے کہ صدقہ و خیرات دینے والے
مستحق اور غیر مستحق کا امتیاز نہین کرتے، پھر اس پر یہ غضب ہے
کہ یہی صدقہ اور خیرات معصیت اور گناہ کا ذریعہ بن جاتا ہے
ایک فقیر جو تمام دن دروازے دروازے بھیک مانگتا ہے اور
شام کو جاکر اس بھیک کو شراب، بھنگ، چانڈو، اور چرس اور
افیون وغیرہ مین اڑا دیتا ہے، یہ صدقہ کبھی نجات اور فلاح کا
باعث نہین ہو سکتا، ایسے سائل کو نہ دینا عذاب کا باعث
نہین، بلکہ دینے سے عذاب کا اندیشہ ہے، البتہ سوال کرنے والے کو
خواہ وہ کوئی بھی ہو اور کیسا بھی ہو جھڑکنا نہ چاہئے، بلکہ
بسہولت جواب دید یا جائے، جیسا کہ خداوند تعالیٰ کا
ارشاد ہے:- وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝

مالی صدقات کے علاوہ صدقات	احادیث مین صدقات کو یہان تک	

وسعت دی گئی ہے کہ نہ صرف روپیہ خرچ کرنے سے ہی صدقہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے بلکہ بہت سی باتین ایسی اور بھی ہین جس سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور وہ باتین بھی صرف ہمدردی پر منحصر ہین۔

یہ بھی صدقہ مین داخل ہے کہ اپنی ذات کو یا اورون کو برائی پہونچانے سے محفوظ رکھے ، لیعنی زبان سے یا ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ دے ، دو آدمیون کے درمیان عدل کرے ، موذی چیز کو راستہ سے ہٹا دے ، اچھی بات کہے ، کسی کو گھوڑے پر سوار کرا دینے مین سہارا دے بھوکے پیاسے جانور کو پانی پلا دے ، یا کچھ کھلا دے تو بھی صدقہ ہے۔ اور ایسے صدقون کے متعلق کثرت سے حدیثین موجود ہین۔

موتی کو صدقہ کا ثواب پہونچانا اگر کوئی شخص اپنے مورث کو یا مرے ہوے عزیز کو ثواب پہونچانا چاہے تو بھی صدقہ سے ثواب پہونچا سکتا ہے۔

صدقہ پر اداے قرض مقدم ہو باوجود ان تمام فضائل اور برکات کے صدقہ پر قرض کا ادا کرنا مقدم ہے اور یہ نہایت مکروہ ہے کہ انسان صدقہ کرے لیکن اوس کے اوپر دوسرون کے حقوق باقی رہین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اگر میرے پاس کوہِ اُحُد کے برابر سونا ہوتا تو مین اوس کو تین رات کے اندر ہی اندر بانٹ دیتا اور مجھکو اچھا نہ معلوم ہوتا کہ اس مین سے کوئی چیز میرے پاس رہے، لیکن اتنی چیز کہ اوس سے قرضہ ادا کردون، پس معلوم ہوا کہ قرضہ ادا کرنا سب سے مقدم ہے۔

صدقہ کے حقیقی معنی

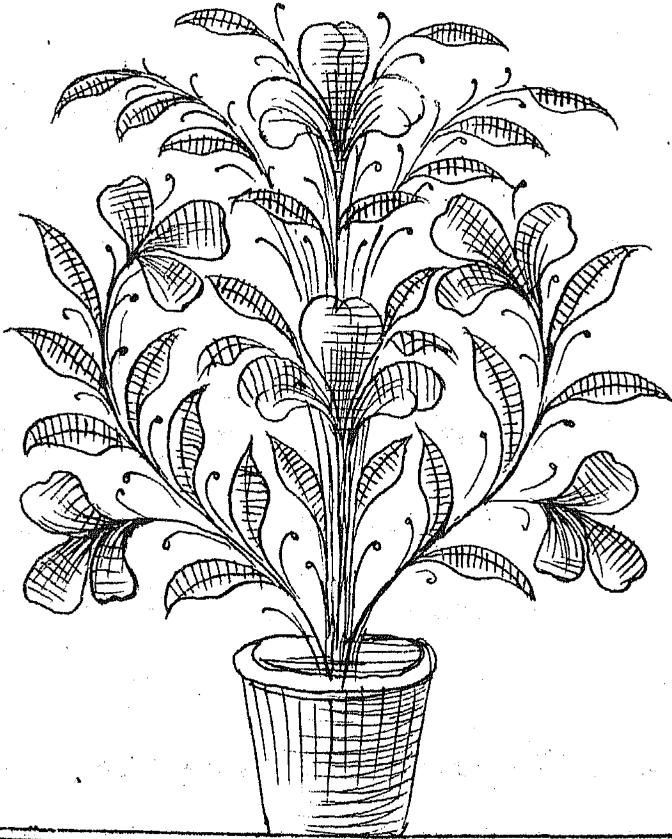
خواتین! اب تقریر ختم کرتے ہوے یہ بات بھی سمجھا دینا مناسب سمجھتی ہون کہ عرف عام مین صدقہ کے معنی بہت بُرے لئے جاتے ہین اور اوس کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ چونکہ ابتداء اسلام سے در اصل زکوٰۃ و صدقات کے وہی لوگ مستحق سمجھے گئے تھے جو محتاج و معذور ہون اور محتاج و معذور ہونا بدترین صفت تھی اس لئے صدقہ کا لینا یہ معنی رکھتا تھا کہ لینے والا اپنی مدد کرنے سے بھی محتاج و معذور ہے اور در اصل یہ بڑا ہی شریفانہ خیال اور عالی ہمتی کا جذبہ تھا۔ مگر اب صرف نام ہی کی غیرت رہ گئی ہے اور یہ غیرت اتنی بڑھ گئی ہے کہ لفظ صدقہ کو ہی بُرا سمجھ لیا ہے، حالانکہ کلام مجید مین والدین تک کے دینے کا حکم ہے تو اگر یہ کوئی ذلیل طریقہ مدد کا ہوتا تو والدین کے لئے کیون اجازت دی جاتی۔ صدقہ کو حدیث مین مسلمانون کا میل

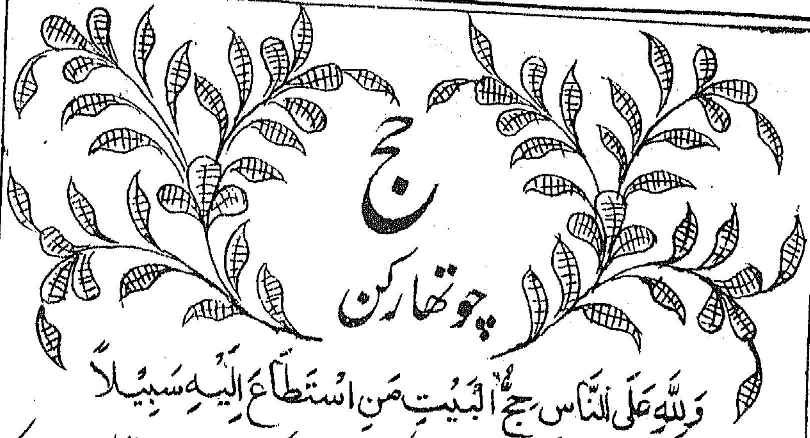
کہا گیا ہے، یعنی الصدقۃ اوساخ المسلمین

اور یہان صدقہ سے وہی صدقہ واجب مراد ہے جو مال کو پاک کرتا ہے، دل کو پاک کرتا ہے اور کسی واجب کے ترک کرنے کا کفارہ بنتا ہے، اس کے لئے خرچ کے موقعے بھی مقرر ہین لیکن صدقۂ نفل ہین جو محض نیکی ہی نیکی ہے کوئی میل نہین ہے اور اس کو لینا اور دینا چاہئے ایک دوست دوسرے دوست کو جو کچھ ہدیہ بھیجتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور ایسے صدقے در اصل باہم محبت، الفت اور ہمدردی بڑہانے کا باعث ہوتے ہین۔

زکوٰۃ اور صدقات واجب بھی جن لوگون کے لئے لینے جائز ہین اون کو مجبوری کی حالت مین ضرور لینے چاہئین کیونکہ وہ تو خداوندکریم نے اس لحاظ سے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہین اور ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی مدد کرنی واجب ہے اور دوسری ضروریات مذہب پر خرچ کرنا ضروری ہے اس لئے اوس کو بطور ایک خراج کے خداوندکریم نے مقرر کر دیا ہے، جس طرح کہ ایک بادشاہ رعایا پر خراج قائم کرتا ہے اور پھر اپنے

حکام کو اُس کے صرف کرنے کے طریقے بتا دیتا ہے، ہاں
اوس صورت میں جب کہ کوئی شخص اوس کا مستحق نہ ہو اور
اپنے آپ کو باوجود طاقت و مقدرت رکھنے کے بیکار
بنا لے اور اپنا گذارہ صدقات واجب و نفل ہی پر منحصر
کر دے حتیٰ کہ اگر ایک بھائی محض دوسرے بھائی کی
امداد کے بھروسہ پر خود اپنی معاش پیدا نہ کرے تو اس کے
لئے بھی ایسی امداد ناجائز ہے *





حج

چوتھا رکن

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا

حج بندے کا امتحان ہے

خواتین! حج وہ رکن ہی جس کو دراصل مستطیع بندون کا ایک امتحان کہنا چاہیئے، کیونکہ اس مین بعض تکلیفین بھی ہین مال بھی صرف ہوتا ہے، اور خطرون کا سامنا بھی رہتا ہے، مگر اپنی بندگی و انکساری اور عجز و ذلت اور اوس خالق برتر کی بزرگی و عظمت کا ہر فعل سے اظہار کیا جاتا ہے۔

حج کی کڑی منزلین

تم دیکھو جس وقت انسان حج کے لئے گھر سے نکلتا ہے، تو اعزا کی جدائی، گھر بار کا چھوڑنا، سفر کے مصائب اپنی ذات کو بحری اور بری خطرون مین ڈالنا، عیش و راحت کا مفقود ہونا زیب و زینت اور تمام لباس کو ترک کرکے صرف احرام پر گذارا کرنا، غصہ کو دبا دینا، اور اتنا دبا دینا کہ کسی طرف نظر غضب سے بھی نہ دیکھے، سخت بات اور انتقام سے احتراز رکھنا، ہر قسم کی خواہشون کو مار دینا انتہا یہ ہے کہ احکام

الٰهی کے سامنے اپنے آپ کو اس قدر مجبور و بے اختیار کر دینا کہ تمام ان جائز افعال اور جائز خواہشون سے بھی باز رہنا جو اس سے پہلے جائز تھین، اور اس کے بعد بھی جائز ہون گی بعض نہایت ہی معمولی حرکتون سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھنا کہ جسم تک کو زور سے نہ کھجایا جاے، اگر جوئین پڑ گئی ہون تو ان کو بھی نہ مارا جاے، کوئی بال بھی جسم سے نہ اُکھاڑا جاے درخت اور ٹھنیون کو قطع نہ کیا جاے، امتحان کی کیسی کڑی منزلین ہین۔

ارکان حج کا ادا کرنا امتحان کا دوسرا درجہ ہے

پھر اس قدر تعمیل احکام کے بعد اس امتحان کا ایک اَور درجہ آتا ہے، مثلاً طواف کرنا، حجر اسود کو بوسہ دینا، میلین اخضرین کے مابین دوڑنا، صفا سے مروہ تک اور مروہ سے صفا تک (دوڑ لگانا) پھرنا، اور پھر ننگے سر عرفات کے میدان مین پہونچنا اور وہان سے واپس ہو کر اپنے ناخنون اور بالون کو تراشنا، کنکریان چُننا اور پھر اون کو پھینکنا، اسی طرح اور دوسرے مناسک حج کا ادا کرنا انسانی فرمان برداری کی کیسی سخت آزمائش ہے، حقیقت مین یہ سب وہ مدارج ہین

جن مین ہماری فرمان برداری اور تسلیم و رضا کا امتحان لیا جاتا ہے

امتحان کا نتیجہ — جو شخص اس مین کامیاب ہوتا ہے اوس کو بڑا درجہ اور بڑا اجر بھی ملتا ہے، سچ ہے کہ سخت کامون کا معاوضہ بھی زیادہ ہوتا ہے :- الاجر بقدر المشقة

خدا بندے کی آزمائش کرتا ہے — خداوند کریم تو طرح طرح سے اپنے بندون کی آزمائش کیا ہی کرتا ہے جیسا کہ اوس نے ہم کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ہے :-

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ	اور البتہ ہم تم کو تھوڑے سے خوف سے اور بھوک سے اور مال و جان اور پیداوار (ارضی) کی کمی سے آزمائین گے۔

اب دیکھو کہ اس عبادت مین بھی کس کس قسم کی آزمائشین ہین اور کیسا کیسا امتحان ہے۔

امتحان حج کے نتائج و منافع — ہان! یہ امتحان اپنے اندر دنیاوی نتائج اور بے شمار فوائد بھی رکھتا ہے، اوس خدائے برتر نے عمر مین ایک مرتبہ اپنے گھر بلانے کا یہ بھی مقصد رکھا ہے کہ مختلف ملکون اور مختلف قومون کے آدمی ایک جگہہ جمع ہون،

تمدن ، معاشرت اور مذہب کے متعلق مل جل کر عمدہ سبق حاصل کرین اور عبادت کے مقدس فرض کو انجام دین اور امن و امان مین رہین ، جیسا کہ ارشاد ہے :-

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى	اور یاد کرو کہ ہم نے اپنے گھر کو لوگون کے لئے مرجع اور جاے امن بنا دیا ہے اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہہ کو نماز کی جگہہ بنا لو۔

دوسری جگہہ ارشاد ہے :-

لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ	حاضر ہون اپنے نفع کی جگہون مین اور پڑہین نام اللہ کا معلوم دنون مین ذبح پر چوپاے جانورون کے جو اون کو دیے ہین سو کھاؤ تم اس مین سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو "

اس آیت کی تفسیر مین مفسرین نے صاف طور پر لکھا ہے کہ منافع سے دنیا و آخرت کے منافع مراد ہین ظاہر ہے کہ جہان ایسا اجتماع ہوگا وہان ہر قسم کے منافع حاصل ہو سکتے ہین اور اگر ایسے موقع پر وہ منافع حاصل نہ کئے جائین تو در اصل بد قسمتی ہے ۔

دنیاوی منافع | خواتین ! یہان دنیوی منافع کے متعلق ہین کچھ
نہین کہنا چاہتی کیونکہ اس وقت ان منافع سے بحث نہین ہے
اگرچہ دنیا کے منافع ہین بھی جن مین سے ایک بڑا فائدہ یکجائی
ہونے سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ : کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ (یعنے
ہر مومن بھائی ہے) کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور یہ اتحاد اور بھائی چارہ
ایسی چیز ہے جو ہر اجتماع اور لوگون سے ملنے جلنے کے موقعون مین
پیش نظر ہوتی ہے، اسی کے لئے مجلسین قائم ہوتی ہین، کلب کھولے
جاتے ہین اور انجمنین بنائی جاتی ہین، پس ایک ایسا مجمع جہان
ہر ملک کے آدمی مذہبی عقیدت متحدہ کے ساتھ جمع ہون ضرور ایسے
فائدے پیدا کرے گا، اس کے علاوہ تجارت کو بھی فائدہ پہونچتا ہی
لیکن اس بحث سے ہمارا مقصد تو صرف اوس کی عبادت کا تذکرہ اور
اور اُس کے احکام کی کامل فرمان برداری ہے اس لئے ان سے
قطع نظر کرتی ہون ، اور محض فرض عبادت کے ہی متعلق بیان کرونگی
حج کی حقیقت | حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حج کے اسرار مین
تحریر فرماتے ہین کہ :-

حج کی حقیقت یہ ہے کہ صلحا کی ایک بڑی جماعت ایک
وقت خاص اور مکان خاص مین جمع ہو انبیا و صدیقین

اور شہدا و صالحین کے حالات کو جن پر خدا نے اپنا انعام
کیا ہے یاد کرے اور سب ایسے موقع پر جمع ہون جہان
خدا کی ظاہر نشانیان موجود ہون ، ائمہ دین کی
جماعتین وہان کا قصد کرتی رہی ہون اور نہایت
خاکساری اور رغبت سے شعائر الٰہی کی تعظیم
بجالاتی رہی ہون خدا سے نیکی کی امید اور خطائین
معاف ہونے کی دعائین اور التجائین کرتی رہی ہون
جب اس طرح لوگون مین کیفیت پیدا ہو جاتی ہے
تو لازمی طور پر خدا کی رحمت اور مغفرت وہان
نازل ہوتی ہے۔

ہر ایک امت مین حج کی اصل موجود ہے ، ہر ایک
کے لئے ایک خاص جگہہ برکت لینے کی معین ہے
اس مین اونہون نے خدا کی نشانیون اور اپنے
بزرگون کی عبادات اور آثار کو ظاہر ہوتے دیکھا ہے
اس سے مقربین اور اون کے حالات کی یاد آتی
ہے اس لئے پابندی سے وہان کا قصد کرتے ہین
لیکن بیت اللہ سب جگہہ سے زیادہ حج کے

قابل ہے اس مین بر ملا نشانیان موجود ہین
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن کی نیکی اور
خوبی کی شہادت اکثر امتون کی زبان پر ہے
اس کی بنیاد قائم کی ہے اس سے پہلے یہ زمین
سخت چٹیل میدان تھی وہان تک پہونچنا بھی
مشکل تھا اور بیت اللہ کے علاوہ اور مقامات مین
یا تو کچھ نہ کچھ شرک ہے یا بے اصل اس کی گھڑت
کر لی گئی ہے۔
طہارت نفسانی کی خصوصیتون مین سے یہ بھی ہے
کہ ایسی جگہہ رہنا اور ٹھیرنا اختیار کیا جائے جس کی
صالحین ہمیشہ تعظیم کرتے رہے ہون اور ذکر
الٰھی سے اوس کو معمور رکھا ہو اور ذکر الٰھی کے
متعلق خدا کے نشانات کو ملاحظہ کر کے ان کی
تعظیم کرنا بھی داخل ہے جب اُن پر نظر
پڑتی ہے تو خدا یاد آتا ہے "

مکہ کی عظمت وشان اس حقیقت کے ساتھ اور بھی غور کرو کہ اس مقدس
زمین مین رب العالمین کی شان ربوبیت بھی عجب طرح سے

ظاہر ہوئی، حضرت اسمٰعیل کے لئے غیب سے چشمہ زمزم جاری ہوگیا اور خدا کے حکم سے اور اس نعمت کے شکریہ مین حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل نے خدا کی عبادت کا پہلا گھر بنایا اور ایسے آثار سے جو مکہ معظمہ مین ہین جو اثر ہوتا ہے وہ ظاہر ہے پھر یہان جو شان معلوم ہوتی ہے وہ کہین نہین معلوم ہوتی انسان کا دل اس طرف کھنچتا ہے، کیونکہ وہان خدا کی تجلی ظاہر ہوئی۔

اس مقدس زمین کے پہاڑون پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو ایک طرف ایک عجیب وقار و عظمت معلوم ہوتی ہے اور دوسری طرف ایک تسکین روحانی پیدا ہوتی ہے۔

دارالامتحان مکہ کی سختیان یہ مکان دارالامتحان ہے، نہ یہان نہرین ہین نہ باغ نہ درخت و سبزہ زار پتھریلی، غیر مسطح، سنگلاخ زمین ہے، نہ عیش و راحت کے سامان ہین نہ تفریح کی کوئی جگہ ہے، اجناس کی گرانی اور ضروریات زندگی کی محتاجی اس پر مستزاد ہے،

ان سختیون کی مصلحت اس مین ایک یہ مصلحت بھی ہے کہ چونکہ لہو و لعب مین خدا یاد نہین آتا خوشی و مسرت مین ناشکر گزار بندہ

اپنے خالق کو بھول جاتا ہے اور مصیبت مین بجز خدا کے کوئی بھی یاد نہین ہوتا، جیسا کہ خود اوس نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے :-

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ	اور جب انسان کو تکلیف پہونچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا ہر حال مین ہم سے دعا کرتا ہے، پھر جب ہم اوس کی تکلیف کو دور کر دیتے ہین تو اس طرح چلا جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہونچنے پر ہمین کبھی پکارا ہی نہ تھا، اسی طرح حد سے نکل جانے والون کو ان کے اعمال آراستہ کر دکھائے گئے ہین"

اس لئے یہ مشقتون اور تکلیفون کی جگہہ بھی بنائی ہے تاکہ خدا کو فراموش کرنے کا کوئی موقع ہی نہ ملے۔ غرض یہ وہ جگہہ ہے جو اپنے تمام آثار اور نشانات کے لحاظ سے بندون کا دارالامتحان ہے

احکام حج

اب اس دارالامتحان مین جانے اور امتحان دینے کے متعلق جو کچھ احکام الٓہی ہین مین ان کی تلاوت کرتی ہون

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ	مسلمانو! اللہ کے لئے حج اور عمرے (کی نیت کر لی ہو تو اوس کو) پورا کرو،

مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوا
رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ
مَحِلَّهُ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ
رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ
أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا
أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ
إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ
الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ
كَامِلَةٌ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ
أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا
أَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۔
الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ ۚ فَمَنْ
فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ

پس اگر (راہ مین کہین) گھر جاؤ تو قربانی
(بھیجو) جیسی کچھ میسر آئے اور جب تک قربانی
اپنے محل (یعنی حرم) مین نہ پہونچ جاے
اپنا سر نہ منڈواؤ، پھر جو تم مین بیمار ہو یا
اُس کے سر مین کچھ تکلیف ہو تو (بال
اُتروا دینے کا) بدلہ روزے یا خیرات یا
قربانی لازم ہے، پھر جب تمھاری خاطر
جمع (یعنی عذر رفع) ہو جاے تو جو کوئی
عمرے کو حج سے ملا کر فائدہ اُٹھانا چاہے
تو (اوسکو) قربانی (کرنی ہوگی) جیسی کچھ
میسر آئے اور جسکو (قربانی) میسر نہ ہو تو
تین روزے حج کے دنون مین (رکھے)
اور سات جب واپس آؤ یہ پورے دس
ہوے، یہ (حکم) اس کے لئے ہے
جس کا گھر بار مکہ مین نہ ہو اور اللہ سے
ڈرو اور جانے رہو کہ اللہ سخت عذاب
دینے والا ہے، حج (کے چند) مہینے ہین

وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط
وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ
اللّٰهُ ط وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ
الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُونِ
يٰأُولِي الْأَلْبَابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ
رَّبِّكُمْ ط فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْ
عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ
الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ
كَمَا هَدٰىكُمْ ج وَإِنْ كُنْتُمْ
مِّنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ثُمَّ
أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ
النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ط
إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ
آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ط

جو سب کو معلوم ہین تو جو شخص ان مہینون مین
حج کی ٹھان لے، تو (احرام باندھنے سے
آخر تک) حج (کے دنون) مین نہ عورت
مرد اختلاط کرین اور نہ گناہ کی بات کرے
اور نہ جھگڑے کی اور نیکی کا کوئی سا
کام بھی کرو وہ خدا کو اُسی وقت معلوم
ہو جاے گا اور (حج کر جانے سے پہلے
زاد راہ (بہم پہونچا) لو کہ بہترین زاد (راہ)
پرہیزگاری ہے (انسان جملہ
یہ کہ مانگے نہین جیسا اسے نہین) اور اے
عقل والو ہم سے ڈرتے رہو (حج کے
شمول ہین) تم اپنے پروردگار کا فضل
(یعنی تجارت سے کوئی مالی فائدہ) حاصل
کرنا چاہو تو (اس مین تم پر کچھ گناہ نہین پھر جب
عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام (یعنی
مزدلفہ) کے پاس ٹھیر کر خدا کا ذکر کرو
اور اوس طرح یاد کرو جس طرح اوس نے

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

(البقرہ پارہ ۲ رکوع ۲۵)

تم کو بتایا ہے، اگرچہ اس سے پہلے تم گمراہون مین سے تھے (یعنی عبادت کے طریقے بھی نہین جانتے تھے) پھر عرفات سے چلو تو جس جگہ سے اور لوگ چلین تم بھی وہین سے چلو اور اللہ سے (گناہون کی) مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے، پھر جب اپنے حج کے ارکان تمام کر چکو تو جس طرح تم اپنے باپ دادون کے ذکر مین لگ جاتے تھے (اسکو چھوڑ کر) اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدا کی یاد مین مشغول ہو جاؤ پھر لوگون مین سے کچھ ایسے ہین جو دعائین مانگتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار (جو کچھ ہم کو دینا ہے) دنیا مین دے (چنانچہ کبھی ان کو دنیا مین مل بھی جاتا ہے) اور آخرت مین ان کا کچھ حصہ نہین۔ اور لوگون مین کچھ ایسے بھی) ہین جو دعائین مانگتے ہین

کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا بھی ہیں (وہ لوگ) جن کے لئے اون کے کئے کا حصہ ہے اور اللہ جلد (سب کا) حساب لینے والا ہے۔

حج کی تین قسمیں ہین

خواتین! اب قبل اس کے کہ مین کچھ اور بیان کرون حج کی قسمون اور مختصر کیفیت کو بھی سمجھا دینا ضروری ہے، حج کرنے کی تین صورتین ہین اور تینون کے نام اور احکام علیحدہ علیحدہ ہین۔

۱۔ حج قران اور اوس کے احکام۔

ایک یہ کہ حج اور عمرے کو ایک احرام سے ادا کرے، اور اسے قران کہتے ہین،

اس کے احکام یہ ہین کہ میقات سے (جو احرام باندہنے کے حدود ہین) حج اور عمرے کا ایک ساتھ احرام باندہنا اور یہ دعا پڑہنا:-

-اللهم انی ارید الحج والعمرة فیسرهما لی وتقبلهما منی

پھر جب مکہ مین داخل ہو تو پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرے یعنی سات پھیرے لگاے اول تین چکرون مین رفتار تیز ہونا چاہیئے اور بعد کے چار چکر معمولی رفتار سے لگا لینا چاہیئے ۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان مین سعی کرے یہ سعی و طواف کرنا عمرہ کا ہوگا ، اس کے بعد حج کے مناسک شروع کیئے جائین ۔

طواف قدوم | یعنی اول خانہ کعبہ کے سات پھیرے لگانا (طواف کرنا) اسے طواف قدوم کہتے ہین ، پھر صفا و مروہ کی سعی اس کے بعد آٹھوین تاریخ سے اور مناسک حج ادا کرنا چاہیئے

قارن[1] منیٰ مین آکر سر منڈا کر یا سر کے بال کتروا کر حلال ہو جاتا ہے ۔

قارن جب کہ دسوین تاریخ کو رمی جمرہ کرے تو اس شکریہ مین کہ حج اور عمرہ دونون ایک ساتھ ادا ہو گئے ایک قربانی ذبح کرنی ہوگی ، لیکن مکہ کے رہنے والے پر نہین بلکہ اوس پر جو باہر سے آیا ہو ، اگر قربانی میسر نہ ہو تو دس روزہ رکھے تین تو ساتوین ، آٹھوین ، نوین ، ذیحجہ کو اور سات بعد ایام تشریق کے ۔

---

[1] یعنی حج قران کرنے والا حاجی ۔

۲- حج تمتع اور اس کے احکام -

دوسری قسم تمتع ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات پر پہونچ کر عمرے کا احرام باندھے مکہ میں آکر عمرے کے ارکان بجالائے، یعنی خانہ کعبہ کا طواف[1] پھر احرام سے باہر ہو جائے، اور مکہ میں ہی بلا احرام کے مقیم رہے جب ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ ہو تو حرم کے حج کا احرام باندھے اور اعمال حج ادا کرنے میں مصروف ہو، اس صورت کو تمتع اور ایسا حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں -

متمتع پر بھی قربانی واجب ہے اگر میسر ہو ورنہ دس روزے تین ایام حج کے دوران میں اور سات ایام تشریق گذر جانے کے بعد رکھے -

۳- حج افراد اور اس کے احکام -

تیسرے یہ کہ عمرہ کا ارادہ نہ کرے بلکہ حج کے زمانہ میں صرف تنہا حج کا احرام باندھے، اور ارکان حج پورے ہو چکیں تو حرم سے باہر ہو جائے، اسے افراد کہتے ہیں -

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری قسم کا حج نہیں فرمایا مگر آرزو میں رہے کہ موقع ملے تو کروں، ہاں پہلی قسم کا حج آپ سے ثابت ہے اور اس لئے علماء حنفیہ کے نزدیک قران تمتع سے

[1] طواف اور سعی کا طریقہ اوپر گذر چکا ہے -

اور تمتع افراد سے افضل ہے۔

میقات پر احرام باندھنے کا طریقہ۔

اب ان صورتوں کو سمجھنے کے بعد اس کیفیت کو ذہن نشین کرنا چاہئے جو حج کے وقت ہوتی ہے، جب حاجی لوگ ان مقامات پر پہونچتے ہین جو احرام باندہنے کے لئے معین ہین اور جن کو میقات کہتے ہین تو وہان احرام باندہا جاتا ہے۔

اگرچہ مردون کے لئے ضرور ہے کہ پاجامہ، کرتہ، ٹوپی، پگڑی، موزہ، سب اُتار دین، ایک تہ بند ٹخنون سے اونچی باندھ لین اور چادر اوڑھ لین اگر خوشبو ہو تو اس کو لگائین لیکن عورتون کے لئے اجازت ہے کہ وہ اپنے سب کپڑے پہنے رہین مرد سر اور منھ نہ ڈھانکین مگر عورتون کو سر ڈھک لینے کی اجازت ہے کیونکہ بال ستر مین داخل ہین اور عورتین مستور ہین اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر جس قسم کے حج کا ارادہ کیا ہو اوسکی نیت کر کے زبان سے کہے نماز و دعا اور نیت حج کے بعد تلبیہ یعنی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہے پس محرم ہوگیا۔ تلبیہ کہنا دوسرے ذکر الٰہی سے افضل ہے ورنہ اگر تلبیہ نہ کہا بلکہ سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وغیرہ تعظیمی کلمے کہے تو بھی کافی ہے۔

ہندوستان کا میقات یلملم۔

ہندوستان سے جانے والون کے لئے یلملم میقات کی جگہہ ہے، اگر مکہ کا ارادہ ہوتو یہین احرام باندہا جاتاہے، یہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جو مکہ سے دو منزل کے فاصلہ پرہے اور جہاز پرسے نظر آتا ہے اگر ینبوع کی جانب سے اول مدینہ شریف جانے کا ارادہ ہوتو اوس صورت مین "یلملم" سے احرام باندہنے کی ضرورت نہین بلکہ جب مدینہ شریف سے ہوکر مکہ معظمہ بہ ارادہ حج آئے گا اوسوقت اوس میقات سے جو اہل مدینہ کے لئے مقرر ہے احرام باندھ لیا جاوے، میقات احرام باندہنے کی حد قائم کی گئی ہے کہ اس کے بعد بیت الحرام کی حدود مین داخل ہوچکے احرام کے معنی ایسے بزرگ اور مقدس کام کے شروع کرنے کے ہین جس کا ادب قائم رکھا جاوے۔

احرام سے قبل نیت ضروری ہے

احرام باندہنے سے قبل نیت کا کرنا ضروری ہے احرام باندہتے وقت اور ہر نماز کے بعد یا جب کسی اونچی جگہہ پر چڑھے یا نیچے اوترے تو یہ جملے کہنے چاہئین لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک

زمانہ احرام کے ضروری مسائل

ان مسائل پربھی ضرور لحاظ رہے کہ زمانہ احرام مین

خوشبو کا استعمال کرنا لڑائی جھگڑا کرنا یا بیہودہ باتین کرنا یا کسی گناہ کا مرتکب ہونا، یا جانور کا شکار کرنا یا دوسرے کو شکار بتانا خواہ اشارے سے ہی کیون نہ بتاے، درخت کاٹنا، بال اور ناخن لینا، زعفران وکسم وغیرہ کا رنگا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، البتہ بحری شکار جائز ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:-

اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَةِ

عورتون کے کپڑون پر خوشبو لگ جاے تو اسے تین دفعہ پانی سے دھو ڈالین، اور محرم ہونے کی صورت مین بہتر یہ ہے کہ نہ تو خود نکاح کرے اور نہ دوسرے کا نکاح پڑھاے، اور نہ نکاح کا پیام دے، اور نہ جون مارے، اگر سر مین جوئین پڑ جائین اور سخت تکلیف محسوس ہو تو سر منڈوالے اور کفارہ دیدے۔

صحیحین کی حدیث مین چوہا، چیل، بچھو، سانپ، کٹنے کتے کے مار ڈالنے کی اجازت ہے، کیونکہ یہ موذی جانور ہین۔

ادای ارکان حج کی تفصیل جب مکہ کے قریب پہونچے اور خانہ کعبہ دکھائی دے تو اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھے یا یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا	خداوندا اپنے اس گھر کی بزرگی وعظمت

وَتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا	زیادہ کر اور کرامت وہیبت بڑہا اور جو شخص حج و عمرہ کرنے والون مین سے تعظیم و تکریم کرے اوس کی بزرگی و عظمت اور کرامت و نکوکاری زیادہ کر۔

پھر باب معلیٰ سے مکہ مین اور باب السلام سے حرم مین داخل ہوکر حرم کے اندر حجر اسود کے سامنے کھڑا ہوکر تکبیر و تہلیل کہے اگر ممکن ہو تو اوس کو بوسہ دے اور چھوے اور اگر کسی کو تکلیف پہونچنے کا اندیشہ ہو تو اور کوئی چیز ہاتھ مین لے کر اسے چھوے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے بوسہ لینے کا اشارہ ہی کرے۔

حجر اسود کی عظمت کا سبب یہان یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کی اتباع ہے ورنہ اس کی ذاتی تکریم کسی اور خیال سے نہین کی جاتی۔

مشہور ہے کہ یہ پتھر بہشت سے آیا تھا اور مثل دودھ کے سفید تھا لیکن ہمارے گناہون کی وجہ سے وہ سیاہ ہوگیا یہ مضمون حدیث شریف مین وارد ہے، اور اس کے سیاہ

ہو جانے سے عبرت ہوتی ہے کہ کثرت گناہ سے انسان کا دل سیاہ ہو جاتا ہے، اس لئے گناہ سے پرہیز کرو ورنہ تمھارے دل بھی ایسے ہی سیاہ ہو جائین گے۔

یہ پتھر در اصل اس لئے متبرک ہے کہ اس کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے تعمیر کعبہ کے وقت اُٹھا کر نصب کیا اور پھر دوسرے موقع پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھا ہے وہ ایسے رکن مین ہے جو دروازہ کے قریب ہے تاکہ طواف کرنے والون کے لئے ایک ایسی حد ہو جائے جس سے طواف شروع کیا جائے۔

حجر اسود کی عبادت نہین کی جاتی۔

چونکہ یہ پتھر ان دونون کے نزدیک محترم تھا اس لئے مسلمان بھی احترام کرتے ہین اس کی عبادت نہین کی جاتی اس مین کوئی قوت و قدرت تسلیم نہین کی جاتی وہ صرف ایک یادگار کے طور پر ہے حدیث مین بالاتفاق مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر کے پاس ٹھیر گئے اور آپ نے فرمایا کہ "یہ مجھے معلوم ہے کہ تو پتھر ہے نہ نقصان پہونچا سکتا ہے اور نہ نفع" پھر اوس کو بوسہ دیا، آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ آئے اور وہ بھی

کھڑے ہوگئے اور کہا کہ مین جانتا ہون کہ تو پتھر ہے نہ نقصان
پہونچا سکتا ہے اور نہ نفع لیکن اگر مین نہ دیکھتا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھکو بوسہ دیا ہے تو مین بھی نہ بوسہ دیتا
پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ تو پتھر ہے
نہ نفع پہونچا سکتا ہے نہ نقصان لیکن اگر مین یہ نہ دیکھتا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھکو بوسہ دیا ہے تو مین ہرگز تجھ کو بوسہ
نہ دیتا۔

عرب جاہلیت مین بھی (جب بتون کی پرستش ہوتی تھی)
یہ پتھر صرف یادگاری طور پر محترم ومعظم تھا۔

طواف قدوم غرض حجر اسود کو بوسہ دینے کے بعد پھر داہنی
طرف سے خانہ کعبہ کا مع "حطیم" کے طواف کیا جاتا ہے عورتون کو
چادر سے سارا جسم چھپا کر سات مرتبہ طواف کرنا چاہیئے اس
ایک چکر کو "شوط" کہتے ہین۔

طواف کیونکر کیا جاے پہلے تین چکرون مین حجر اسود کے پاس سے
مردون کے واسطے مونڈھے ہلاتے ہوے ذرا بھاگ کر چلنے کا
حکم ہے اور اس بھاگ کر چلنے کو رمل کہتے ہین، ان چکرون مین
جب حجر اسود کے سامنے آئے تو خواہ اوس کا بوسہ لے لے

یا اسی طرح اشارہ کرے، چکر کی حالت مین کوئی دعا بھی پڑھنی چاہیئے۔

خانہ کعبہ کی تاریخی عظمت

خواتین! قبل اس کے کہ مین اور مناسک وارکان کا تذکرہ کرون تم کو خانہ کعبہ کے متعلق کچھ مختصر اً بتانا چاہتی ہون تاکہ تم اندازہ کرسکو کہ اس کی کیا صورت ہے اور زمانہ قدیم مین اور اسلام سے پہلے بھی اوس کی کیسی عظمت وحرمت رہی ہے، کعبہ کی چھت اور دیوارون پر اندر کی جانب سے ایک پردہ گلابی حریر کا پڑا رہتا ہے اور اوس کے اوپر چار چوکٹے ہین جسپر عبارتین لکھی ہوئی ہین، دروازہ پر بائین جانب ایک منبر ہے جس پر خانہ کعبہ کی کنجیون کی تھیلی رکھی رہتی ہے اور یہ منبر اوس حریر سے ڈھکی رہتی ہے یہ تھیلی زردوزی کی ہوتی ہے جو ہر سال غلاف مبارک کے ساتھ آتی ہے اور خانہ کعبہ کے لئے بھی جو چیزین ہمیشہ بھیجی جاتی ہین ان مین سے بکثرت چھتون مین آویزان ہین اور سونے اور چاندی کے بہت سے لیمپ وغیرہ بھی لٹکے ہوے ہین اس مین دو سونے کے لیمپ ایسے ہین جو جواہرات سے مرصع ہین۔ اس کے اندر کی عمارت مستطیل ہے اور

اندر کو داہنی جانب ایک چھوٹا سا دروازہ ہے جس کو باب التوبہ کہتے ہین اور اسی سے ملا ہوا ایک چھوٹا سا زینہ ہے ، اندر ستون اور دریچہ بھی ہین باہر کی دیوارین سنگ سرخ کی ہین اور چارون طرف سنگ مرمر کا فرش ہے جہان طواف کرتے ہین ، حطیم مین بھی سنگ مرمر لگا ہوا ہے غرض جس قدر تعمیر ہے وہ موزون اور مناسب اور اعلے درجہ کی ہے ۔

خانہ کعبہ کب کھولا جاتا ہے — خانہ کعبہ مختلف مہینون اور مختلف اوقات مین عورتون اور مردون کے لئے مخصوص طور پر کھولا جاتا ہے لیکن اندر کے حصہ مین ہر شخص داخل نہین ہونے پاتا البتہ جو لوگ شیبی صاحب کو کچھ نذر کرتے ہین اون کو اوقات معینہ پر اندر داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے اور اسی کو داخلی کہتے ہین ، لیکن اس غرض سے اون کو کچھ نذر مین دینا شرعاً جائز نہین ۔

خانہ کعبہ کا غسل — پھر ذیقعدہ کی بیس۲۰ تاریخ کو غسل کے واسطے کھلتا ہے اور اٹھائیس ذیقعدہ کو احرام کے لئے یعنی باہر سے اس کے گرد ایک سفید کپڑا کچھ بلندی سے اوس جگہ پر جہان

حاجی طواف کرتے ہین بچھایا جاتا ہے، پھر حج کے بعد بھی دہونے کے واسطے کھولا جاتا ہے اور آب زمزم سے اوس کی زمین دہولی جاتی ہے، پھر اوس کو گلاب سے دہوتے ہین اور دیوارون پر جہان تک ہاتھ پہونچتا ہے مختلف قسم کے عطر لگائے جاتے ہین اور عود و اگر تمام اطراف مین سلگتا رہتا ہے، جس پانی سے خانہ کعبہ دہویا جاتا ہے وہ چھوٹی شیشیون مین بھر لیا جاتا ہے، پھر بطور تبرک وہ شیشیان تقسیم ہوجاتی ہین۔ یہ شیشی جس کسی کو مل جاتی ہے گویا اوس کو ایک بہت بڑی نعمت ملتی ہے۔

غلاف کعبہ کا مصرف

اسی طرح غلاف کعبہ بھی ہر سال بدلا جاتا ہے اور اس کو بھی لوگ قیمتاً خریدتے ہین، لیکن سر بند اوس کا سلطان کے نزدیک جاتا ہے، وہ تحفتاً جس کو چاہتے ہین دیدیتے ہین، چنانچہ جب مین اسلام بول (قسطنطینیہ) گئی تھی تو مجھکو بھی عنایت ہوا تھا اور اوس حجرہ مین جہان موے مبارک بھی رکھا ہوا ہے آپ خواتین نے دیکھا ہوگا۔

خانہ کعبہ کی قدیم عظمت

خواتین خانہ کعبہ کو خدا نے وہ شرف دیا ہے کہ اسلام سے پہلے بھی تمام قومون اور امتون مین اوس کی

عزت و عظمت کی جاتی تھی ، یہود و نصاریٰ بت پرست اور ستارہ پرست سب کے نزدیک وہ تعظیم کے قابل تھا۔

ہنود مین عظمت کعبہ

ہندوؤن تک کا یہ عقیدہ تھا کہ شنبو ، مہادیو جس وقت وہ اپنی بیوی کے ساتھ ملک حجاز مین خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آئے تھے اوس وقت اون کی روح حجر اسود مین حلول کر گئی ہے۔

اہل ہنود کے یہان اس کا نام بھی خاص طور پر تھا۔

ستارہ پرستون مین عظمت کعبہ۔

ستارہ پرستون کا عقیدہ تھا کہ خانہ کعبہ ان سات مقامات مین سے ہے جو اُن کے نزدیک مقدس تھے اور وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ خانہ کعبہ زحل کا گھر ہے اور جب تک زحل باقی ہے یہ بھی باقی رہے گا۔

قدیم مصریون مین کعبہ کی عظمت

قدیم مصری بھی اس کی عظمت کرتے تھے چنانچہ جب قوم عاد مین قحط پڑا ہے تو ادنھون نے ایک جماعت کو اس لئے منتخب کر کے مکہ بھیجا کہ وہ یہان دعاے استسقا کرین ، قدیم مصریون نے بلاد حجاز کا نام بلاد مقدسہ رکھا تھا

اہل فارس مین کعبہ کی عظمت

اہل فارس بھی اس کا نہایت احترام کرتے تھے اور اون کا عقیدہ تھا کہ ہرمز کی

روح اس مین حلول کر گئی ہے ، اور یہ لوگ نہایت ہی قدیم زمانہ سے حج کرنے کے لئے وہان آتے تھے۔

یہود و نصاریٰ مین کعبہ کا احترام۔

یہود و نصاریٰ بھی خانہ کعبہ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ اونھون کعبہ مین بہت سی تصویرین وغیرہ جمع کر رکھی تھین انھین مین ابراہیمؑ اور اسمٰعیل علیہ السلام کی تصویرین بھی تھین اور ان دونون کے ہاتھون مین تیر تھے۔

عرب کے بت پرستون مین کعبہ کی عظمت۔

عرب نے اپنے بتون کو کعبہ کے اندر اور باہر رکھا تھا اور ہر قبیلہ اور گروہ کے معبود الگ الگ تھے اس طرح تقریباً تین سو بت جمع ہو گئے تھے ، حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویرین بھی خانہ کعبہ مین موجود تھین غرض یہ وہ جگہہ ہے کہ ہر فرقہ ، ہر ملت ، اور ہر مذہب کے آدمیون نے اس کا احترام ملحوظ رکھا ہے اور اس کو اپنی عبادت گاہ سمجھا ہے اور اس حرمت و عزت کے باعث اسکے تمام اطراف مین کچھ فاصلہ پر ایک حرم بنا لیا تھا کہ کوئی شخص بغیر احرام باندھے اوس کے اندر داخل نہین ہو سکتا تھا اور جو داخل ہوتا وہ امن مین آجاتا تھا۔

اسلام کا ان احترامات کو شرک سے پاک کرنا۔

لیکن اس تمام عزت و حرمت اور عظمت

و شرف مین شرک شامل تھا اسلام نے اس شرک کو دور کیا بتون کو توڑا، تصویرون کو مٹایا، اور وہمی معبودون کو اوس مین سے نکال پھینکا، اور صرف خداے واحد لاشریک کی عبادت کیلئے مخصوص کیا اور اوس کو اوس کی اصلی حالت پر پہونچایا جس کی نسبت ارشاد ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۔

کعبہ کی ذاتی عظمت خانہ کعبہ کی عظمت کا یہ اثر ہے کہ جب انسان کی پہلی دفعہ نظر پڑتی ہے تو اوس کے دل پر خدا کا خوف طاری ہو جاتا ہے اور اس کا اندازہ اوس وقت ہوتا ہے جب پہلی دفعہ آدمی وہان داخل ہوتا ہے اور جس شخص کے دل مین جتنا خدا کا خوف ہوتا ہے اتنی ہی اوس کے دل مین ہیبت طاری ہوتی ہے۔

مقام ابراہیم خانہ کعبہ کا سات دفعہ طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے قریب کھڑے ہوکر دو رکعت نماز نفل پڑھنی چاہئے مقام ابراہیم ایک قبہ ہے جو چار ستونون پر قائم ہے اور یہ کعبہ کے سامنے ہے اور اوس کے اندر کے حصے مین ایک پتھر نصب ہے اس پتھر پر دو گھرے نشان بنے ہین جیسے گارے مین انسان

کھڑا ہو تو پاؤں کے نشان ہو جاتے ہیں ان میں آب زمزم بھرا رہتا ہے جو لوگ وہاں داخل ہو سکتے ہیں وہ تبرکاً اوس میں کا تھوڑا پانی ضرور پیتے ہیں ان کو حضرت ابراہیم کے قدم کے نشان کہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس پتھر کے نیچے وہ اوزار بھی رکھے ہوئے ہیں جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا تھا ان نقوش قدم کی اسلام سے پہلے بھی حرمت کی جاتی تھی۔

مقام ابراہیم پر ایک زردوزی کا شامیانہ بھی تنا رہتا ہے یہ شامیانہ مصر سے غلاف کعبہ کے ساتھ ہر سال آتا ہے، اگر مقام ابراہیم پر جگہ نہ ملے تو مسجد الحرام میں جہاں بآسانی ممکن ہو دو رکعتیں ادا کر لی جائیں خانہ کعبہ کے چاروں طرف نماز پڑھی جاتی ہے اور اس چوطرفہ حصہ ہی کو مسجد حرام کہتے ہیں

خانہ کعبہ صرف ایک سمت کی تعیین ہے۔ | لیکن باایں ہمہ عظمت و حرمت جو خانہ کعبہ کی مسلمانوں کے دل میں ہے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ خانہ کعبہ محض ایک سمت کی تعیین ہے۔ اگرچہ ذات باری کسی طرف اور سمت سے مبرا ہے فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ لیکن چونکہ ہر عبادت میں انضباط اور ترتیب کی ضرورت ہے اس لئے کعبہ کو سمت قرار دیا جو ظاہرا وسط زمین میں بنا ہے

اور مسجد الحرام میں تو چاروں طرف سمت ہی سمت ہوتی ہے اور ہر طرف نماز پڑہی جاتی ہے اس طرح جنوب وشمال اور مغرب ومشرق کے رہنے والے ایک دوسری سمت کی طرف سجدہ کرتے ہیں ہندوستان سے کعبہ مغرب میں ہے اس لئے مغرب کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں اگر انگلستان میں نماز پڑھیں تو چونکہ وہ مغرب میں واقع ہے اس لئے وہاں مشرق کی طرف رخ کرنا ہوگا غرض اسی طرح سمت بدلتی چلی جائیگی۔ کعبہ آنحضرت کی ذات مقدس سے افضل نہیں ہے لیکن پھر بھی آپ اسی سمت سجدہ فرماتے تھے اور عبودیت کی شان دکھاتے تھے۔

بہر حال اس طواف کعبہ کے بعد جس کو طواف قدوم کہتے ہیں اور جس کا میں نے شروع میں تذکرہ کیا ہے کہ مکہ میں داخلہ کے وقت پہلے طواف کرنا چاہئے۔

صفا ومروہ کی سعی | صفا اور مروہ پر جو چھوٹے چھوٹے پہاڑ ہیں سات دفعہ پھرے، پہلے کوہ صفا پر چڑھے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ پڑھے، اور قبلہ کی جانب منہ کرکے وہاں کھڑا ہو اور تہلیل یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر اپنے دونوں ہا

آسمان کی طرف اُٹھاوے ، اپنے اور اون لوگون کے لئے
جنھون نے دعا کرنے کو کہا ہو، اور اپنے والدین اور تمام مسلمان
مردون اور عورتون کے لئے دُعا مانگے اور اس کے بعد صفا سے
اتر کر وہ مروہ کی طرف وقار کے ساتھ چلے ، مروہ کی راہ مین
صفا سے کچھ دور چلکر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر دو سبز میل
نصب ہین جن کو میلین اخضرین کہتے ہین ، صفا سے اول میل تک
حاجی کو آہستہ آنا چاہیئے ، پھر میل اول سے دوسرے میل تک
دوڑ کر چلنا چاہیئے ، اسی طرح مروہ سے صفا کی طرف واپس
ہونے پر بھی پہلے میل تک معمولی رفتار سے اور دوسری
میل سے صفا تک دوڑ کر چلنا چاہیئے ، اور جب مروہ پر چڑھے
تو وہی تمام جملے جو صفا پر پڑھے تھے یہان بھی پڑھے - اور اسطرح
سات پھیرے کرنے چاہئین -

صفا و مروہ کی سعی مین سہولت

عورتون کو یہ رعایت ہے کہ وہ دونون
میلون کے درمیان مین بھی آہستہ آہستہ چلین یا گدھے گھوڑے پر
سوار ہو کر یہ شرائط پوری ہو سکتی ہین اب تو بگھیان بھی ہو گئی
ہین جن پر سوار ہو کر یہ پھیرے کئے جاتے ہین ، شریف مکہ
کے گھر کے لوگ گھوڑون پر سوار ہو کر پھیرے کرتے تھے اور

مین نے بگھی مین بٹھہ کر اس شرط کو ادا کیا تھا لیکن میرے خیال مین تو پیدل ہی چلنا پوری طور پر سنت کا اتباع ہے بے شک مجھے ہمیشہ تاسف رہے گا کہ کیون مین نے بگھی مین سوار ہوکر اس رکن کو ادا کیا۔

صفا و مروہ کی سعی حضرت ہاجرہ کی سنت ہے۔

یہ سنت تو حضرت ہاجرہ کی ہے اور اوسوقت کی ہے جب کہ وہ اپنی مامتا کے جوش مین اپنے پیارے بچے کے لئے پانی ڈھونڈھنے کو ان دونون پہاڑون کے درمیان دوڑ رہی تھین۔

اس سنت سے عورتون کے لئے رضائے الٰہی پر شاکر رہنے کا نہایت مؤثر اور عظیم الشان سبق ہے۔

خدا کی مرضی پر صبر، بچہ کی پریشانی و تشنہ لبی، شوہر کی اطاعت اور اوس تمام مصیبت کے وقت مین صرف خدا کی طرف توجہ اس تمام واقعہ سے عیان ہوتی ہے اس لئے اے خواتین! اگر توانائی ہو اور مجبوری نہ ہو تو پیدل ہی دوڑنا انسب ہے اور بڑی خوش نصیبی یہ ہو کہ حضرت ہاجرہ کا سا خلوص بھی دل مین موجود ہو اوس وقت ان کے خلوص دل کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اون کی بیتابی اور مصیبت پر رحم فرما کر چاہ زمزم نکالا جس سے

آج تک مخلوق مستفید ہوتی ہے تو ہم سب کو یقین رکھنا چاہیے کہ
کہ ہمارے دل کی خلوص مین ڈوبی ہوئی دعائین کیونکر نامقبول
ہوسکتی ہین۔

دوران سعی کی دعا

غرض صفا و مروہ کے سعی کے دوران مین خدا کی
وحدانیت ، اوس کی بادشاہت ، اوس کی حمد و قدرت کے
اقرار کے لئے یہ دعا پڑھے :-

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ	خدا کے سوا کوئی معبود نہین وہ اکیلا ہے اوس کا کوئی شریک نہین اوسی کے لئے بادشاہی اور اُسی کے لئے تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے خدا کے سوا کوئی معبود نہین اوس نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے نے لشکر کفار کو شکست دی۔

چاہ زمزم

اس کے بعد اوس چشمۂ رحمت یعنی چاہ زمزم سے
تشنگی بجھانا چاہیے جو عین عالم یاس مین حضرت اسمعیل کے لئے
جاری ہوا جس سے اوس وقت ایک تسکین ہوتی ہے اور امراض
و اسقام کو شفا حاصل ہوتی ہے ، کاش اس موقع پر حضرت ہاجرہ

کی طرح اگر ہم سب بھی مضطر و بیتاب ہوکر اُس رب العزت سے اپنے اعمال اور گناہون کی معافی کے خواہان ہون تو ضرور ویسی ہی رحمت ہم سب کے واسطے بھی نازل ہوگی اور جس طرح آب زمزم سے پیاس بجھاتے اور بیماریون سے شفا حاصل کرتے ہین، اسی طرح ہماری روحانی تشنہ لبی بھی جاتی رہے گی اور دل کے گناہون کی بیماری سے نجات حاصل ہوجایگی۔

آب زمزم کے فوائد | آب زمزم مین معدنی پانی کی تمام تاثیرین موجود ہین، پینے مین بہت ہلکا ہے اور اس مین معدنی اجزا شامل ہین اس پر بھی ایک قبہ بنا ہوا ہے اور اوس کے قریب ایک حوض ہے جس مین چاہ زمزم سے پانی بھر کر اوسے بھر دیتے ہین اور پھر اوس مین سے سقے بھر لیتے ہین جب موسم حج نہین ہوتا یہ پانی استعمال نہین کیا جاتا لیکن موسم حج مین اسی کا استعمال ہوتا ہے اور اس وقت وہ اپنی تاثیر سے نہایت درجہ ہاضم ہوتا ہے اور جو فاسد مادہ اس سفر مین جمع ہو جاتا ہے اوس کو وہ پانی پاک و صاف کر دیتا ہے جسم اور اعضا مین چستی پیدا ہو جاتی ہے، طبیبون کی راے مین یہ پانی گردون، آنتون اور جگر کے لئے مفید ہے۔

حضرت ہاجرہ کے زمانہ سے لیکر حضرت عبد المطلب کے زمانہ تک یہ کنوان اسی حالت مین رہا، پھر اونھون نے اُسے کھدوایا اور پھر بغداد کے خلفا نے اس کو گھرا اور وسیع کیا۔

عمرہ سے فارغ ہونا اس کے بعد اگر احرام باندہتے وقت صرف عمرہ کی نیت کی ہے تو عمرہ ختم ہوگیا۔ احرام کے کپڑے اُتار دے سر کے بال کترواے یا منڈوائے معمولی لباس پہن لے۔

حج کا احرام باندہنا پھر آٹھوین ذیحجہ کو حرم کے اندر جاکر حج کا احرام باندھے اور۔ لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ بِالْحَجِّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ

کہتے ہوے منیٰ روانہ ہو جو مکہ سے تین کوس مشرق کی جانب ہے اور پانچون وقت کی نماز اوقات معین پر وہان ادا کرے جنھون نے احرام نہین کھولا اور حج و عمرے کی ساتھ نیت کی ہے یا یہ کہ وہ عمرہ کرکے حلال ہوگئے ہین، غرض سب کے لئے یکسان حکم ہے کہ آٹھوین تاریخ صبح کی نماز کے بعد روانہ ہون اور رات کو منیٰ مین قیام کرین، نوین تاریخ بعد نماز صبح فوراً ہی عرفات کے میدان کو روانہ ہو جانا چاہئے جو منیٰ سے چھ کوس ہے راستہ میں تکبیر اور لبیک کہنا چاہئے اور دعائین مانگنی چاہئین۔

عرفات کا دلفریب منظر | عرفات مین ایک عجیب منظر ہوتا ہے جس مین جلال وجبروت نظر آتا ہے ، پہاڑون کے دامن مین جو میدان ہی اس مین حجاج قیام کرتے ہین اور سب ایک ہی لباس اور ایک ہی وضع قطع مین ہوتے ہین ،

عرفات کی وجہ تسمیہ | اس مقام کا نام عرفات ہونے کی وجہ کے متعلق بعض کہتے ہین کہ اس کا نام عرفات اس وجہ سے رکھا گیا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام یہان ٹھیرے ہوے تھے تو حضرت جبرئیل آئے اور کہا کہ عرفت یعنی مجھکو پہچانا ، تو اونھون نے جواب دیا "نعم" یعنی ہان ، اور بعض کہتے ہین کہ جب حضرت آدم اور حضرت حوا کو جنت سے علحدہ کیا گیا تو دونون علحدہ علحدہ مقامات پر پہونچاے گئے تاکہ انکے محبت بھرے دل جو خالق عز وجل نے اسی غرض سے بناے تھے کہ میان بیوی مین الفت ومحبت ہو ، درد جدائی بھی برداشت کرین اور اس نافرمانی کا مزہ چکھین جو عدول حکمی کے سبب سے جھیلنی پڑی تو حضرت آدم سراندیپ اور حضرت حوّا جدہ مین اتاری گئین اب حضرت حوّا تنہا روتی دھوتی جنگل جنگل پھرتی تھین نہ ان کا کوئی یار ومددگار تھا نہ کھانے پینے کا سہارا ، جنگل کے پھلون کو کھاتی تھین اور کوچ ومقام کرتی کرتی عرفات پر پہونچین ، اسی طرح حضرت آدم

سرگردان و پریشان پھرتے پھرتے عرفات پر پہونچے اور یہین دونون کی ملاقات ہوئی، ایک نے دوسرے سے کہا عرفت یعنی مین نے پہچان لیا، اس وجہہ سے اس پہاڑ کا نام عرفات ہوا اور بعضون نے کہا ہے کہ چونکہ اس مقام پر لوگ اپنے گناہون کو پہچانتے ہین اس وجہہ سے اس کا نام عرفات رکھا گیا۔

عرفات کے سلسلہ مین بعض نکات۔

غرض کچھ بھی ہو غور کرنے کی بات ہے کہ اس مین کیا کیا، اشارات معلوم ہوتے ہین اور کس طرح اوس کے نزول رحمت کا پتہ لگتا ہے، یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، یا حضرت آدم کا چالیس سال آہ وزاری کے بعد اس مقام پر پہونچنا اور پھر روتے روتے گالون پر زخم پڑ جانا اور جس جگہہ بیٹھ کر رونا وہان اتنا رونا کہ زمین تک مین گڑھے پڑ جائین اور پھر:-

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانون پر (تیری نافرمانی کرکے) بڑا ظلم کیا اور اگر تو (ہمارے گناہون کی) بخشش نہ کریگا اور ہمارے اوپر رحم نہ کریگا تو بیشک ہم لقصان اُٹھانیوالون مین ہو جائین گے۔

کہکر اپنے معبود برحق سے دعا مانگنا اور پھر اُن کی توبہ کا قبول ہوکر ان کو حضرت حوا جیسی نعمت کا ملنا کیا باتین یاد دلاتا ہے۔

خواتین! اگر تم ذرا سا بھی سوچو گی تو صاف معلوم ہو جاے گا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ایک نافرمانی کی وجہہ سے کس قدر مصیبت اور تکلیف برداشت کرنا پڑی تو وہ گنھگار بندے جو روزانہ گناہون مین مبتلا رہتے ہین کس قدر معتوب ہون گے لیکن ساتھ ہی اس کے کہ جہان اللہ غفور الرحیم نے بداعمالی کی سخت سزائین مقرر کی ہین وہان اون کے لئے ایسی آسانیان بھی مہیا کردی جائین کہ وہ اپنے بڑے سے بڑے اور سخت سے سخت گناہون کو معاف کرا سکتے ہین، یہی مقام یعنی عرفات جہان حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی اور اون کو حضرت حوا ملین اور اب یہی جگہہ اون کی اولاد کے لئے توبہ و استغفار کے قبول کرنیکی ہوگئی۔

عرفات کی برکت | یہ ایسا مقام ہے جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بڑے بڑے گناہون کا کفارہ یہین ہوتا ہے۔

دوسری جگہہ ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان کسی روز ایسا چھوٹا ذلیل حقیر غصہ مین بھرا ہوا نہین دیکھا گیا جیسا کہ عرفہ کے روز دیکھا گیا ہے اس دن چونکہ اللہ تعالی کی رحمت کا نزول ہوتا ھے اور اوسکی

بے پایان رحمت بڑے بڑے گناہون کو معاف کر دیتی ہے تو شیطان اسکی اس رحمت اور اوس کی بندون کی مغفرت کو دیکھکر ایسا ہو جاتا ہے۔

مین اس مقام کا نقشہ بھی ان تقریرون مین جب وہ طبع ہون گی شامل کرون گی۔

عرفات کا عظیم الشان مجمع

غرض اس میدان مین چین، ہندوستان عرب و عجم، مصر و شام اور جہان جہان خدائے واحد و قہار کی پرستش کرنے والے رہتے ہین وہان کے آدمی کیا مرد اور کیا عورتین سب جمع ہوتے ہین اور یہ لاکھون آدمیون کا مجمع جو اپنے رب العزت و احکم الحاکمین کی فرمان برداری کے لئے اس جگہہ حاضر ہوتا ہے جس مین غریب و امیر مفلوک الحال اور دولت مند ہر قسم کے لوگ ہوتے ہین ایک ہی حالت اور ایک ہی لباس مین فقیر کی صورت بنائے ہوے کھڑے ہوتے ہین اور اپنی اس گدایانہ صورت مین۔ اَللّٰہُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ کے قول کی تصدیق کرتے ہین، نہ وہان بجز لبیک کے کسی قسم کا غل ہوتا ہے نہ شور و شغف ایک عبودیت کے عالم مین سب کی نظرین پہاڑ کی چوٹی پر لگی ہوتی ہین، جہان امام اونٹنی پر سوار ہو کر دعا تعلیم کرتا ہے

مسجد نمرہ مین خطبہ و نماز	زوال کے بعد مسجد نمرہ مین امام اول خطبہ

پڑھتا ہے اوس کو سننا چاہئے، پھر خطبہ کے بعد ظہر، عصر کی نماز ظہر کے وقت جو ایک اذان اور دو اقامتون کے ساتھ جماعت سے ادا ہوتی ہے پڑھنا چاہئے۔

یہان پہلے سے خطیب اور علمار کھڑے ہوے وقت کے منتظر رہتے ہین۔ اگرچہ مسنون یہ ہے کہ ظہر کے بعد ہی وقوف شروع کیا جاے، لیکن اب دستور یہ ہو گیا ہے کہ جب عصر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو خدام سلطان اس اونٹنی کو لاتے ہین جو کعبہ کا غلاف لے کر آتی ہے۔

غلاف کعبہ کی تیاری کا سمان۔	یہ وہ غلاف ہے جس کو مین نے قسطنطینیہ مین بناتے ہوے دیکھا ہے اس کے بنانے کا

سمان بھی عجیب باعظمت ہوتا ہے، دس پانچ آدمی کارچوب پر اسکو بناتے ہین اور قاری خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھتا رہتا ہے بنانے والون کے ہاتھ اور نظرین کام پر ہوتی ہین اور کان کلام خدا سُنتے رہتے ہین، دل مین حمد و ثنا کی موجین لہرین مارتی رہتی ہین اس طرح یہ غلاف ایک سال مین تیار ہوتا ہے۔

غلاف کعبہ کس شان سے لایا جاتا ہے	یہ غلاف ایک اونٹنی قسطنطینیہ سے لیکر آتی ہے

اور اب عرفات پر پہونچ کر اپنا سر جھکاتی ہے پہاڑ پر سے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ کی صدا بلند ہوتی ہے، عورتون کے بھی پرے کے پرے کھڑے ہوتے ہین جن کے چہرون پر نقاب ہوتی ہے کیونکہ یہان خیمے بھی نصب کئے جاتے ہین اور بعض خواتین خیمہ کے اندر ہی رہتی ہین لیکن سب لبیک اللھم لبیک کی آوازین ساتھ ہی ساتھ بلند کرتی ہین اور اس وقت ایک عجیب روحانی عالم ہو جاتا ہی دلون پر خدا کا خوف طاری ہوتا ہے، اس وقت سب ایک ہی رنگ مین رنگے ہوے ہوتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی شہنشاہ جلیل کے روبرو ہم سب کھڑے ہوے ہین، جس کے نزدیک امیر و غریب فقیر و بادشاہ سب برابر ہین، وہ مالک مطلق ہے، اس کا نہ کوئی وزیر ہے اور نہ کوئی مشیر۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ یہ صفات سوا اوس معبود برحق اور واحد مطلق کے کس مین ہین جو پرستش کے لایق سمجھا جاے، اوس کا احسان اور اوس کا شکر ہے کہ اوس نے ہم کو ایسے مذہب اور ملت پر پیدا کیا کہ جو فطری ہے اور جس کو اوسی نے بنایا ہے اور جس مین اوس کی وحدانیت کی پوری تعلیم ہے، اس لئے ہم کو اوس نبی آخر الزمان کی امت مین پیدا کیا، جس نے ہم کو اوس کی وحدانیت کا

بھید بنا کر موحد بنایا اور اوس کی وحدانیت کی مکمل تعلیم کی ۔

میدان عرفات میں دل کا کیا حال ہوتا ہے۔

ہان خواتین ! تو اس میدان مین گویا ہم حاضر ہوتے ہین اور اوسی سے عرض کرتے ہین ۔ کہ حاضر ہین ہم تیرے دربار مین حاضر ہین ، اور ہم وہ گروہ ہین کہ جو کسی کو تیرا شریک نہین کرتے اور یقین رکھتے ہین کہ کوئی تیرا شریک نہین ہے تیرے ہی واسطے تمام عزتین ہین اور تو ہی تعریف وثنا کے لائق ہے ۔

خواتین ! تم مین جس کو یہ نعمت نصیب ہوئی ہے ان کی آنکھون مین اس وقت وہی سمان پھر گیا ہوگا مگر جو اب تک اس سعادت سے محروم ہین اون کو مین یقین دلاتی ہون کہ صدائے لبیک کے ساتھ ہی ساتھ قلب کی حالت کچھ اور ہو جاتی ہے ، میدان مین ایک نور برستا معلوم ہوتا ہے دلون مین اطمینان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی اوس نے ہماری توبہ کو قبول فرمایا اور ہم اس وقت ویسے ہی پاک ہو گئے جیسے کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے لیکن یہ فرق بھی ضرور خیال مین رکھنا چاہئے کہ پیدا ہونے کے وقت نہ تو انسان خدا کا گنہگار ہوتا ہے نہ بندون کا ، البتہ

پھر دونون کا گنہگار بن جاتا ہے۔

عرفات مین کونسے گناہ معاف ہوتے ہین۔

ہان اس میدان مین خداے تعالیٰ اپنے گناہ اور اپنی نافرمانی کو بخش دیتا ہے لیکن بندون کا گناہ نہین بخشا جاتا کیونکہ وہ بندون ہی کے بخشنے سے معاف ہوتا ہے اس لئے بندون کے حقوق کو اور بھی اچھی طرح ادا کرنا چاہئے تاکہ ادن کا کوئی گناہ سر پر نہ رہے اور اسی واسطے جب حج کو جاتے ہین تو جو لوگ خدا کا خوف دل مین رکھتے ہین وہ یاد کرکے بندون سے اپنے قصور معاف کرا لیتے ہین۔

غرض عرفات مین جانا حج کا رکن ہے، اگر وہان نہ جاے تو حج نہین ہوتا۔

موقف مین آنا

مسجد نمرہ مین نماز ظہرین سے فارغ ہوکر موقف مین آئے اور پہاڑ کے قریب جہان چاہے ٹھہرے مگر اس جگہہ جو بطن عرنہ کے نام سے مشہور ہے نہ ٹھہرے، یہان تکبیر و تہلیل اور تحیہ و درود مین مصروف ہو اپنے اور سب اعزا و اقربا اور مسلمانون کے لئے دعائین کرے اس دعا مین دونون ہاتھ اس طرح دراز ہون کہ بالکل گدایانہ شکل ہو جاے جیسے کوئی

محتاج فقیر بھیک مانگتا ہے ، دل مین خضوع اور خشوع اور عاجزی ہو ، آنکھون سے اشک روان ہون اور سورج غروب ہونے تک برابر اسی حالت مین رہین ۔

مزدلفہ کی روانگی

پھر بعد غروب آفتاب امام کے ساتھ مزدلفہ روانہ ہو ، جو عرفات سے مکہ کی طرف تین کوس کے فاصلہ پہ ہے ، مزدلفہ پہونچکر جبل قزح کے قریب ٹھیرے ، یہان مغرب وعشاء کی نماز باجماعت ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھنی چاہیئے ، اور درمیان مین سنت نفل نہ پڑھنا چاہیئے ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک یہان مغرب وعشاء کو جمع کرنا بلا اشرط جماعت بھی جائز ہے ، پھر آرام کرے یا عبادت مین مشغول ہو جاے ، مزدلفہ مین دسوین تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت پڑھ کر وقوف کرین خواہ امام کے پیچھے یا اوس کے قرب مین اور یہان موقف مین درود شریف ، تکبیر اور تہلیل واستغفار وتلبیہ واذکار خوب پڑہین اور دعا مانگین دعا مانگتے وقت ہاتھ اوٹھائین جیسا کہ دستور ہے ۔ مزدلفہ مین بجز وادی محسر ہر جگہہ قیام اور وقوف درست ہے ، اگر محسر مین وقوف کریگا تو وہ معتبر نہ ہوگا ، پھر جب کہ طلوع آفتاب مین بقدر دو رکعت کے

وقت باقی رہے تو تلبیہ و اذکار کہتا ہوا منیٰ کو چلدے، جب بطن محسر کے کنارہ پر پہونچے تو دوڑکر نکل جاوے، جب بقدر ۴۵ گز کے آوے تو آہستہ چلنے لگے، اس لئے کہ یہ وادی پیمایش مین اسی قدر ہے، یہ وادی محسر نہ منیٰ مین داخل ہے نہ مزدلفہ مین بلکہ دونون کے درمیان حد فاصل ہے، منیٰ کے میدان مین تین ستون بطور نشان بنے ہوے ہین ہر ایک کو "جمرہ" کہتے ہین منجملہ اون کے ایک جمرہ عقبہ ہے جو حد منیٰ پر مکہ کی طرف بنا ہوا ہے مگر منیٰ مین داخل نہین، دسوین ذیحجہ کو صرف اسی جمرہ عقبہ کی رمی کی جاتی ہے دوسرے جمرات کی نہین، رمی جمار کا قاعدہ یہ ہے کہ مزدلفہ ہی سے کنکریان اٹھالی جاتی ہین اور جمرہ عقبہ کے قریب کھڑے ہوکر اس طور سے کہ داہنے جانب منیٰ ہو اور بائین جانب مکہ سات کنکریان ایک ایک کر کے مارین اور ہر کنکری پھینکتے وقت یہ دعا پڑہین۔

اللہ اکبر۔ اللھم اجعلہ حجا مبرورا و ذنباً مغفورا۔

پہلی ہی کنکری مارتے وقت تلبیہ موقوف کردینا چاہئے، اور ہر نماز کے بعد یون بھی اکثر اوقات تکبیر کہتے رہین، رمی کر بعد

یہان نہ ٹھیرے بلکہ اپنی جاے قیام پر منیٰ مین چلا آوے کیونکہ آج بجز اس جمرہ کے اور جمرات کی رمی نہین ہے، رمی کے بعد قربانی کرے یہ قربانی مفرد کے لئے مستحب اور قارن و متمتع پر واجب ہے۔

قربانی کی قدیم روایات | قربانی وہ قدیم رسم ہے جس کی ابتدا حضرت آدم کے ہی زمانہ سے ہوئی ہے، ان کے بیٹون نے قربانی کی، پھر طوفان نوح کے بعد حضرت نوح نے بھی قربانی شروع کی اور اس کے لئے مذبح بنایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی قربانی کی، اس کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدیہ کا حکم ہوا اور اون کی جگہہ مینڈھا قربان کیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہ رسم ادا کی تھی، ان کے علاوہ تقریباً سب ہی قدیم قومین حسن عقیدت اس رسم کو ادا کرتی ہین۔

نصاریٰ کا ایک عقیدہ | البتہ نصاریٰ مین یہ عقیدہ قائم ہو گیا کہ یہودیون کے ہاتھون سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو قربانی ہوئی وہ ہمارے گناہون کا کفارہ ہے اس لئے ہم کو قربانی کی ضرورت نہین رہی اونھون نے قربانی چھوڑ دی اور صرف روٹی اور شراب کو

اوس کا بدل قرار دے لیا، یہان غور کرنے کی یہ بات ہے
کہ پیغمبر اور کیسے پیغمبر کہ جن کو ابو الانبیا کہتے ہین اون کے فرزند
کے فدیہ مین تو مینڈھا ہو اور گنہگار انسانون کے بدے حضرت عیسیٰ کو
جو بقول انصاری خدا کا اکلوتا بیٹا ہو (نعوذ باللہ) قربان کیا جاے
اور اس پر لطف یہ ہے کہ پھر جلا بھی دیا جاے گو یا صرف
دکھاوے کے لئے یہ قربانی ہوئی، یہ تو ظاہر ہے کہ اوس قادر
قدیر مین مردہ کے جلا دینے کی قدرت ہے لیکن اگر اوس نے
اس طرح اپنی قدرت کا اظہار کیا تو صاف معنی یہی ہون گے
کہ انسانون کے پھسلانے کے لئے اپنے بیٹے کو صلیب پر چڑھوایا
اور پھر زندہ کر کے اپنے نزدیک اٹھا لیا اور اس طرح نصاریٰ
کے لئے قربانی کی معافی دیدی، اور پھر یہ عقیدہ یہان تک
ترقی پاتا ہے کہ بیٹا نہین وہ تو خود خدا ہے جو انسانی گناہون
کے کفارہ کے لئے دنیا مین آکر قربان ہوا، غرض قربانی کا یہ
عجیب مسئلہ ہے۔

قربانی کی غرض | قربانی کا مدعا محض تقرب الی اللہ ہوتا ہے
کہ کسی چیز کو اوس کی راہ مین اپنے سے جدا کر دیا جاے۔
مشرکین و بت پرستون مین جس طریقہ سے کہ اوربانون مین

شرک شامل ہوتا گیا، اسی طرح قربانی مین بھی شرک کی شان نظر آنے لگی، اور طرح طرح کے باطل عقیدے پھیل گئے اسلام نے جس طرح اور باتون کے شرک کو مٹایا اسی طرح قربانی کو بھی شرک سے صاف اور پاک کر دیا، اور محض اسی کے نام پر اور اسی کے لئے غنائم اور گائے کی قربانی جائز رکھی، اور بالکل سنت ابراہیمی کو جاری کر دیا۔

قربانی کے بعد حج سے فارغ ہونا۔ قربانی کے بعد احرام کھول دینا اور کپڑے پہن لینے چاہئین، مرد سر منڈوائین یا بال کترِوائین، کیونکہ بعد ذبح کے بہتر تو سارا سر منڈانا ہے مگر چوتھائی سر منڈانا یا چوتھائی سر کے بال ایک پورو ے کے برابر کٹوانا واجب ہین، عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایک دو لٹین کترِوا دینا کافی ہین اور یہان تمام چیزین جو کہ احرام کی حالت مین حرام کر دی گئی تھین، حلال ہو جاتی ہین، لیکن زن و شوہر کی خلوت اب بھی ناجائز ہے۔

رمی جمار یہ بہتر ہے کہ آج ہی بیت اللہ کا طواف مکہ جا کر کرے اور بعد طواف منٰی ہی مین واپس آ کر رات کو رہے، یہ طواف تیسرا فرض حج کا ہے اس کا نام طواف رکن اور

طواف زیارت ہے، پھر گیارھوین اور بارھوین اور تیرھوین کو بدستور منیٰ مین قیام رہے، اور ان تاریخون مین ان تینون ستونون کو سات سات کنکریان مارے اس طرح سے کہ گیارھوین کو بعد زوال اول جمرہ اولیٰ کو کہ مسجد خیف کے قریب ہے سات کنکریان ایک ایک کرکے پے در پے مارے، ہر کنکری مارتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر مع دعاے مذکور پڑھتا جاے جمرہ اولیٰ کی رمی پوری کرکے ذرا آگے بڑھ کر میدان مین قبلہ رخ کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور کم از کم اتنی دیر قیام کرے جتنی دیر مین تیس آیتین پڑھ سکتا ہے، اور تکبیر، تہلیل، تسبیح استغفار، درود شریف اور دعا کرتا رہے، پھر جمرہ وسطیٰ مین اسی طرح رمی کرکے ذرا بائین طرف کو ہو کر میدان مین قبلہ رخ کھڑا ہو کر اسی قدر قیام مین اذکار کرتا رہے، پھر جمرہ عقبہ کو اسی طرح رمی کرے مگر اوس کے بعد نہ ٹھہرے اپنے جاے قیام کو چلا آئے۔

پھر بارھوین کو بعد زوال کے اسی طرح تینون جمرات کرے اور تمام امور مذکورہ کی رعایت رکھے۔

پھر تیرھوین کو بھی زوال کے بعد اسی طرح تینون کی رمی کرے لیکن اگر کوئی بارھوین کی رمی کرکے قبل غروب آفتاب

منیٰ سے چلا آوے تو تیرھوین کی رمی اوس پر واجب نہ ہوگی اور چلا آنا بھی جائز ہے، اس وقت حج کے تمام ارکان پورے ہوجاتے ہین اور ہر جائز فعل جو حج کے زمانہ مین حرام کردیا گیا تھا بدستور جائز ہوجاتا ہے

رمی جمار کی حقیقت | اس موقع پر ستونون پر کنکریان مارنے کے متعلق بھی مین تم کو سمجھانا چاہتی ہون کہ یہ رسم کیونکر قائم ہوئی، اور اس کی بناکس عقیدہ پر ہے اور اسی سلسلہ مین تم کو یہ بھی معلوم ہوجاے گا کہ قربانی بھی حضرت ابراہیم کی سنت ہے اور وہ کیسے عظیم الشان واقعہ کی یاد دلانے والا طریقہ ہے۔

منیٰ نہایت وسیع اور پہاڑون مین گھرا ہوا میدان ہے یہ میدان اور اوس کے گرد کے پہاڑ نہایت ہیبت ناک ہین، یہان ایک غار ہے جس کا نام غار مرسلات ہے جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت فرمایا کرتے تھے اور یہین سورۂ مرسلات نازل ہوئی تھی۔

شمالی جانب جو پہاڑ ہے، اوس مین ایک گپھا ہے کہا جاتا ہے کہ اس مین حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کا مسکن تھا اوس کے باہر ایک مسجد ہے جس کی نسبت روایت ہے کہ وہ حضرت اسمٰعیل کے قربانی کی جگہہ تھی یہان دو مسجدین اور ہین اور ایک مسجد

اوس جگہ ہے جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی فرمائی تھی
اسی میدان مین ایک جگہہ پہ تھوڑے فاصلہ سے تین منارے
بنے ہوے ہین جن کو جمرات کہتے ہین اوران تینون کے نام
جمرہ اولیٰ ، جمرہ وسطیٰ ، اورجمرۂ عقبہ ، ہے ۔ ان ستونون پرکنکریان
مارنے کی رسم بہت قدیم سے ہے ، عرب اسلام سے پہلے
بھی رجم کرتے تھے ، یہ اس عقیدہ پر مبنی تھا کہ جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خواب مین اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام
کے ذبح کرنے کی ہدایت کی توشیطان نے اون کے دل مین
وسوسہ ڈالا کہ اس حکم کی تعمیل نہ کرین اونہون نے کنکریان
اوٹھائین اورجمرہ اولیٰ پر پھینکین اسی طرح مکرر سہ کرر وسوسہ
ڈالا اور اونہون نے جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبہ پر کنکریان پھینکین
اُسی طریقہ کا اتباع بدستور ابھی تک جاری ہے ،

کنکریان مارنا اظہار نفرت کی دلیل ہے ۔

لیکن یہ کوئی مسئلہ کی بات نہین ہے بلکہ کسی
چیز پر کنکریان پھینکنا اظہار نفرت اور تکلیف
دینے کا قدیم طریقہ ہے ، چنانچہ توریت سے بھی یہ پتہ چلتا ہے
کہ بنی اسرائیل نے وادی عجور مین کنکریان مارین تھین اور
نصاریٰ بھی بیت المقدس مین ایک مقام پر کنکریان پھینکتے ہین

اور عرب والے ابرہہ کے سردار کی قبر پر بھی کنکریان پھینکتے تھے، اسی طرح گویا جمرات پر کنکریان پھینکنا اظہار نفرت کا ایک طریقہ ہے۔

حضرت اسمٰعیل کی قربانی کا واقعہ۔

حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا یہ واقعہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو اُن کے باپ آزر نے گھر سے نکال دیا تو اونھون نے کہا کہ مین اپنے خدا کی طرف جاتا ہون وہ مجھے راستہ بتاوے گا، اور اُنھون نے خدا سے دعا کی کہ

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ اے رب مجھے نیک فرزند عطا کر

خدا نے اون کی دعا قبول کی اور اون کو ایک بردبار لڑکے کی خوش خبری دی، یہ روایت راجح ہے کہ یہ فرزند اسمٰعیل علیہ السلام تھے پھر جب یہ چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے اور اون کے ساتھ چلتے پھرتے تھے تو آپ نے خواب مین دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے اسمٰعیل کے قربان کرنے کا حکم دیا ہے، آپ نے اس کو ایک خیال تصور کیا لیکن پھر دوبارہ اور سہ بارہ بھی خواب دیکھا تو آپ نے اُس کو رویائے صادق یا وحی سمجھا، اور مکہ معظمہ تشریف لاکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا۔

قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ

اے بیٹے مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مین تجھ کو ذبح کرتا ہون، تم بتاؤ کہ تمھاری کیا راے ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نہایت بردبار اور اطاعت شعار بیٹے تھے، پھر ان کی قربانی کے لئے خدا کا حکم بھی ہوا تھا اونھون نے جواب دیا کہ

يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ

اے باپ جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے اوس کو بجا لائیے آپ انشاء اللہ مجھکو صابر ہی پائین گے۔

حضرت ابراہیم جب اون کو ذبح کے لئے لے کر چلے تو جمرۂ اولے پر شیطان نے اون کو بہکانے کی کوشش کی کہ یہ کیا حرکت ہے محض خواب و خیال پر آپ اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہین، آپ سمجھ گئے کہ یہ شیطان ہے اور آپ نے لاحول پڑھ کر اوس کے کنکر مارے، اوس کے بعد دوسرے منارے کے پاس حضرت اسمٰعیل کو بہکایا، اونھون نے بھی یہی عمل کیا، اسی طرح تیسرے منارے پر بھی اوس نے عمل کیا اور اوس پر کنکریان ماری گئین یہان تک کہ آپ اپنی قربانی کی جگہہ پہ پہونچ گئے

وہ ایسی جگہہ تھی کہ اوس کے اوپر ایک بڑا پتھر تھا اور نیچے ڈھلوان جگہہ تھی کہ آپ کا خون بہ جاے، غرض حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیل کو منھ کے بل ایک چٹان پر لٹایا، اور چھری نکال کر حضرت اسمٰعیل کی گردن پر رکھی ہی تھی کہ آواز آئی۔

وَنَادَيْنَٰهُ أَن يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَآ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَٰٓؤُا الْمُبِينُ وَفَدَيْنَٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ	کہ ابراہیم تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم نیک بختوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہین البتہ یہ بھی آزمائش ہے اور ہم نے بڑی قربانی کو اس کا فدیہ بنایا۔

یعنی اوسی وقت بحکم باری تعالیٰ حضرت اسمٰعیل کی جگہہ حضرت جبرئیل نے ایک دنبہ کو جس کو جنت سے لیکر آئے تھے حضرت ابراہیم کی چھری کے نیچے رکھدیا، یہ واقعہ قربانی کا ھے، اور اُسی جگہہ اب یہ قربانیان ہوتی ہین۔

سخت آزمائش ہین پورا اُترنے پر کیسا انعام پایا۔

خواتین! کس قدر اور کیسی سخت آزمائش تھی اور باپ اور بیٹے نے کیسا سخت امتحان دیا تھا، اور وہ اس آزمائش اور امتحان مین کیسے پورے اُترے اس کامیابی پر خدا نے یہ انعام دیا جیساکہ اوس نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۔ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ

اور ہم نے آنے والی نسلون مین اون کا ذکر خیر باقی رکھا کہ سب کہتے ہین ابرہیم پر سلام ہو ہم نیک بندون کو ایساہی بدلہ دیا کرتے ہین، کیونکہ وہ ہمارے ایماندار بندون مین سے ہین۔

وعدۂ انعام ہمارے لئے ترغیب ہے۔

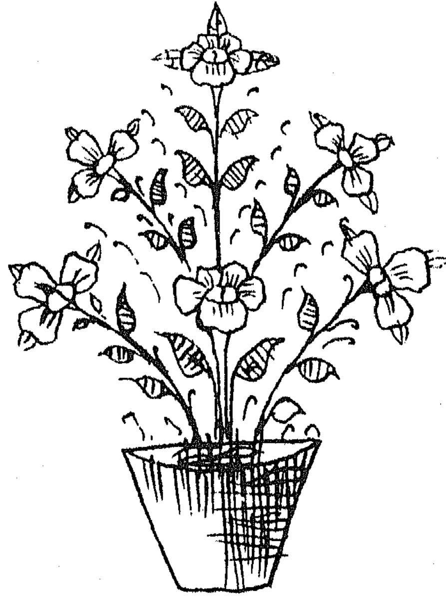
گویا یہ انعام اور یہ وعدہ جو نیک بندون کو بدلہ دینے کا ھے، ہمارے لئے ایک ترغیب ہے کہ ہم اوس کی راہ مین اپنی تمام محبتون اور جذبون کو فنا کردین اور اس کے حکم کی اتنی اطاعت کرین کہ اپنی اور اپنی اولاد کی جانون کی بھی پروا نہ کرین، اور اگر ہم ایسا کرین گے تو یہ ہمارے ایمان لانے کی پوری دلیل ہوگی اور ہمکو ایسے ہی اجر عطا ہون گے ہمکو اوس کے حکم کی پابندی اور اوس کی حفاظت پر بھروسہ کرنا چاہئے اور وہی کرنا چاہئے جو اوس کا حکم ھے۔

یہ وہ مقام ہین جہان جہان ایسی ایسی سخت آزمائشون کی یادگارین ہین جن مین بندون کے لئے کھلی ہوئی عبرت وبصیرت ھے۔

مکہ کی واپسی اور حج کا ادا ہونا۔

چودھوین یا تیرھوین تاریخ کو مکہ معظمہ مین آکر چاہ زمزم سے پانی پئین اور جب گھر کی واپسی یا مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے روانہ ہونے لگین تو خانہ کعبہ کا آخری طواف بھی کرین، یہ طواف باہر والون کے لئے واجب ہے، اس طرح اس مقدس فرض کو ادا کیا جاتا ہے جو بندون کا ایک بڑا امتحان ہے۔

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔





اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اما بعد، اے مسلمان بی بیو! مین اپنا فرض سمجھتی ہون کہ آج کے دن جو خدا تعالیٰ کی طرف سے خوشی و مسرت کا دن بنایا گیا ہے اور تمہارے دلون مین دینی و دنیوی خوشیان موجزن ہین تم کو کچھ نصیحت کرون۔

عیدین مین پند و نصیحت کا مسنون طریقہ۔

یہ طریقہ نیا نہین ہے بلکہ جناب رسالت مآب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) اور اون کے خلفاے راشدین کا بھی طریقہ تھا کہ وہ عیدین کی نماز کے بعد خطبہ پڑہتے اور پند و نصیحت فرماتے تھے، جناب رسالت مآب تو خاص طور پر عورتون کے قریب تشریف لاکر اون کو مخصوص طور پر

یہ تقریر بعد نماز و خطبہ عید الضحیٰ زنانہ حصہ عیدگاہ مین ہوئی تھی

مخاطب فرمایا کرتے تھے ، پس مین بھی آج اوس سنت کی پیروی کرتی ہون اگرچہ یہ منصب میرا نہین بلکہ ہماری علماء اور رہبران مذہب کا تھا اور ہے مگر افسوس ہے کہ عورتون کی اس طرف توجہہ نہین تاکہ اون کے لئے اس قسم کا انتظام کر کے علماء کو تکلیف دی جاے اس لئے مجبوراً مین نے ہی اس فرض کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے۔

آنحضرت ؐ کے نصائح | آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور خلفاے کرام ایسے موقع پر جو نصیحتین فرماتے تھے مین اول اون ہی نصیحتون کا اقتباس تم کو سناتی ہون۔

آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ :۔

اے لوگو ! (ہم نے خیال کر لیا ہے کہ) گویا موت ہمارے سوا اورون کے لئے ہی لکھی گئی ہے اور گویا حق بات ہمارے سوا اورون پر واجب ہوئی ہے ، ہم نے قابل عمل نصیحتون کو بھلا دیا ہے اور ہر آنے والی مصیبت سے بے خوف ہو گئے ہین لیکن نہین ایسا نہین ہے ، مبارک ہے وہ شخص جس کو اپنے عیبون کے غم نے دوسرون کی

عیب جوئی سے بے نیاز کردیا ہے اور بشارت ہے
اوس شخص کے لئے جس کی کمائی اچھی ہے اور جس کا
باطن بھی اچھا ہے اور ظاہر بھی اچھا ہے اور جس
طریقہ پر وہ چل رہا ہے وہ سیدھا ہے،
اس شخص کے لئے مژدہ ہے جس نے خدا کے لئے
پوری طرح پر تواضع اختیار کی، وہ لوگ اچھے ہین
جنھون نے جائز طور پر مال جمع کرکے پھر اوس کو
اللہ کی راہ مین خرچ کیا اور اہل علم وفضل سے
میل جول رکھا، اور مصیبت زدہ اور پریشان حال
لوگون پر ترس کھایا، مبارک ہین وہ لوگ جنھون نے
اپنی ضرورت سے فاضل مال کو اللہ کی راہ مین
دے ڈالا، اور اپنی زبان کو فضول گوئی سے
روکا، اور اچھے ہین وہ لوگ جنھون نے سنت
نبوی کو کافی سمجھ کر اختیار کیا، اور بدعتون سے
دور رہے"

حضرت ابوبکر صدیق کا خطبہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
ایک خطبہ مین یون ارشاد فرمایا ہے کہ۔

مسلمانو!) مین تم کو وصیت کرتا ہون کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ کے اوس حکم کو مضبوط پکڑو جو اوس نے تمھاری ہدایت کے لئے بھیجا، یاد رکھو کہ وہ ہدایت جو کلمۂ توحید کے بعد اسلام کی تمام ہدایتون کی اصل اور ان کو حاوی ہے، وہ اوس شخص کی اطاعت کرتا ہے جس کو اللہ نے تمھارا حاکم و سردار بنایا۔ پس جس نے اپنے آقا و حاکم کے اوامر و نواہی کی فرمان برداری کی بے شک اوس نے فلاح پائی اور اپنا حق ادا کیا۔

اے مسلمانو! نفسانی خواہشون کی اتباع سے بچو جو شخص لالچ اور غصہ اور نفسانی خواہشات سے محفوظ رہا وہی کامیاب ہوگا، انسان کے لئے فخر کی بات ہی کیا ہے جو مٹی سے پیدا ہوا، اور پھر مٹی مین ملیگا، پھر اوس کو کیڑے کھا جائین گے کس بات پر فخر کرتا ہے وہ جو آج زندہ ہے، اور کل مرنے والا ہے لہذا ہر روز ہر ساعت اچھے اچھے کام کئے جاؤ اور مظلوم کی بد دعا سے بچو، اپنے کو مثل مُردون کے

شمار کرو ، اور صبر سے کام لو ، کیونکہ ہر کام صبر ہی
سے انجام پاتا ہے ، کچھ نہ کچھ کئے ہی جاؤ کیونکہ
یہ کرنا ہی قبول کیا جائے گا ، اور ایسے کام
کرنے سے بچو جن پر خدا نے اپنے عذاب سے
ڈرایا ہے اور ان امور کو جلد سے جلد حاصل کرنے
کی کوشش کرو جسکے بدلہ میں اللہ نے اپنی رحمت کا وعدہ
فرمایا ہے ، اور سمجھنے کی کوشش کرتے رہو تو سمجھائے
جاؤ ، اور (خدا سے) ڈرتے رہو تو بچائے جاؤگے
اور جس سے پچھلی قومیں ہلاک ہوئی ہیں اوس کو بھی
اور جس سے کامیاب ہوئی ہیں اوس کو بھی اللہ نے
بیان کر دیا ہے اور اللہ نے حرام و حلال سب کو اپنی
کتاب قرآن مجید میں بیان کر دیا ہے اور واجبات
(و فرائض) اور مکروہات (و ممنوعات) کو بھی ظاہر
فرما دیا ہے ۔"

حضرت عمرؓ کا خطبہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
"میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہا کرو
وہ اللہ جو کبھی فنا ہونے والا نہیں اور اوس کے سوا

سب فانی ہین، وہ اللہ جس کی اطاعت کر کے
اوس کے دوست بزرگی و شرف حاصل کرتے ہین
اور اوس کے دشمن معصیت اور گناہ کر کے گمراہ ہو جاتے
ہین، خبردار کوئی حاکم اس مرتبہ کا اور اسکا مستحق نہین ہو سکتا
کہ خدا کی نافرمانی کر کے اوس کی اطاعت کی جائے
مسلمانو! قرآن پڑھو، اور اوس سے معرفت
حاصل کرو اور اوس پر عمل کرو، اور اہل اللہ بنو،
اگر اللہ کی معصیت کی گئی تو کوئی مرتبہ دین مین
حاصل نہین ہو سکتا۔
یاد رکھو کہ مسلمان کو گالی دینا (فسق) یعنی بہت بری
بات ہے اور اس سے لڑنا جھگڑنا کفر ہے، کسی
مسلمان کو اپنے مذہبی بھائی سے تین دن ناراض
رہنا جائز نہین، اور جس شخص نے کسی جادوگر، یا
نجومی یا فال کھولنے والے کی بات کا یقین کیا،
اوس نے گویا اوس (نور ہدایت) سے انکار کیا جو
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔
یعنی وہ قرآن اور اوس کی تعلیمات کا منکر ہوا

کوئی دو اجنبی عورت مرد تنہا نہ بیٹھیں کیونکہ وہاں تیسرا
شیطان آموجود ہوتا ہے۔
اے مسلمانو! اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے
اپنے آپ کو خود جانچتے اور تنقید کرتے رہو کہ حساب
دیتے وقت تمھیں کو آسانی ہوگی، اور اوس بڑی
پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ، جس روز تم روبکاری ہین
پیش کئے جاؤگے وہان تمھاری رتی برابر بات بھی
چھپی نہ رہیگی۔
قرآن پر عمل کرنا لازم سمجھو یہی ایک نور ہدایت ہے
اور یہی (دل کے) مرضون کے لئے شفا کامل ہے، مجھے
خدا نے تمھارا والی بنایا ہے، اس لئے مجھ پر جو
فرض تھا اور جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا، اللہ تمھاری اور
میری بخشش کرے"
بی بیو! تم نے سُنا یہ کس کی نصیحتین ہین، یہ نصیحتین اوس مقدس
ذات کی ہین جو مخلوق الٰہی کو خدا کی نعمتون کی بشارت دینے والا
اور خدا کے عذاب سے ڈرانے والا تھا اللھم صل علی محمد و علی آل محمد
اور اون کی نصیحتین ہین جو اوس کے نائب تھے اور جنہون نے

اپنی روح ، اپنی جان ، اپنے دل اور مال سب کو اوس پر قربان کر دیا تھا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

ایک اور بزرگ کے نصائح

اب مین ایک اور بزرگ کی نصیحتین تم کو سناتی ہون وہ فرماتے ہین کہ اللہ کے عذاب سے ڈرو ، پرہیزگاری اختیار کرو ، جو اللہ سے ڈرا وہ اوس کی پناہ مین آیا جس نے اوس کی نافرمانی کی وہ راندہ درگاہ ہوا۔

بڑا تقویٰ اولاد کی تعلیم و تربیت ہے۔

یاد رکھو کہ سب سے بڑی پرہیزگاری اور تقویٰ اپنی اولاد کی تربیت اور اپنے خاندان کی تعلیم و تادیب کا خیال رکھنا ہے ، کیونکہ تم سب مثل چرواہے کے ہو قیامت کے دن تم سب سے اپنے اپنے گلہ کی نسبت ، پوچھا جاے گا کہ اوس کی بہبودی کے لئے تم نے کیا کیا کیا؟ بچون کی تہذیب و تربیت مین بے توجہی ہو گی تو خدا کے یہان محاسبہ ہو گا۔

بچہ ماں باپ کے پاس خدا کی امانت ہے۔

بچہ اپنے مان باپ کے پاس ایک امانت ہوتا ہے اور اوس کا دل بچپن مین نہایت پاک و صاف اور نرم ہوا کرتا ہے جس طرف مائل کیا جاے اُس طرف مائل ہو جاتا ہے ، پس اگر بھلائی کی طرف اوس کا دل پھیرا گیا ،

اور اچھی اچھی باتین سکھائی گئین تو وہ اونھین باتون پر نشو و نما پاتا ہے، اور دین و دنیا مین سعادت مند ہوتا ہے اوس کے ثواب مین والدین بھی شریک سمجھے جاتے ہین اور وہ لوگ بھی جن کے ہاتھون اوس نے علم و عمل کی دولت پائی اور اگر بچہ چوپایون کی طرح آزاد چھوڑ دیا جاے تو وہ نہایت بدروش ہو جاتا ہے اور ہلاکت کے قریب پہونچ جاتا ہے اوس کا گناہ نہ صرف اُسی پر بلکہ اُس کے اتالیق اور بزرگون پر بھی ہوتا ہے۔

تعلیم و تربیت پر خدا کی تہدید

بچون کی تعلیم و تربیت مین تساہل کرنے کی نسبت خداوند کریم نے ہم کو یون تہدید فرمائی ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝

مسلمانو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل (و عیال) کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن ہون گے آدمی اور پتھر اوس پر فرشتے (تعینات) ہین تند خو سخت مزاج خدا جو اُن کو حکم دے اوس کی نافرمانی نہین کرتے اور جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہین

بی بیو! یہ وہ نصیحتین ہین جن پر عمل کرنا تمھاری اور تمھارے

آل اولاد کی دین دنیا کی نجات کے لئے ضروری ہے اور جن سے روگردانی قیامت کے دن سخت مواخذہ کا باعث ہوگا اور وہ دن وہ ہوگا

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ

جس دن ایسی نفسی نفسی پڑیگی کہ آدمی اپنے بھائی اور ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا ان میں سے ہر شخص کی اوس دن یہ حالت ہوگی کہ اپنی فکر اُس کو دوسروں سے غافل کر دے گی

آنحضرت کی عورتوں کو پُر شفقت نصیحت

بی بیو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں پر بڑے ہی شفیق تھے، آپ نے عورتوں کیلئے خاص حقوق قائم کئے جو آج کسی قوم اور کسی ملت میں نہیں ہیں اُنہوں نے عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت، نرمی اور ملاطفت کی نصیحت کی اور یہاں تک ہدایت فرمائی کہ یہ مثل شیشے کے ہیں ان کو ٹھیس نہ لگے۔

آپ نے حج الوداع کے دن جو آپ کے آخری حج کا روز تھا جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرنے اور اون کے ساتھ بھلائی کرنے کی ایک

دوسرے کو ہدایت فرمائی تھی یہ آپ کے آخری خطبہ کی نصیحت تھی
جس مین آپ نے عورتون کو فراموش نہین کیا اور مخصوص طور پر
اُن کی بھلائی کی نصیحت کی۔ مگر اسی طرح ان کو خصوصیت
کے ساتھ عذاب الٰھی سے ڈرنے اور کفر و بدعت سے
باز رہنے کی نصیحتین فرمائی ہین، کیونکہ عورتین دراصل
نہایت نرم دل ہوتی ہین، ان پر اوہام کا جلد اثر ہوتا ہے
وہ جذبات سے فوراً ہی اثر پذیر ہو جاتی ہین، نسلون کی
بنانے اور بگاڑنے والیان بھی یہی ہوتی ہین، عورتون
ہی کے ہاتھ مین سعادت و شقاوت ہوتی ہے، انہین کا اثر
گھر کو جنت و دوزخ بناسکتا ہے اس لئے انہین کی اصلاح
کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

پس اے بی بیو! اگر تم عذاب الٰہی سے نجات چاہتی ہو
تو اوس کے احکام کی تعمیل کرو، اور اوس کو اور اوس کے رسول کو
وسیلہ نجات قرار دو۔

سب سے بڑی اسلامی ضرورت تعلیم ہے۔

اس وقت اسلام کی ضرورتون مین سب سے
بڑی ضرورت اسلامی تعلیم اور اسلامی
تربیت کی ہے اور یاد رکھو کہ یہ تمھارے ہی ذمہ ہے اور تمھارا ہی

فرض ہے اگر تمھارے بچون نے اسلام کو اسلام نہ سمجھا تو یقیناً تمھین سے مواخذہ ہوگا تم خود اسلام کی تعلیم حاصل کرو اور پھر اپنے بچون کو تعلیم دو تم خود اسلام کا نمونہ بنو اور اپنے بچون کو بناؤ۔

تم گھرون کے اندر بیٹھنے والیان ہو، روزی پیدا کرنے کی فکر نہین یا اگر فکر ہوتی ہے تو بہت کم۔ پس تم اسلام کا کام یہی کرو کہ اپنی اولاد کو اسلام کی تعلیم پر پرورش کرو اور یہ اسلام کا کام نہین ہے بلکہ تمھاری نجات اور عذاب دوزخ سے نجات پانے کا کام ہے۔

کم سے کم تم کو فرائض و واجبات اور سنت سے آگاہ ہونا اور اسلامی اخلاق سے واقف ہونا تو نہایت ضروری ہے کیونکہ بغیر اوس کے انسان مسلمان نہین ہوتا۔

عید کس کی ہے

پس اب مین اس تقریر کے بعد عید و قربانی کے متعلق کہنا چاہتی ہون، آج کے دن غریب سا غریب مسلمان بھی اپنے امکان اور طاقت کے موافق عمدہ لباس پہنتا ہے خوشبو لگاتا ہے، مکان آراستہ کرتا ہے، ذاتی اور کرایہ کی سواریون پر عیدگاہ جاتا ہے، مگر دیکھو کہ اس تمام منظر اور سامان مین خدا کا

واعظ پکار پکار کر کیا کہتا ہے اس کی آواز ہو کہ کیا عید اُس کے لئے ہے کہ جو جدید لباس زیب تن کرے، نہین بلکہ عید اُس کے لئے ہے جو خدا کے وعید سے ڈرے، کیا عید اُس کے لئے ہے جو خوشبو سے مہکے نہین عید اُس کے لئے ہے جو گناہون سے تائب ہو کر باز رہے کیا عید اُس کے لئے ہے جو دنیا کی زیبایشی چیزون سے اپنے کو آراستہ کرے نہین، عید اس کے لئے ہے جو تقویٰ کا توشہ اپنے ہمراہ لے جاے۔ کیا عید اُس کے لئے ہے جو سواریون پر ہو۔ نہین، عید اوس کے لئے ہے جو قصور اور خطاؤن سے باز رہے، کیا عید اوس کے لئے ہے جو عمدہ فرشون پر بیٹھ کر فخر کرے، نہین عید اوس کے لئے ہے جو پل صراط سے بآسانی گذر جاے۔

عید کا دن روز قیامت سے مشابہ ہے

بی بیو! یاد رکھو کہ یہ عید کا وہ دن ہے جو قیامت کے دن کی یاد دلاتا ہے جس طرح کہ آج اس عیدگاہ مین مسلمان صفون مین جمع ہین اور خطیب نے ممبر پہ خطبہ سُنایا ہے ایسے ہی کل قیامت کے دن جو عجیب ہولناک دن ہوگا تمام اگلے اور پچھلے زمانون کے آدمی جمع ہون گے اور ایک قہار ذو الجلال کے سامنے وہ کھڑے ہون گے اوس وقت اس

دنیا کے اعمال کی باز پرس ہوگی اور عمر بھر کے اعمال کا احتساب ہوگا

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ	پھر (اے پیغمبر) جب صور مین (پہلی) ایک پھونک
وَّحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا	ماری جائے گی اور زمین اور پہاڑ دونون کو
دَكَّةً وَّاحِدَةً ۙ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ	اُٹھا کر (اور ٹکرا کر) ایک ہی بار ان کو ریزہ ریزہ
الْوَاقِعَةُ ۙ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ	کر دیا جائے گا تو (قیامت جو چار و ناچار) ہونے
فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۙ وَّالْمَلَكُ	والی ہے) اُس دن ہو جائے گی اور آسمان
عَلٰى أَرْجَائِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ	پھٹ جائے گا اور وہ اوس دن بہت بودا
رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۙ	(پھس پھسا) ہوگا اور اُس کے کنارون پر فرشتے
يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ	ہون گے اور اُس دن تمہارے پروردگار کے
لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۙ	تخت کو آٹھ (فرشتے) اپنے اوپر اُٹھائے
فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ	ہون گے (لوگو) اس دن تم (خدا کے روبرو)
بِيَمِينِهِ ۙ فَيَقُولُ هَاؤُمُ	پیش کئے جاؤ گے (اور) تمہارا کوئی راز
اقْرَءُوا كِتٰبِيَهْ ۙ	(خدا سے) مخفی نہین رہیگا تو جس کو اوس کا
إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلٰقٍ	نامۂ (اعمال) اوس کے داہنے ہاتھ مین دیا
حِسَابِيَهْ ۙ فَهُوَ فِي	جائے گا تو وہ (خوشی خوشی لوگون سے) کہیگا
عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ فِي	لو جی (یہ) میرا نامہ (اعمال تو) پڑھو مجھ کو تو
جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ قُطُوفُهَا	(دنیا کی زندگی مین) یقین تھا کہ (ایک دن)

دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا
هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي
الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ وَاَمَّا
مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ
فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ
كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا
حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ
الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ
مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ
سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ
فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ
صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ
ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا
فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ
لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ
وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ
الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ

میرا حساب یعنی (نامۂ اعمال) مجھ کو ملے گا (سو ملا)
تو وہ شخص بڑے) خاطر خواہ عیش مین ہوگا (یعنی)
بہشت برین مین جس (کے باغون) کے پھل (ایسے)
جھکے ہون گے (کہ جا ہین تو اپنی جگہہ بیٹھے بیٹھے
توڑ لین اور ان کو اجازت ہوگی) کہ ایام گذشتہ
(یعنی دنیا) مین تم نے (عمل کئے اور ان کو
پہلے سے زاد آخرت بنا کر) بھیجا تھا ان کے
بدلے مین کھاؤ پیو (اور تمھارے) نیک لگے
اور جس کا نامۂ (اعمال) اس کے بائین ہاتھ مین
دیا جاے گا وہ کہے گا، اے کاش مجھ کو میرا
نامۂ (اعمال) نہ ملا ہوتا اور مجھ کو اپنے
(اس) حساب کی خبر ہی نہ ہوئی ہوتی کہ کیا ہے
(اور کیا نہین) اے کاش مرنے سے (میری
ہستی کا) خاتمہ ہوگیا ہوتا۔ میرا مال میرے
(کچھ بھی) کام نہ آیا۔ مجھ سے میری بادشاہت
مٹ گئی (پھر ہم اس کے لئے حکم دین گے کہ)
اس کو پکڑو اور اس کے گلے مین طوق ڈالو

الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۙ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۙ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝

پھر (کشاں کشاں لیجاکر) اس کو جہنم مین ڈھکیل دو پھر زنجیر سے جسکی ناپ گزون مین ستر گز ہوگی اس کو خوب جکڑ دو (کیونکہ) یہ خدا ے بزرگ پر ایمان نہین لایا تھا اور (آپ کھلانا تو در کنار اورون کو بھی) مسکینون کے کھانا کھلانے کی ترغیب نہین دیتا تھا تو آج یہان اس کا کوئی دوستدار نہین اور زخمون کے دھوون کے سوا اسکے لئے کچھ (اور) کھانے کو بھی نہین۔ (اور) یہ کھانا بس گناہگار ہی کھائین گے۔

بقرعید کی قربانی اور اسکے اسباب

اس عید کے دن ہم پر قربانی واجب کی گئی ہے، یہ قربانی خدا کے خالص بندے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی یادگار ہے، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہین جن کا لقب ذبیح اللہ ہے اور جن کو خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل مین ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور جب یہ دونون باپ بیٹے بخوشی راضی ہوگئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے سوال کیا کہ قربانی کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی

سنت ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے | یہ قربانی ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر جو مقیم اور صاحب نصاب ہو واجب ہے، عورت کے زیور پر جس طرح زکوٰۃ فرض ہے اُسی طرح قربانی بھی واجب ہے، جواہرات پر اگرچہ زکوٰۃ نہین ہے لیکن قربانی واجب ہوتی ہے اور اگر بچہ اور گوٹا اتنا ہو جو نصاب مین داخل ہو سکے تو اوس پر بھی قربانی واجب آئے گی، حاجت سے زائد مکان ہو اور اوس کی قیمت بقدر نصاب ہو تو اُس پر بھی قربانی واجب ہے، شہر مین دسوین تاریخ طلوع آفتاب اور نماز عید کے بعد قربانی کرنی چاہیے دیہات مین جہان نماز عید نہین ہوتی صبح سے قربانی کرنا جائز ہے بارھوین تاریخ غروب آفتاب کے بعد قربانی جائز نہین، رات مین ذبح کرنا بہ کراہت جائز ہے۔

قربانی کے مسائل | اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ نر اور مادہ ان سب کی قربانی درست ہے، بہتر یہ ہے کہ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کیا جائے یا کسی اور مسلمان سے ذبح کرایا جائے محتاجون، مسکینون، اور پڑوسیون کو تقسیم کرین تھوڑا سا خود بھی کھائین اور اہل وعیال کو بھی کھلائین۔

قربانی کے چمڑے کا مصرف | قربانی کے چمڑے کا بہترین مصرف یہ ہے کہ خیرات کردیا جاے اور اگر اپنے گھر کے کام مین لائین تو بھی مضائقہ نہین، قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیئے، لنگڑا کانا، بہت دبلا پتلا یا بیمار نہو، سینگ ٹوٹے ہوے نہ ہون، کان سالم ہون اور چری ہوی یا کٹی ہوی نہ ہون، اندہا نہ ہو، فربہ اور تازہ ہونا چاہیئے، بھیڑ بکری وغیرہ ایک سال سے کم عمر کی نہون گاے، بیل، بھینس، دوسال سے کم عمر کی نہ ہون اور اونٹ پانچ سال سے کم کا نہ ہونا چاہیئے، البتہ دنبہ چھہ ماہ کا بھی ذبح کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ایسا فربہ ہو کہ سال بھر والون مین مل جاے

بقرعید مین تکبیر کا قاعدہ | نوین تاریخ کی صبح سے تیرھوین تاریخ کی نماز عصر تک ایک مرتبہ ہر فرض نماز کے بعد تکبیر کہنی واجب ہے یعنی

الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله و الله اکبر الله اکبر ولله الحمد

مگر مردون کو بہ آواز اور عورتون کو آہستہ سے کہنا چاہیئے۔

تکبیر کی ابتدا کیونکر ہوئی | اس تکبیر کی بابت روایت ہے کہ جب حضرت خلیل اللہ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا اور ذبح کرنا چاہا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فدیہ کا حکم لے کر آئے اور انھون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو متوجہ کرنے کے لئے

اللہ اکبر اللہ اکبر کہا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنکر خیال کیا کہ کوئی بشارت لائے ہین تو کہا "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" حضرت اسمٰعیل علیہ السلام یہ تکبیرین سنکر سمجھ گئے کہ فدیہ کا حکم نازل ہوا تو اونہون نے اس کے شکریہ مین کہا اللہ اکبر وللہ الحمد اس یادگار مین یہ تکبیر نماز کے بعد جاری ہوئی ہے۔

بقر عید کی نماز کے مسنون طریقے

نماز عید اگرچہ مکلف مردون پر واجب ہے عورتون پر واجب نہین مگر حضور سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتون کو عید کی نماز کی تاکید فرمائی ہے، نماز سے پہلے نہانا مسواک کرنا، خوشبو لگانا، عمدہ کپڑے پہننا جو مباح ہون مستحب ہے عورتون کو مسواک کی جگہہ منجن ملنا چاہئے اور جو عورتین عیدگاہ کو جائین ان کو خوشبو نہین ملنی چاہئے۔

عورتون کا لباس کیسا ہونا چاہئے

عورتون کے لئے ایسے باریک کپڑے جن مین بدن کی رنگت نظر آئے پہننا جائز نہین ہے، اور ایسے ہی لباس کے متعلق حدیث شریف مین ہے کہ بہت سی عورتین جو دنیا مین لباس پہنتی ہین آخرت مین عریان ہونگی۔

خواتین! اگرچہ عمدہ لباس پہننا مستحب ہے لیکن اگر یہ لباس خیانت اور بددیانتی اور ظلم کے روپیہ سے میسر آئے تو قطعی حرام ہے

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

قربانی کے جانور کے متعلق حکم ہے کہ جو خوب تیار ہو اوس کو ذبح کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن پل صراط پر آسانی سے گذر جانے کے لئے تمھاری سواری ہوگی، مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کے نزدیک جب تک کہ تقوے اور پرہیزگاری نہو قربانی کوئی چیز نہیں لَن یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُومُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِن یَّنَالُہُ التَّقوٰی مِنکُم۔

قربانی کو چراغ ہدایت بناؤ

بی بیو! مین نے اس موقع پر تمھارے سامنے جو کچھ کہا ہے وہ اپنا ایک فرض ادا کیا ہے، خدا تم کو اور مجھ کو ان باتون پر عمل کرنے کی توفیق دے، تقوی اور پرہیزگاری ہمارا لباس ہو، قرآن مجید چراغ ہدایت ہو، اور احادیث نبوی پر عمل کرکے ہم اپنی کشتی کو گناہون کی منجدھار سے نکال لے جائین۔

اب تم میرے اور میرے عزیزون اور تمام مسلمان مرد اور عورتون کے لئے دعا کرو اور مین تمھارے اور تمھارے عزیزون اور تمام مؤمنین ومؤمنات کے لئے دعا کرتی ہون:۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

اے میرے پروردگار مجھکو توفیق دے کہ مین نماز پڑھتا رہون اور نہ صرف مجھکو بلکہ) میری اولاد کو بھی) اور اے ہمارے پروردگار میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے پروردگار جس دن (اعمال کا) حساب ہونے لگے۔ مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور (سب) ایمان والون کو بخش دیجیو۔